شریعت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اور

دین مولانا احمد رضا خاں صاحب

— اعلیٰحضرت بریلوی —

تالیف

ملک حسن علی بی اے علیگ جامعی

مؤلف تعلیمات مجددیہ و مشاہد التوحید !

— ناشر —

انجمن اشاعة التوحید والسنة ○ شرقپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یامادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یادیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الم تر الی الذین بدلوا نعمۃ اللہ کفرا واحلوا قومھم دار البوار

شریعت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اور

دین مولانا احمد رضا خاں صاحب

اعلیحضرت بریلوی

بہ بیں تفاوتِ راہ از کجاست تا بکجا

بریلویت نے امتِ محمدیہ کو کیا کیا تحائف بخشے

تالیف

ملک حسن علی بی اے علیگ جامعی

مؤلف تعلیماتِ مجددیہ و مشاہد التوحید!

ناشر

www.KitaboSunnat.com

انجمن اشاعۃ التوحید والسنۃ شرقپور کلاں

(قیمت ــــ روپے)

ملنے کا پتہ : المکتبۃ السلفیہ شیش محل روڈ ۔ لاہور

فہرست

صفحہ	عنوانات	نمبر شمار

زمانہ آیا ہے بے حجابی کا عام دیدارِ یار ہوگا
سکوت تھا پردہ دار جس کا وہ راز اب آشکار ہوگا

(اقبالؒ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی

شب گریزاں ہو گی آخر جلوہ خورشید سے
یہ چمن معمور ہو گا نغمہ توحید سے

توحید و شرک کا معاملہ کوئی فرقہ وارانہ معاملہ نہیں ہے۔ توحید کا لفظ اپنی حقیقت، ثمرات اور مقتضیات کے اعتبار سے تمام دنیائے انسانیت کے لئے اتنا عظیم، ایسا اہم اور اس قدر گرانمایہ ہے کہ اسی پر انسان کی دنیا و عقبیٰ، آغاز و انجام اور تمدن و معاشرت بلکہ زندگی کے تمام شعبوں کی بہتری اور صلاح و فساد کا دار و مدار ہے۔

سچی انسانیت، خدا کی ہستی اور اس کی توحید کے عقیدہ پر موقوف ہے۔ توحید سب سے بڑی صداقت ہے بلکہ تمام صداقتوں کی صداقت اور تمام حقیقتوں کی حقیقت ہے۔ تمام صداقتیں اسی مدار کے گرد طواف کرتی ہیں۔ یہ توحید تمام نیکیوں اور صداقتوں کا واحد سرچشمہ ہے۔ منبع خیر و برکت ہے۔ مصدرِ فیوض و انعاماتِ الٰہیہ ہے اور اخلاق و عادات کی جان ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام دنیا اور دنیا کی ساری قوموں پر احسانِ عظیم ہے کہ دنیا کے کل پیغمبروں اور ہادیوں کی گم شدہ اور مشترکہ میراث واپس دلا دی بلکہ انسانیت کی کایا پلٹ دی۔

توحید اور شرک دو متضاد چیزیں ہیں۔ جس طرح زہر زندگی کا قاتل ہے۔ شرک ایمان کا قاتل ہے۔ توحید اور شرک بیک وقت ایک انسان کے قلب میں جمع نہیں ہو سکتے۔ اگر اس میں توحید داخل ہو جائے تو شرک نکل جاتا ہے اور اگر شرک داخل ہو جائے تو توحید نکل جاتی ہے۔ شرک انسان کو، انسانیت کے شرف و مجد سے بالکل محروم کر دیتا ہے۔ ایک مشرک انسانیت کے مقام سے اتنا گر جاتا ہے اور قدر پست و ذلیل ہو جاتا ہے کہ ہر طاقت و اقتدار کے سامنے جھکنا اس کا مسلک و شعار بلکہ مذہب بن جاتا ہے۔ اس نے اپنے جذبۂ پرستش کی تکمیل کے لئے سورج کو معبود بنایا۔ چاند، سیارے، ستارے جو

رات کی تاریکی میں ضیا بار ہوتے ہیں وہ پوجے گئے۔ جانور، درخت، دریا اور انسان عبودیت میں اُٹھل کئے گئے۔ شرک کی پیاس اور بڑھی تو خیالی صورتوں کے بُت اور مجسمے بنائے گئے۔ قوموں کے ممتاز انسانوں کو خدا کا اوتار اور مظہر بنا کر پوجا گیا۔

اہلِ سُنّت والجماعت کسے کہتے ہیں؟

اہلِ سُنّت والجماعت کی اصطلاح، رفض و تشیّع اور خروج و اعتزال کے مقابلہ میں استعمال ہوتی تھی لیکن آج کل اُن لوگوں کے لئے استعمال ہوتی ہے جو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر عالمُ الغیب، متصرف فی الامور اور مختارِ مطلق قرار دیں۔ فوت شدہ بزرگوں کو غوث و دستگیر اور حاجت روا مانیں۔ اُن کے نزدیک ایسے ہی لوگ اہل سُنّت والجماعت اصلی حنفی اور خوش عقیدہ مسلمان ہیں۔ جو لوگ شرک و بدعت سے روکیں، وُہ چاہیں کہ توحید کا بول بالا ہو انہیں وہابی اور بدعقیدہ کہا جاتا ہے۔ بدعت اور سُنّت میں آگ اور پانی کا بَیر ہے۔ جہاں بدعت چمکتی دیکھو تو سمجھو ایک سنّت اُٹھ گئی۔ آج کل شرک اور بدعت پر نکیر نہ کرنے کے لئے یہ دلیل دی جاتی ہے کہ ملّت اور قوم کی یکجہتی پارہ پارہ ہو جائے گی۔ اِس مسلک کے حضرات کے نزدیک صرف ایجابی انداز میں بیان کرنا چاہیے۔ عزیزو! یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ عقیدۂ توحید بڑا ہی نازک ہے۔ یہ وہ چیز ہے جس پر کفر و ایمان اور فلاح و خسران کا مدار ہے۔ عقیدۂ توحید قرآنِ پاک کی صریح اور صاف محکمات سے ماخوذ ہے۔

اہلِ بدعت قرآنِ پاک کو اپنی واہی مزعومات کی خراد پر چڑھا کر، قرآن کے ساتھ بے رحم مذاق کر رہے ہیں۔ وُہ بدعت کے بغیر لُقمہ نہیں توڑتے۔ احداث فی الدین کے بغیر کھانا نہیں کھاتے۔ اُن کا کمال یہی ہے کہ ننگے ناچو اور لباس پہننے والوں کو بے شرم قرار دو۔ شرک کے ڈنکے بجاؤ اور توحید پرستوں کو کافر کہو۔ نئی نئی باتیں گھڑو اور قرآن و سنّت سے مضبوط تعلق رکھنے والوں کو بے دین بتاؤ۔ سانس سانس پر مومنین کو کافر کہو۔ نئے نئے عقاید گھڑو اور نئے نئے شوشے تراشو۔ فروعی ایجادوں کو عین دین قرار دو۔ ایسی ایسی ایجادیں کرو جن کا تصور صحابہ کرامؓ، تابعینؒ

اور ائمہ دینؒ کو نہ گزرا تھا۔ جو لوگ اُن کی اِن بدعتوں پر آمنا وصدقنا نہ کہیں اُن کو کافر قرار دو۔ اولیاء اللہ کے ناموں کی آڑ میں یہ لوگ طرح طرح کی بدعتیں گھڑتے ہیں اور گُوناگون بیہودہ خرافات کو دین سے منسوب کرتے ہیں۔ اِس قبوری اِسلام نے مذہب کے نام پر اِنسان کے دل و دماغ کو مفلوج کر کے رکھ دیا ہے۔

عزیزانِ من! اب وقت آگیا ہے کہ اس غلط اسلام کے تانے بانے کو انسانی نگاہ کے سامنے بالکل ننگا کر کے رکھ دیا جائے۔ قرآنِ پاک کی ساری کوشش یہ ہے کہ اِنسانی فکر شرک کے ہر دھبے سے پاک ہو جائے اور توحید کا تصور مستقل طور پر جڑ پکڑے۔ قرآنِ پاک نے انسانی ذہن کو خالص توحید کی لذت سے آشنا کر کے اِنسانی فکر میں سب سے بڑا انقلاب پیدا کیا۔

اصل مُجرم:-

اس باب میں اصل مُجرم عام مُسلمان نہیں ہیں۔ اصل مجرم وہ واعظ، پیر اور علماء و مُصنفین ہیں جن کے دماغوں میں شیطان نے اپنا دماغ اتار دیا ہے۔ عوام اُن کو سچا راہنما سمجھ کر اُن کے پیچھے پیچھے چلتے ہیں اور وہ عوام کو علمائے سلف سے بدگمان کرتے ہیں اور ائمہ دین سے اُن کا اعتماد اُٹھاتے ہیں۔

غیر اللہ سے دُعاء اور استغاثہ کیا حُکم رکھتا ہے؟

آیاتِ قرآنی:

اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوْهُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ ۔ (سورۃ الطور ۵۲-۱-۲۸)	(ترجمہ) ہم پچھلی زندگی میں اسی سے دُعاء مانگتے تھے۔ واقعی وہ بڑا محسن اور رحیم ہے۔

اہلِ جنت آپس میں کہیں گے کہ خاص طور پر جس عمل نے ہم کو جنت میں پہنچایا، وُہ یہ ہے کہ ہم صرف اللہ ہی سے دُعاء مانگتے تھے۔

يَسْئَلُهُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ ٥ (الرحمٰن ۵۵-۲۹) (ترجمہ) زمین اور آسمانوں میں جو بھی ہیں سب اپنی حاجتیں اُسی سے مانگ رہے ہیں۔ ہر آن وُہ ایک نئی شان میں ہے۔

زمین و آسمان کی تمام مخلوق زبانِ حال و قال سے اپنی حاجات اسی خدا سے طلب کرتی ہے کسی کو ایک لمحہ کے لیئے اس سے استغنار نہیں۔ ہر روز اس کی نئی شان ہے۔

وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ يَدْعُوا مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَنْ لَا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ غٰفِلُونَ ٥ وَإِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوا لَهُمْ أَعْدَاءً وَكَانُوا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِينَ ٥ (الاحقاف ۴۶ - ۵، ۶) اس شخص سے زیادہ بھٹکا ہوا اور کون ہوگا جو اللہ کو چھوڑ کر، اُن کو پکارے جو قیامت تک اسے جواب نہیں دے سکتے بلکہ اس سے بھی بے خبر ہیں کہ پکارنے والے اُن کو پکار رہے ہیں۔ اور جب تمام انسان جمع کیے جائینگے اس وقت وُہ اپنے پکارنے والوں کے دشمن اور اُن کی عبادت کے منکر ہوں گے۔

تفسیر بیضاوی صفحہ ۶۶۵ ملاحظہ ہو۔ فرماتے ہیں:-

لِأَنَّهُمْ إِمَّا جَمَادَاتٌ وَإِمَّا عِبَادٌ مُسَخَّرُوْنَ مُشْغُولُوْنَ بِأَحْوَالِهِمْ ٥

دنیا بھر کے مشرکین خُدا کے سوا جن ہستیوں سے دعائیں مانگتے رہے ہیں اگر وہ بے رُوح مخلوق از قسم جمادات ہیں تو اُن کا اپنے عابدوں کی دعاؤں سے بے خبر رہنا ظاہر ہی ہے اور اگر وہ بزرگ انسان ہیں تو اُن کے بے خبر رہنے کی یہ وجہ ہے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اُن تک یہ خبر نہیں پہنچاتے کیونکہ یہ اطلاع کہ وہ بجائے اللہ تعالیٰ کے اُن کو پکار رہے ہیں انکو صدمہ پہنچانے والی اور اُن کی رُوح کو اذیت دینے والی ہے۔ قیامت کے روز وہ صاف صاف کہہ دیں گے کہ ہم نے اُن کو کب کہا تھا کہ وہ ہماری عبادت کریں۔ بلکہ وہ اس گمراہی کے خود ہی ذمہ دار ہیں۔

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِيْنَ (ترجمہ) اور تمہارا رب کہتا ہے مجھے پکارو میں

يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ ○ (المومن ۴۰۔ آیت ۶۰) تمہاری دعائیں قبول کروں گا۔ جو لوگ گھمنڈ میں آ کر میری عبادت سے منہ موڑتے ہیں، وہ ضرور ذلیل و خوار ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔

اس آیت میں دُعار اور عبادت کو مترادف الفاظ کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ اس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ دُعار عین عبادت ہے۔

حضرت نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا اَلدُّعَآءُ هُوَ الْعِبَادَةُ ثُمَّ قَرَأَ اُدْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ۔ یعنی دعار عین عبادت ہے۔ پھر آپؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ (احمد۔ ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ)

حضرت انسؓ کی روایت میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا:۔

اَلدُّعَآءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ ○ یعنی دُعار عبادت کا مغز ہے۔ (ترمذی)

تفسیر ابن کثیر جلد ۴، صفحہ ۸۵ میں ہے:۔

عِبَادَتِيْ اَيْ عَنْ دُعَائِيْ وَ تَوْحِيْدِيْ۔ یعنی عِبَادَتِيْ سے مراد میری جناب میں دعار کرنا اور مجھے ایک جاننا ہے۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ○ (بنی اسرائیل ۱۷۔ آیت ۵۶) (ترجمہ) اُن سے کہو کہ خدا کے سوا جن معبودوں کو اپنا کارساز سمجھتے ہو اُن کو پکارو۔ نہ وہ کسی تکلیف کو تم سے ہٹا سکتے ہیں اور نہ بدل سکتے ہیں (یعنی بُری حالت سے اچھی حالت کی طرف)۔

تفسیر جلالین جلد ۱ صفحہ ۱۵۱ تحت مِنْ دُوْنِهٖ فرماتے ہیں:۔

كَالْمَلٰٓئِكَةِ وَعِيْسٰى وَعُزَيْرٍ ○ یعنی اس سے مُراد ملائکہ اور حضرت عیسےٰؑ و عُزیرؑ ہیں۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (ترجمہ) اے نبیؐ! ان شرک کرنے والوں سے کہو، کہ پکارو اُن معبودوں کو جنہیں تم اللہ کے بغیر

وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَمَا لَهُ مِنْهُمْ مِنْ ظَهِيرٍ ۝ (السبا ۳۴ - آیت ۲۲)

حاجت روا سمجھتے ہو وہ نہ آسمانوں میں ذرہ برابر چیز کے مالک ہیں نہ زمین میں۔ نہ ہی وہ آسمانوں اور زمینوں کی ملکیت میں شریک ہیں اور نہ ہی اُن کی طرف سے اللہ کو کوئی مدد پہنچتی ہے۔

وَ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَّ هُمْ يُخْلَقُونَ ۝ أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ۝ (النحل ۱۶ - آیت ۲۱ - ۲۲)

(ترجمہ) اور وُہ ہستیاں جنہیں اللہ کو چھوڑ کر لوگ پکارتے ہیں وہ کسی چیز کی بھی خالق نہیں ہیں بلکہ وہ خود مخلوق ہیں۔ وُہ مردہ ہیں نہ کہ زندہ اور اُن کو کچھ معلوم نہیں ہے کہ انہیں کب دوبارہ زندہ کرکے اٹھایا جائے گا۔

امواتٌ غیر احیاء - وہ معبودین مردہ ہیں (یعنی بے جان ہیں) خواہ دوائماً جیسے بت یا فی الحال مرچکے ہیں یا فی الحال مرنے والے ہیں جیسے ملائکہ، جنّات اور عیسےٰؑ۔

وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ۝ اِس آیت سے معلوم ہوا کہ بعث بعد الموت بھی اُن کے لئے ہے۔ لہذا پتھر اور لکڑی کی مورتیاں اِس بحث سے خارج ہیں۔ اِس آیت سے صاف اصحابُ القبور مُراد ہیں۔ عرب جاہلیت سے واقف کاران جانتے ہیں کہ عرب جاہلیت کے معبُودین، صالحین کے نام پر تھے۔

وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِنْ قِطْمِيرٍ ۝ إِنْ تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ ۚ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ ۚ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ ۝ (سورۃ الفاطر ۳۵ - آیت ۱۳-۱۴)

(ترجمہ) اُسے چھوڑ کر جن وُوسروں کو تم پکارتے ہو وہ ایک پر کاہ کے مالک بھی نہیں ہیں۔ انہیں پکارو تو وہ تمہاری دُعائیں سُن نہیں سکتے اور سُن لیں تو اُن کا کوئی تمہیں جواب نہیں دے سکتے اور قیامت کے روز وہ تمہارے شرک کا انکار کر دیں گے اور حقیقتِ حال کی ایسی صحیح خبر تمہیں ایک خبردار کے علاوہ کوئی نہیں دے نہیں سکتا۔

یکفرون بشرککم، الاٰخر ـــــ ای یتبرؤن من عبادتکم لھم ویقولون ماکنتم ایانا تعبدون ویجوز ان یرجع والذین تدعون من دونہ وما بعدہ الی من یعقل ممن عبدھم الکفار وھم الملٰئکۃ والجن والشیاطین۔ (تفسیر فتح البیان)

ترجمہ:۔ وہ معبودین تمہاری عبادت سے بیزاری کا اظہار کریں گے۔ اور کہیں گے کہ تم ہماری عبادت نہیں کرتے تھے اور ان معبودین سے ذوی العقول بھی مراد ہو سکتے ہیں۔ جن کی کفار پوجا کرتے تھے اور اُن میں ملائکہ، جنات اور شیاطین سب شامل ہیں۔

یٰاَیُّھَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّ لَوِ اجْتَمَعُوْا لَہٗ ؕ وَاِنْ یَّسْلُبْھُمُ الذُّبَابُ شَیْئًا لَّا یَسْتَنْقِذُوْہُ مِنْہُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ۝ (سورۃ الحج ۲۲۔ آیت ۷۳)

لوگو! ایک مثال دی جاتی ہے اسے غور سے سنو، جن معبودوں کو تم خدا کو چھوڑ کر پکارتے ہو وہ سب کے سب مل کر ایک مکھی بھی پیدا کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے بلکہ مکھی اگر اُن سے کوئی چیز چھین کر لے جائے تو وہ اُسے چھڑا بھی نہیں سکتے۔ طالب و مطلوب دونوں کمزور۔

اِس آیت میں قرآن پاک نے تحدی سے کہا ہے کہ اللہ کے بغیر جن کو پکارتے ہو عقلاء ہوں یا غیر عقلاء، جن ہوں، انسان، صالحین ہوں یا طالحین، ہوں سب کے سب نفع و ضرر اور خیر و شر کے اعتبار سے محروم ہیں وہ اتنے بے حقیقت ہیں کہ مکھی جیسی ایک احقر مخلوق کو وجود میں نہیں لا سکتے اور یہاں تک عاجز ہیں کہ اگر وہ مکھی خفیف سے خفیف چیز مادی ہو یا رُوحی اگر چھین کر لے جائے تو واپس نہیں لوٹا سکتے۔

جو قوم ایسے لوگوں کو اپنی حاجات میں پکارتی اور مُرادیں طلب کرتی ہے وہ عقل و دانش کے لحاظ سے کیسی ضعیف ہے۔ وہ اپنے خالق سے کس قدر بھولی ہوتی ہے۔ اپنے خالق کی قدر و منزلت کو قطعاً نہیں جانتی۔ یہ آیت تمام ماسوی اللہ مدعوئین پر شامل ہے کیونکہ سوائے خدا کے مکھی بنانے سے سب ہی عاجز ہیں اور چھینی ہوئی چیز واپس کرانے سے بھی قاصر ہیں۔

"یَسْتَنْقِذُوْہُ" یہ الفاظ اہلِ لغت میں بجائے جمادات کے عقلاء پر صادق آتے ہیں۔
ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ اِس سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت دُعاء کے بارے میں نازل ہوئی۔ دُعا اور عبادت کی عدمِ قابلیت کا استدلال قرآن نے عدمِ تخلیق سے کیا جب کہ اُن کے اندر پیدا کرنے کی قابلیت نہیں تو دُعا سننے کی قابلیت کب ہو سکتی ہے لَنْ کی نفی مستقبل کے لئے مؤکد ہوتی ہے۔

وَ یَوْمَ یَحْشُرُھُمْ وَمَا یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَیَقُوْلُ ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِیْ ھٰۤؤُلَآءِ اَمْ ھُمْ ضَلُّوا السَّبِیْلَ o قَالُوْا سُبْحٰنَکَ مَا کَانَ یَنْۢبَغِیْ لَنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِکَ مِنْ اَوْلِیَآءَ وَلٰکِنْ مَّتَّعْتَھُمْ وَ اٰبَآءَھُمْ حَتّٰی نَسُوا الذِّکْرَ وَکَانُوْا قَوْمًۢا بُوْرًا o (الفرقان ۲۵، آیت ۱۷، ۱۸)

اور اس دن اللہ گھیر لائے گا اُن لوگوں کو اور اُن کے اُن معبودوں کو بھی جنہیں وُہ اللہ کو چھوڑ کر پوج رہے ہیں۔ پھر وُہ اُن سے پُوچھے گا کیا تُم نے میرے بندوں کو گمراہ کیا تھا یا یہ خود بخود راہِ راست سے بھٹک گئے تھے، وُہ عرض کریں گے "پاک ہے آپ کی ذات" ہماری یہ کب مجال تھی کہ آپ کے سوا کسی اور کو کارساز و مولیٰ بنائیں۔ مگر ہُوا یہ کہ آپ نے اُن کو اور اُن کے باپ دادا کو خوب سامانِ زندگی دیا یہاں تک کہ وُہ انبیاء کی تعلیم کو بُھلا بیٹھے اور یہ قوم ہی تباہ ہونے والی تھی۔

اِس آیت میں معبودوں سے مراد بُت نہیں ہیں بلکہ فرشتے، انبیاءؑ، اولیاء و صالحین ہیں۔

قَالَ ابنُ جریرٍ منَ الملٰئکۃ وَالانسِ والجنِ وساق بسندہٖ عن مجاھد قال عیسیٰؑ وعزیرٌ وَالملٰئکۃ۔ یعنی تفسیر ابن جریر نے اس سے ملائکہ، انسان اور جن مراد لئے ہیں۔ مجاھدؒ نے عیسےٰؑ اور ملائکہ مراد لئے ہیں۔

تفسیرِ خازن میں ہے: مِنَ الملائکۃِ وَالانسِ والجن مثل عیسیٰ وعزیر قیل یعنی الاصنام ثمّ یخاطبھم۔ یعنی اِن معبودین سے مراد ملائکہ اور انسان اور جن ہیں مثل عیسٰیؑ اور عُزیرؑ کے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے اصنام مُراد ہیں۔

تفسیر ابن کثیر صفحہ ۱۲۹-ج ۳، قال مجاھد ھو عیسٰی والعزیر والملٰئکۃ فیقول أأنتم اضللتم عبادی ھٰؤلاء۔ الآیۃ۔

ای فیقول اللہ تبارک وتعالٰی للمعبودین ءأنتم دعوتم ھٰؤلاء الی عبادتکم من دونی ام عبدوکم تلقاء انفسھم من غیر دعوۃ منکم لھم۔ قالوا سبحانک ای لیس للخلائق کلھم ان یعبدوا احدًا سواک لانحن ولاھم فنحن مادعوناھم الیٰ ذٰلک بل ھم فعلوا ذٰلک من تلقاء انفسھم من غیر امرنا ولا رضانا ونحن براء منھم۔

اور تفسیر جلالین میں ویعبدون من دون اللہ کے تحت لکھتے ہیں:۔

ای غیرہ من الملٰئکۃ وعیسٰیؑ وعزیر والجن۔

الغرض یہ جملہ تفاسیر متفق اللسان ہیں کہ معبودین ذوی العقول ہیں۔ یعنی وہ لوگ ملائکہ اور صالحین کی عبادت کیا کرتے تھے۔

ذٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ؕ (سورہ لقمان ۳۱ - آیت ۳۰)

(ترجمہ) اللہ ہی حق ہے اور اسے چھوڑ کر جن دوسری چیزوں کو یہ لوگ پکارتے ہیں وہ سب باطل ہیں اور اللہ ہی بزرگ و برتر ہے۔

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ ۚ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ يُحْيِ الْمَوْتٰى ۡ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ (سورہ ۴۲ - آیت ۹)

(ترجمہ) انہوں نے اسے چھوڑ کر کارساز بنا رکھے ہیں۔ کارساز تو اللہ ہی ہے۔ وہی مُردوں کو زندہ کرتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

وہی ولی حقیقی ہے کیونکہ حق ولایت ادا کرنے کی صرف اسی میں قدرت ہے۔

کیا مَا ذوی العقول کے لئے بھی آتا ہے؟

ہاں قرآن پاک میں مَا ذوی العقول اور غیر ذوی العقول دونوں کے لئے آتا ہے:

تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ ۝ (سورۃ الحج ۲۲ - آیت ۲) ترجمہ:۔ ہر دودھ پلانے والی اس بچے

سے جسے وہ دودھ پلاتی ہے غافل ہو جائے گی۔

وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰهَا ۝ الآیۃ ———— ای ومن بنٰھا (تفسیر بیضاوی)

یعنی قسم ہے آسمان کی اور اس ذات کی جس نے اُسے بنایا۔

"وسوگند بآسمان وکسے کہ اُورا بنا کردہ است"۔ (تفسیر حسینی)

ترجمہ: آسمان کی قسم اور اُس ذات کی قسم جس نے آسمان کو بنایا۔

اَلَیْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ؕ وَ یُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۝ وَمَنْ یَّهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ ؕ اَلَیْسَ اللّٰهُ بِعَزِیْزٍ ذِی انْتِقَامٍ ۝ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَرَءَیْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِیَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖۤ اَوْ اَرَادَنِیْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ؕ قُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ ؕ عَلَیْهِ یَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۝

(الزمر ۳۔ آیات ۳۶ تا ۳۸)

ترجمہ: اے نبیؐ کیا اللہ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں ہے۔ یہ لوگ اس کے سوا دوسروں سے تم کو ڈراتے ہیں حالانکہ اللہ جسے گمراہی میں ڈال دے اُسے کوئی راستہ دکھانے والا نہیں اور جسے وہ ہدایت دے اُسے بھٹکانے والا بھی کوئی نہیں۔ اللہ زبردست اور انتقام لینے والا نہیں ہے؟ ان لوگوں سے اگر تم پوچھو کہ زمین اور آسمان کو کس نے پیدا کیا تو یہ خود کہیں گے اللہ نے ———— اُن سے کہو کہ جب حقیقت یہ ہے تو تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر اللہ مجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہے تو کیا یہ معبود اس کی دی ہوئی تکلیف کو دُور کر سکتے ہیں یا اللہ مجھ پر اپنی عنایت کرنا چاہے تو یہ معبود اس کی عنایت کو روک سکتے ہیں؟ آپ کہہ دیجئے کہ میرے لئے خُدا کافی ہے توکل کرنے والے اسی پر توکل کرتے ہیں

قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ؕ وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝ (المائدہ)

ترجمہ: آپ کہیں کیا تم اللہ کو چھوڑ کر ایسی ہستی کو پوجتے ہو جو نہ اختیار رکھتی ہے تمہارے بُرے کا اور نہ بھلے کا اور سننے جاننے والا اللہ ہی ہے۔

(نوٹ) یہاں صاف صراحت سے حضرت عیسےٰؑ کا ذکر ہے کیونکہ عیسائی انہیں نفع ونقصان کا مختار جان کر

پڑھتے ہیں۔

توحید کی شہادت دل کی گہرائیوں میں موجود ہے

وَإِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُم مُّنِيبِينَ إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا أَذَاقَهُم مِّنْهُ رَحْمَةً إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُم بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُونَ ۝ (الروم ۳۰۔ آیت ۳۳)

اور جب لوگوں کو سختی پہنچتی ہے تو وہ اپنے رب کو پوری طرح رجوع کرکے پکارتے ہیں۔ پھر جب وہ انہیں اپنی طرف سے رحمت چکھاتا ہے تو اپنے رب کے ساتھ شریک بنانے لگ جاتے ہیں۔

فَإِذَا رَكِبُوا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۚ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ ۝ (العنکبوت ۲۹۔ آیت ۶۵)

جب وہ کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو وہ اللہ کو نہایت اخلاص سے پکارتے ہیں۔ پھر جب وہ خشکی پر اُن کو نجات عطا کرتا ہے، اُسی وقت وہ شرک شروع کر دیتے ہیں۔

مشرکین مکہ کا حال بیان کیا ہے کہ جب کشتی بھنور اور گرداب میں آجائے تو خالص خدا کو پکارتے ہیں، بلکہ ہر مصیبت اور تکلیف کے وقت خدا کی طرف رجوع کرتے ہیں لیکن مصیبت دُور ہونے پر پھر خدا کے ساتھ شریک ٹھہرا لیتے ہیں۔

وَمَا بِكُم مِّن نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللَّهِ ثُمَّ إِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَإِلَيْهِ تَجْأَرُونَ ۝ ثُمَّ إِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنكُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنكُم بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُونَ ۝

(النحل ۱۶۔ آیت ۵۳۔ ۵۵)

تم کو جو بھی نعمت حاصل ہے وہ اللہ ہی کی طرف سے حاصل ہے پھر جب کوئی سخت مصیبت تم پر آتی ہے تو پھر اس کے نام کی دُہائی دیتے ہو کہ تم کو بچائے۔ پھر جب وُہ مصیبت کو ٹال دیتا ہے تو یکایک تم سے ایک فریق دوسروں کو اس کا شریک بناتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ سخت مصیبت کے وقت تمام من گھڑت تصورات مٹ جاتے ہیں اور اصل فطرت اُبھر آتی ہے۔ یعنی اللہ کے سوا کوئی مالک ذی اختیار نہیں ہے جو مصیبت رفع کر سکتا ہو۔

مَثَلُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ أَوْلِيَاءَ

جن لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر دوسرے سرپرست

كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوتِ ۚ اتَّخَذَتْ بَيْتًا ۖ وَإِنَّ أَوْهَنَ الْبُيُوتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوتِ ۖ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۝ (العنکبوت ۲۹ - آیت ۴۱)

بنا لیتے ہیں۔ اُن کی مثال مکڑی جیسی ہے جو اپنا ایک گھر بناتی ہے اور سب گھروں سے کمزور مکڑی کا گھر ہی ہوتا ہے۔ کاش یہ لوگ علم رکھتے۔

اس آیت میں ان لوگوں کا ذکر فرمایا ہے جو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسروں کو معبود، ولی اور مددگار پکڑتے ہیں۔ فرمایا، ان لوگوں کا تانا بانا، چلن، منصوبے اور عقائد کی مثال بالکل مکڑی کا جالا ہے۔ مکڑی کا جالا ایک برائے نام گھر ہے اور درحقیقت ایک دامِ فریب اور ابلیسی جال ہے جو کوتاہ دماغ اور ضعیف الاعتقاد لوگوں کو پھانسنے کے لئے بنایا جاتا ہے۔ یہ لوگ غیر اللہ کی پرستش کے لئے جو جال بُنتے ہیں وہ تارِ عنکبوت کی طرح کمزور ہوتا ہے اور توحید کی کسی دلیل کے سامنے وُہ قائم نہیں رہ سکتا۔

مُشرکینِ مکّہ اور توحیدِ مقبُول

قرآن و حدیث کی شہادت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مشرکینِ عرب اپنے باطل معبودوں اور دیوتاؤں کو خُدا تعالیٰ کے برابر نہیں مانتے تھے بلکہ اس کا مخلوق و مملوک مانتے تھے۔ اُن کا شرک یہ تھا کہ وُہ اُن کے متعلق عقیدہ رکھتے تھے کہ وُہ خدا تعالیٰ کے پیارے چہیتے ہیں اور جیسے دنیا کے بادشاہ اپنے کچھ اختیارات اپنے وزیروں اور دوسرے معتمد ماتحتوں کے سپرد کر دیتے ہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں تصرّف کا اختیار اُن کو دے دیتا ہے جس کی وجہ سے وہ ہماری مشکلکشائی اور حاجت روائی کر سکتے ہیں۔ اسی بنا پر وہ اُن سے دُعائیں مانگتے۔ نذریں اور منّتیں چڑھاتے۔ بلکہ قرآن مجید سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ اُن کے اختیار اور تصرّف کے دائرہ کو محدود بھی سمجھتے تھے۔ ابُولہب اور ابُوجہل وغیرہ مشرکینِ مکّہ بھی یہ مانتے تھے کہ اس زمین و آسمان اور سارے جہان کا خالق اور سب کا رازق صرف ایک اللہ ہے۔ چاند، سُورج اور بارش اور پیداوار اور ساری کائنات کا نظام اسی کے قبضہ و اختیار میں ہے۔ اپنے باطل معبودوں اور دیوتاؤں کے بارے میں صاف کہتے تھے کہ وہ خدا تعالےٰ

کی مخلوق و مملوک ہیں۔

لیکن سوال یہ ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ نے مشرکین مکہ کے اس عقیدۂ توحید کو قبول کیا؟ اور اس عقیدۂ توحید کے ہوتے ہوئے انہیں مشرک و کافر کیوں کہا؟ کیا وہ سارے جہان کا مدبر، سب کو پناہ دینے والا اللہ تعالیٰ کو نہیں سمجھتے تھے؟ آخر اس توحید کی تعریف کیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہے اور جس توحید کی دعوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی۔ قرآن پاک کی آیات ملاحظہ ہوں اور پھر فیصلہ کریں:-

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ فَأَنّٰى يُؤْفَكُونَ ۝ (پ۲۱ - العنکبوت ۲۹ - آیت ۶۱)

ترجمہ: اور اگر آپ ان مشرکین مکہ سے پوچھیں، کہ زمین و آسمان کا کون خالق ہے اور سورج اور چاند کس کے تابع فرمان ہیں تو ضرور بالضرور وہ یہی اقرار کریں گے کہ اللہ ہی ہے۔ اب اس اقرار کے بعد کہاں بھٹکے جاتے ہیں؟

الَّذِي خَلَقَنِي فَهُوَ يَهْدِينِ ۝ وَالَّذِي هُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِ ۝ وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ ۝ وَالَّذِي يُمِيتُنِي ثُمَّ يُحْيِينِ ۝ (الشعراء - ۲۶، آیت ۷۸ تا ۸۱)

ترجمہ: وہ ذات جس نے مجھے پیدا کیا پھر وہی میری راہنمائی فرماتا ہے۔ وہی ہے جو مجھے کھلاتا پلاتا ہے اور جب بیمار ہو جاتا ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے۔ پھر وہی ہے جو مجھے موت دے گا، پھر زندگی بخشے گا۔

ان آیات میں فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کرنے کے ساتھ راہنمائی، پرورش، نگہداشت، حفاظت اور حاجت روائی کا ذمہ خود لے لیا ہے۔ جس جس نوعیت کے سامان کی انسان کو حاجت پیش آتی ہے وہ سب اس کے پیدا کرنے والے نے زمین سے لیکر آسمان تک ہر طرف مہیا کر دیا ہے۔ ہر شعبۂ حیات میں جس جس طرح راہنمائی اس کو درکار ہے اس کا بھی پورا انتظام اس نے فرما دیا ہے۔ خالق کی یہ ہمہ گیر رحمت و ربوبیت جب ہر آن ہر پہلو سے انسان کی دستگیری کر رہی ہے تو اس سے بڑی جہالت و حماقت اور کیا ہو سکتی ہے اور اس سے بڑھ کر احسان فراموشی بھی اور کون سی ہو سکتی ہے کہ انسان اس کو چھوڑ کر دوسری ہستی کے سامنے سر نیاز خم کرے اور حاجت روائی اور

مشکلکشائی کے لئے کسی اور کا دامن تھامے۔

قُلْ أَرَأَيْتَكُمْ إِنْ أَتَاكُمْ عَذَابُ اللَّهِ أَوْ أَتَتْكُمُ السَّاعَةُ أَغَيْرَ اللَّهِ تَدْعُونَ ۝ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝ بَلْ إِيَّاهُ تَدْعُونَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُونَ إِلَيْهِ إِنْ شَاءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُونَ ۝ (الانعام ۶-آیت ۴۰-۴۱)

ترجمہ: آپ ان مشرکین سے کہیئے کہ اگر تم پر خدا کا کوئی عذاب آپڑے یا تم پر قیامت ہی آپہنچے تو کیا اس عذاب سے نجات حاصل کرنے کے لئے خدا کے سوا اس وقت کسی اور کو پکارو گے۔ اگر تم اپنے اس دعویٰ میں سچے ہو تو چاہیئے کہ ایسی مصیبت کے رفع کے لئے غیر اللہ کو پکارو مگر تم ایسا ہرگز نہیں کرتے بلکہ اس وقت تو خاص اسی کو پکارتے ہو۔ پھر جس آفت کو ہٹانے کے لئے تم اس کو پکارتے ہو تو پھر اگر وہ چاہے تو اس کو ہٹا بھی دے۔ ایسی حالت میں جن کو تم اب شریک ٹھہراتے ہو سب کو بھول بھال جاتے ہو۔

وَإِذَا غَشِيَهُمْ مَوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۝ (لقمان-آیت ۳۲)

جب ان کو موجیں سایبان کی طرح گھیر لیتی ہیں تو وہ خالص اللہ ہی کو پکارتے ہیں۔

فَإِذَا رَكِبُوا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۝ (العنکبوت ۲۹-آیت ۶۵)

جب یہ لوگ کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو خالص اعتقاد کے ساتھ اللہ ہی کو پکارتے ہیں۔

قرآن پاک نے ان آیات میں بتلایا ہے کہ مشرکین مکہ جو بتوں کو پکارتے تھے اور ان سے حاجات طلب کرتے تھے لیکن سخت مصیبت کے وقت وہ حق تعالیٰ ہی کو پکارتے تھے اور جب وہ بتوں سے امداد طلب کرنے کے لئے پکارتے تو اس عقیدہ کے ماتحت پکارتے:

مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَى ۝ (الزمر ۳۹-آیت ۳)

ہم ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ ہم کو خدا کا مقرب بنا دیں۔

وَالْمُتَّخِذِينَ مِنَ الْمَلٰئِكَةِ وَعِيسٰى وَاصْنَام۔ (تفسیر بیضاوی)

وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُونَ إِلَّا إِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا نَجَّاكُمْ إِلَى الْبَرِّ أَعْرَضْتُمْ وَ

اور جب سمندر میں تم پر مصیبت آتی ہے تو اس ایک کے سوا دوسرے جن جن کو تم پکارتے ہو وہ سب گم ہو

وَكَانَ الْإِنْسَانُ كَفُوْرًا ○ جاتے ہیں مگر جب وہ تم کو بچا کر خشکی پر لے جا دیتا
(بنی اسرائیل ۱۷، آیت ۶۷) ہے تو اس سے منہ موڑ جاتے ہو۔ انسان واقعی
ناشکر گزار ہے۔

اس آیت میں بھی خطاب مشرکین مکہ کو ہے کہ جب اصل دستگیری کا وقت آتا ہے، اس وقت تم ایک خدا کے سوا سب دستگیر بھول جاتے ہو!

لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ؕ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ؕ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ○ (الرعد، آیت ۱۴)

ترجمہ: اسی کا پکارنا برحق ہے۔ دوسری ہستیاں جنہیں یہ لوگ پکارتے ہیں، وہ اُن کی دعاؤں کا کوئی جواب نہیں دے سکتے۔ انہیں پکارنا، ایسا ہے جیسے کوئی شخص پانی کی طرف ہاتھ پھیلا کر اس سے درخواست کرے کہ تو میرے منہ تک پہنچ جا۔ حالانکہ پانی اس تک پہنچنے والا نہیں۔ بس اسی طرح کافروں کی دعائیں بھی محض بے کار اور بے نشانہ ہیں۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات بار بار بیان فرمائی ہے کہ مصائب ومشکلات کو دُور کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ مصیبت زدہ اور مضطر لوگوں کی التجاء کو وُہی سُنتا اور اسے شرف قبولیت بخشتا ہے۔ استغاثہ اسی کی جناب سے کیا جائے، وہی تمام کائنات کا فریادرس ہے۔ مصائب وبلیات دُور کرنے پر وہی قادر ہے۔ تمام امُور فقط اسی ایک اللہ کے قبضہ وقدرت میں ہیں۔ انبیاءؑ واولیاءؒ وملائکہ کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ شدائد ومشکلات میں ان سے استمداد واغاثہ کرنا چاہیئے۔ قرآن کریم کی صریح، صاف اور واضح آیات سے متصادم ہے۔ جو شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ بلیات کو رفع کرنے اور حاجات پُورا ہونے میں کسی نبی، ولی یا کسی رُوح کو طاقت حاصل ہے، وہ صراطِ مستقیم سے بہت دُور ہے۔

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ قُلْ اَتُنَبِّئُوْنَ

یہ لوگ اللہ کے سوا اُن کی پرستش کرتے ہیں جو اُن کو نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں نہ نفع دے

اللہ بِمَا لَا یَعْلَمُ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ○ (سورہ یونس ۱۰ - آیت ۱۸)

سکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔ آپ ان سے کہہ دیجئے کہ تم اللہ کو اس بات کی خبر دیتے ہو جسے وہ نہ آسمانوں میں جانتا ہے نہ زمین میں۔ پاک اور بالاتر ہے وہ اس شرک سے جو یہ لوگ کرتے ہیں۔

بِمَا لَا یَعْلَمُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کا مطلب یہ ہے کہ ایسے سفارشی جن کی تم خبر دے رہو، وہ زمین اور آسمان میں سرے سے موجود ہی نہیں ہیں۔ کسی چیز کا اللہ کے علم میں نہ ہونا یہ معنی رکھتا ہے کہ وہ چیز سرے سے موجود ہی نہیں۔

یَوْمَ یَحْشُرُھُمْ جَمِیْعًا ثُمَّ یَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اَھٰٓؤُلَآءِ اِیَّاکُمْ کَانُوْا یَعْبُدُوْنَ ○ قَالُوْا سُبْحٰنَکَ اَنْتَ وَلِیُّنَا مِنْ دُوْنِھِمْ بَلْ کَانُوْا یَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ ۚ اَکْثَرُھُمْ بِھِمْ مُّؤْمِنُوْنَ ○ (سورۃ السبا ۳۴ - آیت ۴۱ - ۴۰)

جس وقت قیامت کو خدا سب کو جمع کرے گا تو فرشتوں کو کہے گا کہ کیا یہ لوگ تمہاری عبادت کرتے تھے۔ وہ کہیں گے: اے اللہ تو شریک سے پاک ہے تو ہی ہمارا مولیٰ ہے۔ یہ لوگ شیطان کے کہنے سے ہم کو پکارا کرتے تھے۔

"بَلْ کَانُوْا یَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ یعنی الشیاطین - فَاِنْ قُلْتَ قد عبدوا الملٰئکۃ فکیف وجہ قولہ بل کانوا یعبدون الجن - الآخر ــــــــ قُلْتُ ارادوا ان الشیاطین زَیَّنُوْا لَھُمْ عِبَادَۃَ الْمَلٰٓئِکَۃِ فَاَطَاعُوْھُمْ فِیْ ذٰلِکَ فَکَانَتْ طَاعَتُھُمْ لِلشَّیَاطِیْنِ عِبَادَۃٌ لَّھُمْ۔"

ترجمہ: اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ وہ تو فرشتوں کو پوجتے تھے، پھر ان کے بارے میں یہ بات، کیسے صادق آسکتی ہے کہ وہ شیطان کی پوجا کرتے تھے؟ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ شیاطین نے ہی ان کو ملائکہ کی عبادت کی طرف راغب کیا اور اس بارے میں انہوں نے شیاطین کی اطاعت کی۔ شیاطین کی اطاعت ہی کو قرآن پاک نے عبادت کہا ہے۔

وَاِذَا غَشِیَھُمْ مَّوْجٌ کَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ ترجمہ: اور جب سمندر میں ان پر ایک موج

لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ؕ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ○ (لقمٰن ۳۱ ، آیت ۳۲)

سائبانوں کی طرح چھا جاتی ہے تو یہ اللہ کو پکارتے ہیں ایسی حالت کہ جذبۂ عقیدت صرف اسی کیلئے خالص کئے ہوتے ہیں پھر جب وہ انہیں نجات دے کر خشکی تک لے جا دیتا ہے تو بعض اُن میں سے میانہ رو ہوتے ہیں اور ہماری نشانیوں کا صرف وہی انکار کرتے ہیں جو غدار اور ناشکرے ہوتے ہیں۔

وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِيْبًا اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهٗ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوْٓا اِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا ..... (الآخر) (الزُّمَر ۳۹ ، آیت ۸)

ترجمہ : اور جب انسان پر کوئی آفت آتی ہے۔ تو وُہ اپنے رب کی طرف رجوع کر کے اپنے رب کو پکارتا ہے اور جب اُس کا رب اسے اپنی نعمت سے نواز دیتا ہے تو وُہ آدمی اس مصیبت کو جس پر وُہ پہلے رب کو پکارتا تھا بھول جاتا ہے اور دُوسروں کو اللہ کا شریک ٹھہراتا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ؕ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ○ (العنکبوت ۲۹ ، آیت ۱۷)

ترجمہ : جن ہستیوں کی تم اللہ کے سوا پُوجا کرتے ہو، وُہ تمہارے رزق کا اختیار نہیں رکھتیں۔ رزق اللہ کی جناب سے تلاش کرو، اسی کا شکر کرو، اُسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔

وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ○ (الزمر ۳۹ - آیت ۴۵)

اور جب اللہ وحدہٗ کا ذکر کیا جائے تو آخرت پر جو ایمان نہیں رکھتے، غم و غصہ سے اُن کے دلوں سے نفرت و رکاوٹ کا اظہار ہوتا ہے اور جب اس کے علاوہ دُوسرے معبُودوں کی تعریف کی جائے تو مارے خوشی کے اُچھلنے لگتے ہیں۔

(نوٹ) یہ مشرک کا خاصہ ہے کہ وُہ اکیلے خُدا کے ذکر اور اُس کی حمد و ثنا سے خوش نہیں ہوتا۔ اگر محض خُدائے وحدہٗ کی عظمت و جبرُوت اور اُس کی کبریائی کا ذکر کیا جائے تو اُس کے چہرے پر انقباض کے آثار نمودار ہو جاتے ہیں اور جب پیروں فقیروں کی سچی جھُوٹی کرامات اور اناپ شناپ

قصے بیان کیے جائیں تو مسرت وانبساط سے نعرے لگاتے ہیں اور چہرے کھل پڑتے ہیں۔

اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِیْ وَکِیْلًا ۝ (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۲) یہ کہ میرے سوا کسی کو کارساز نہ سمجھو۔

ای ولیًا ولا نصیرًا ولا معبودًا من دونی۔ (ابن کثیر) ترجمہ: کوئی کارساز نہ مددگار نہ معبود میرے علاوہ نہ بناؤ۔

وَاِذَا ذَکَرْتَ رَبَّکَ فِی الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰٓی اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ۝ (بنی اسرائیل، آیت ۴۶) ترجمہ: جب تو قرآن میں رب وحدہٗ کا ذکر کرتا ہے تو پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے ہیں۔

مِنْ دُوْنِیْ وَکِیْلًا ای کفیلًا بامورھم۔ قال الفراء وروی عنہ انہ قال کافیًا۔

ترجمہ: مِنْ دُوْنِیْ وَکِیْلًا۔ کا مطلب یہ ہے کہ اپنے امور کا کسی کو کفیل نہ بناؤ اور یہ بھی روایت کیا گیا ہے کہ اس کے بغیر کوئی کفایت کرنے والا نہیں ہے۔

وقیل متوکلون علیه فی امورھم وقیل شریکا، ومعنی الوکیل فی اللغۃ من توکل علیه الامور (فتح البیان) اُپنے امُور میں کسی پر تکیہ نہ کرو۔ وکیلًا کے معنی شریک بھی کیے گئے ہیں۔

کیا خدا تک رسائی کے لئے وسیلہ کی ضرورت ہے؟

اس جگہ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ لفظ وسیلہ عربی۔ اور اُردو دونوں زبانوں میں علیحدہ علیحدہ معنی کا حامل ہے اُردو میں وسیلہ کے معنی ذریعہ یا واسطہ کے ہیں مگر عربی میں وسیلہ کے معنی قرب کے ہیں، جیسا کہ آیۂ کریمہ سے ظاہر ہے وَابْتَغُوْٓا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ (ترجمہ: اللہ کا قرب تلاش کرو)۔ وسیلہ بمعنی واسطہ کی اس لئے ضرورت پیش آتی ہے کہ جس کی جناب میں درخواست کرنا ہے وُہ ناواقف سے شنوائی نہیں کرتا، دُور رہتا ہے، سائل کی زبان نہیں جانتا، لاپرواہی برتتا ہے، کسی کو خاطر میں نہیں لاتا۔ حاجب و دربان رکھتا ہے اس لئے اس تک رسائی ممکن نہیں۔ مگر خدا تعالیٰ سمیع و بصیر ہے۔ اس کا دربار ہر وقت ہر ایک کے لئے کھُلا ہے۔ وہاں کوئی روکاوٹ نہیں۔ وہ ہمیشہ اور ہر وقت ہمارے پاس موجود ہے، جس وقت پکارو۔ اسی وقت پکار سُنتا ہے۔

قرآن فرماتا ہے:

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۖ (الآیۃ) البقرۃ ۲ آیت ۱۸۶

اے نبیؐ! اگر میرے بندے آپ سے میرے متعلق پوچھیں تو انہیں بتا دیں، میں قریب ہی ہوں۔ پکارنے والا جب پکارتا ہے میں اُس کی پکار کو سُنتا ہوں اور جواب دیتا ہوں۔

مسئلہ علمِ غیب اور اہلِ بدعت

مسئلہ علمِ غیب کے ظاہری عنوان میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم ہے اور آپ کیلئے ایک اعلیٰ درجہ کے کمال کا اعتراف ہے۔ اسی لئے عوام اہلِ اسلام اپنی والہانہ عقیدت اور غلط پوش محبت کے باعث اس کا شکار ہو جاتے ہیں اور ناواقفی کی وجہ سے نہیں سمجھ سکتے کہ جس کو وہ اعترافِ عظمت اور انتہائے عقیدت سمجھتے ہیں، درحقیقت قرآن سے اور تعلیمات نبوت سے بغاوت ہے۔ جس چیز کو وہ بارگاہِ رسالتؐ کے تقرب کا ذریعہ سمجھتے ہیں، وہی حضورِ رسالتمآبؐ سے بیزاری و دُوری کا سبب ہے۔ اہلِ بدعت طبقہ اس ظاہر البطلان مسئلہ کو، حُبِ نبویؐ اور عشقِ رسالتؐ کا رنگ دے کر فروغ دے رہے ہیں۔ بیچارے عوام محبت کا ظاہری عنوان دیکھ کر اس پر ایمان لا رہے ہیں۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذاتِ گرامی کے متعلق ایسے الفاظ کبھی پسند نہیں فرمائے جن میں افراط کا شائبہ ہو۔ آج آپ کے امتی اور آپ کی محبت کے مُدعی آپ کی مقرر کردہ حدوں کو توڑ رہے ہیں اور کھلے بندوں آپ کو عالم الغیب کہہ رہے ہیں۔ عقیدۂ علمِ غیب کا یہ زہر محبت کے دُودھ میں ملا کر امت کے حلق سے اتارا جا رہا ہے۔ یہ عقیدہ قرآنِ پاک کی واضح آیات، سیرت الرسُولؐ کے ظاہر و باہر واقعات، احادیث کے بینات اور ائمہ دینؒ کے روشن دلائل کے خلاف ہونے کی وجہ سے تمام گمراہانہ اعتقادات سے زیادہ خطرناک اور زیادہ توجہ کا محتاج ہے۔ ناآشنایانِ حقیقت، خاصانِ خدا۔ انبیائے کرام علیہم السلام اور اولیائے کرامؒ کے بارے میں ہر قسم کے غلو اور افراط کو موجبِ تقرب سمجھتے ہیں اور اگر کوئی حق پرست اس کے خلاف کوئی لفظ منہ سے نکالے اور اُن کے غالیانہ عقائد کا رد کرے تو یہ اہلِ بدعت اُس کے اس فعل کو توہین و تنقیص کہتے ہیں۔ افسوس! یہ گمراہی

اُس اُمت میں آگئی ہے جسے قرآن حکیم نے "اُمَّۃً وَّسَطًا" (اُمتِ وسط) کہا تھا اور جو دُنیا میں اس لئے آئی تھی کہ افراط و تفریط کو مٹا کر سارے عالم کو اعتدال کے راستے پر لائے۔

حضور آقائے کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی اوصاف اور واقعی کمالات کا انکار بیشک آپ کی تنقیص اور انتہا درجہ کی بے ایمانی اور آپ کی شانِ اقدس میں ادنےٰ گستاخی اشد کفر ہے لیکن تصریحاتِ کتاب و سنت کے خلاف اربابِ ضلالت جو افراط و غلو کریں، اس کا رد و انکار عین ایمان و فریضۂ اسلام ہے۔

اس مضمون میں علمِ غیب کے بارے میں جو بحث کی گئی ہے، اس سے اہلِ بدعت کے خانہ ساز عقیدہ کی تردید مقصود ہے۔ اس کو اس پر محمول کرنا کہ معاذاللہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم شریف کی تنقیص مقصود ہے۔ انتہائی بے ایمانی اور اعلیٰ درجہ کی شیطنت ہے۔

ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالےٰ نے جو علوم و معارف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائے، وہ بحیثیتِ مجموعی کسی دُوسرے رسولؑ اور کسی مقرب فرشتے کو بھی عطا نہیں ہوئے۔ اب احقاقِ حق .. اور ابطالِ باطل کی غرض سے، قرآن کی حجت کے لئے آپ کے سامنے آیاتِ قرآنی پیش کی جاتی ہیں۔

حضرت ام المؤمنین زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس کہیں سے شہد آگیا تھا۔ حضرت زینبؓ کے ہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسے نوشش فرمایا کرتے تھے۔ جس سے آپ کو اُن کے ہاں زیادہ وقت ٹھہرنا پڑتا۔ حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ کو یہ چیز ناگوار گزری کہ آپ زیادہ وقت کسی اور کے پاس ٹھہریں۔ دونوں نے مشورہ کیا کہ دونوں میں سے جس کے پاس آئیں وہ کہہ دے کہ آپ سے مغافیر کی بُو آتی ہے۔ چنانچہ آپؐ کو یُوں ہی دونوں نے کہہ دیا۔ آپؐ نے فرمایا "مَیں نے تو کوئی اور چیز کھائی نہیں البتہ زینبؓ کے ہاں سے شہد پیا کرتا ہُوں۔ اب سے اسے حرام کرتا ہُوں۔ آیندہ شہد نہیں پیوں گا۔ اس پر ذیل کی آیات کا نزول ہُوا:

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ـ الآیۃ	اے نبیؐ! تو کیوں حرام کرتا ہے جو حلال کیا اللہ نے تجھ پر، تُو چاہتا ہے رضامندی، اپنی بیویوں کی۔

(پ۲۸۔ سُورۃ التحریم ۸۔ آیت ۱)

یہ شانِ نزول صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۲۹ پر اور صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۷۹ پر ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواجِ مطہرات میں سے کسی کو راز کی بات بتلائی اور فرمایا کہ کسی کو نہ بتلانا۔ لیکن انہوں نے غلطی سے وہ راز کی بات بتلادی۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو اس سے آگاہ کر دیا، وہ فرمانے لگیں آپ کو یہ بات کس نے بتلائی ہے کہ میں نے یہ راز ظاہر کر دیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے جو علیم و خبیر ہے۔ قرآن مجید کی آیات ہیں:

وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًاۚ فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَاؕ قَالَ نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ ○

(سورۃ التحریم ۶۶ آیت ۳)

ترجمہ: نبی نے اپنی ایک بیوی سے راز کی بات کہی تھی۔ جب اس بیوی نے کسی اور پر وہ راز ظاہر کر دیا اور اللہ نے نبیؐ کو اس افشائے راز کی اطلاع دے دی تو نبیؐ نے اپنی بیوی کو کچھ حد تک اس سے خبر دار کیا اور کچھ حد تک درگزر کیا۔

پھر جب نبیؐ نے اس افشائے راز کی بات بیوی کو بتائی تو بیوی نے پوچھا کہ آپ کو کس نے خبر دی۔ حضورؐ نے فرمایا مجھے اُس ذات نے خبر دی جو سب کچھ جانتا ہے اور ہر چیز سے باخبر ہے۔

حضرت زید بن ارقمؓ نے فرمایا کہ ہم ایک غزوہ میں شریک تھے اور احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ غزوہ تبوک تھا۔ اثنائے سفر میں عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین نے کہا کہ جب ہم مدینہ پہنچیں گے تو ہم (نعوذ باللہ) ان ذلیل لوگوں کو یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کو مدینہ سے نکال دیں گے۔ خواہ مخواہ یہ لوگ ہمارے لیے پریشانی کا باعث بنے ہوئے ہیں۔ میں نے یہ سارا قصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سُنایا۔ آپ نے عبداللہ بن ابی کو طلب کیا تو وہ حلف اٹھا گیا کہ میں نے ایسی بات ہرگز نہیں کہی۔ حضرت زید بن ارقمؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے جھوٹا قرار دیا اور عبداللہ بن ابی کو سچا تسلیم کیا۔ مجھے ایسی پریشانی اور غم لاحق ہوا جو زندگی میں کبھی لاحق نہ ہوا تھا۔ اس پر سورۃ منافقون ساری کی ساری نازل ہوئی۔ حضورؐ زید بن ارقمؓ کو بلا کر فرمایا کہ تم سچے ہو اور منافقین جھوٹے ہیں۔

(بخاری جلد ۲۔ ص ۷۲۷)

اِذَا جَآءَکَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُهٗ وَاللّٰهُ یَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَکٰذِبُوْنَ ۝ (پ ۲۸ - سورۃ منافقون - آیت ۱)

جب کہ یہ منافقین آپ کے پاس آتے ہیں، تو کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ بیشک اللہ کے رسُول ہیں اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافقین جھوٹے ہیں۔

چند فرشتے انسانی لباس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں مہمان ہو کر آئے۔ انہوں نے سلام کیا۔ حضرت ابراہیمؑ اُن کے لئے بچھڑے کا بُھنا ہُوا گوشت لائے اور سامنے رکھا مگر انہوں نے نہ کھایا۔ حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کیوں نہیں کھاتے؟ مگر جب پھر بھی انہوں نے ہاتھ نہ اٹھایا تو حضرت ابراہیمؑ ڈر گئے۔ مبادا کہ دشمن ہوں۔ انہوں نے کہا، ڈریئے نہیں! ہم اللہ تعالیٰ کے مقرب فرشتے ہیں، قوم لوطؑ کے لئے بھیجے گئے ہیں۔ ملاحظہ ہو قرآنِ پاک:

وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِیْمَ بِالْبُشْرٰی قَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِیْذٍ ۝ فَلَمَّا رَاٰۤ اَیْدِیَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَیْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِیْفَةً ؕ قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰی قَوْمِ لُوْطٍ ۝ (سورۃ ھود ۱۱- آیت ۶۹)

اور البتہ آئے ہمارے بھیجے ہوئے ابراہیم علیہ السلام کے پاس خوشخبری لے کر۔ پھر دیر نہ کی کہ ایک بچھڑا بھنا ہوا لے آیا۔ پھر جب دیکھا کہ اُن کے ہاتھ نہیں آتے کھانے پر تو کھٹکا اور دل میں اُن سے ڈرا۔ وُہ بولے مت ڈر۔ ہم بھیجے گئے ہیں، قومِ لوطؑ کی طرف۔

علمِ غیب کے بارے میں ۔۔۔ اہلِ بدعت کا عقیدہ!

اہلِ بدعت کا عقیدہ ہے کہ غیب و شہادت کی کوئی جزئی اور مَاکَانَ وَمَایَکُوْنُ سے کوئی چیز باقی نہیں رہی جس کا علم حضورؐ کو نہ ہو۔ لفظ مَا کے عمُوم میں سب چیزیں آگئیں۔ اب جو شخص کسی ایک چیز کے متعلق بھی کہے کہ اس کا علم حضورؐ کو نہیں ہے، وہ کافر ہے، اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے غیوب و شہادت کے تمام علوم آنحضرتؐ کو عطا فرمائے پس آپ کا علم جمیع ماکان ومایکون کو محیط ہوگیا۔ زمین و آسمان اور

دُنیا و آخرت کا کوئی ذرہ حضورؐ کے علمِ شریف سے خارج نہ رہا۔ یہ استدلال قُرآنِ پاک کی ذیل کی آیات سے کیا گیا ہے۔

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا ۝ — ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے سکھا دیا آپ کو، جو کچھ کہ آپ نہیں جانتے تھے اور یہ اللہ کا فضلِ عظیم ہے۔

واضح ہو کہ اگر کلمہ مَا کو عموم و استغراق کے مانا جائے تو نہ صرف رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلکہ آپ کے جمیع صحابہؓ کو اور نہ صرف صحابہؓ کو بلکہ جملہ مخاطبینِ قرآن کو علمِ غیب کی صفت سے متصف ماننا پڑے گا۔ قرآنِ مجید میں مَا کا بغیر عموم و استغراق کے بکثرت استعمال ہے:

وَعُلِّمْتُمْ مَا لَمْ تَعْلَمُوا أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ ۚ — ترجمہ: تم کو اُن باتوں کی تعلیم دی گئی جو تم نہیں جانتے تھے اور نہ تمہارے باپ دادا۔

وَيُعَلِّمُكُمْ مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ۝ — ترجمہ: اور ہمارے رسُول تمہیں وُہ باتیں سکھاتے ہیں جو تم نہیں جانتے تھے۔

قرآنِ پاک میں اور دیکھئے:

عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝ — ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے انسان کو وہ باتیں سکھائیں جو وُہ پہلے نہیں جانتا تھا۔

اِن تمام مقامات میں کلمہ مَا بغیر عموم و استغراق کے استعمال ہُوا ورنہ ماننا پڑے گا کہ سب انسانوں کو کُلّی علمِ غیب حاصل ہے۔

اَب قرآنِ پاک کی حسبِ ذیل آیات پر غور کیا جائے:

وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ ۚ (سُورۂ یٰسٓ - آیت ۶۸) — ترجمہ: اور ہم نے رسُولؐ کو شعر کا علم نہیں سکھایا۔ اور نہ وہ اُن کی شان کے مناسب ہے۔

اِس آیت سے معلوم ہُوا کہ جو علوم حضورؐ کی شان کے مناسب نہ تھے وہ آپ کو عطا نہیں کئے گئے اور اِس سے آنحضرتؐ کی شان نہیں گھٹتی۔

يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ قَالُوْا لَاعِلْمَ لَنَا اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۝
(سورۃ المائدۃ ۵ - آیت ۱۰۸)

ترجمہ: جب روز قیامت اللہ تعالیٰ تمام رسُولوں کو جمع کرے گا تو ان سے ارشاد فرمائے گا، کہ تمہیں دعوتِ الٰہی پر کیا جواب دیا گیا تو وہ کہیں گے کہ ہم کو علم نہیں، آپ ہی غیب کی باتوں کے پُورا جاننے والے ہیں۔

اس آیت میں جمیع انبیاء از آدمؑ تا خاتم الانبیاء اجماع کر رہے ہیں کہ ہمیں دل کی باتوں کی خبر نہیں ہے۔ آپ ہی دلوں کا حال جاننے والے ہیں۔

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ وَ اِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝
(سورۃ الملک ۶ - آیت ۲۶-۲۵)

ترجمہ: اور یہ لوگ کہتے ہیں کب ہے، وعدۂ قیامت اگر تم سچے ہو۔ آپ کہہ دیجئے کہ وعدہ کا علم اللہ تعالیٰ کو ہی ہے اور میں تو صرف ڈر سُنانے والا ہُوں۔

اِس کی تفسیر میں حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں:-

"اَیْ لَا یَعْلَمُ وَقْتَ ذٰلِکَ عَلَی الْیَقِیْنِ اِلَّا اللّٰهُ۔

یعنی قیامت کے وقت کو تعین کے ساتھ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

اور علامہ ابُوالسعودؒ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

اَیِ الْعِلْمُ بِوَقْتِ مَجِیْئِ السَّاعَۃِ عِنْدَہٗ عَزَّ وَجَلَّ لَا یَطَّلِعُ عَلَیْہِ غَیْرُہٗ۔ (جلد ۸ ص۲۸۰)

یعنی قیامت کے آنے کے وقت کا علم خاص اللہ عزّوجل کے لئے ہے۔ اس کے سوا کسی کو اس کا علم نہیں۔

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ اٰذَنْتُكُمْ عَلٰى سَوَآءٍ وَ اِنْ اَدْرِيْٓ اَقَرِيْبٌ اَمْ بَعِيْدٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ ۝
(سورۃ انبیاء ۲۱ - آیت ۱۰۷)

ترجمہ: اگر لوگ نہ مانیں تو آپ اُن سے فرما دیں کہ میں خبردار کرتا ہُوں، برابر پر اور میں نہیں جانتا کہ آیا قریب ہے یا دُور ہے۔ وہ وقت جس کا تم سے وعدہ کیا جارہا ہے۔

علامہ نسفیؒ اس کا مطلب یہ بیان کرتے ہیں:

ای لا ادری متی تقوم القیٰمۃ لان اللہ تعالیٰ لم یطلعنی علیہ۔ (مدارک۔ جلد ۲ صفحہ ۱)

مجھے معلوم نہیں کہ قیامت کا دن کب آئیگا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر مطلع نہیں کیا۔

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِىْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ۚ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۛ وَمَا مَسَّنِىَ السُّوْٓءُ ۛ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۞ (سورۃ اعراف، آیت ۱۸۸)

ترجمہ: میں اپنی جان کے نفع و نقصان کا اختیار نہیں رکھتا مگر وہی ہوگا جو اللہ چاہے گا اور اگر میں غیب دان ہوتا تو بہت سے فائدے اپنے لئے جمع کر لیتا اور مجھے بھی کوئی نقصان نہ پہنچتا میں تو ڈرانے والا اور خوشخبری سنانے والا ہوں، ایمان رکھنے والی قوم کو۔

علمِ غیب کے متعلق صحیح عقیدہ جو قرآن و حدیث اور ائمہ فقہاء سے ثابت ہے

تمام اشیاء کا علمِ محیط، علمِ کُلی و تفصیلی ہر وقت حاصل ہونا یہ ذاتِ الٰہی کے لئے خاص ہے، اس میں اُس کا کوئی شریک نہیں۔ صفتِ علمِ غیب خُدا کے سوا کسی اور میں نہیں۔ عالم الغیب اور حاضر ناظر صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ انبیائے کرام کو جزئیاتِ غیبیہ پر وحی، الہام اور کشف سے اطلاع ہوتی ہے۔ اگر کسی ذات میں وصفِ علمِ غیب رکھ دیا جائے تو مغیبات کا جاننا اس کا ذاتی فعل ہو جائے گا جیسا بصیر کا اشیاء کو دیکھنا۔ صفتِ غیب دانی انبیاء کرامؑ کو عطا نہیں کی بلکہ جس وقت کوئی خبرِ غیبی جتانی ہو، وحی کر دی جاتی ہے اور وحی سے آپ جان لیتے ہیں۔

غیب کے خزانے اور اُن کی کنجیاں صرف خُدا نے اپنے ہاتھ میں رکھی ہیں۔ جس خزانہ کو جس وقت اور جس قدر چاہے کسی پر کھول دیتا ہے۔ کسی کو یہ قدرت نہیں ہے کہ اپنے حواس و عقل اور ادراک سے علومِ غیب تک رسائی پا سکے یا جتنے غیوب اُن پر منکشف کر دئے گئے ہیں، اُن میں از خود اضافہ کر سکے۔

شانِ نزول متعلقہ آیتِ کریمہ قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِىْ۔ الآخر

ان اہل مکۃ قالوا الا یخبرک ربک بالرخص والغلاء حتی نشتری و نربح و بالارض التی ترید ان تجدب الی الارض المخصبہ۔ فانزل اللہ ھذا الآیۃ۔ تفسیر ابن کثیر جلد ۲ صفحہ

ترجمہ: کفارِ مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ کیا تیرا رب تجھ کو اشیاء کی گرانی اور ارزانی کے متعلق کوئی خبر نہیں دیتا تاکہ ہم خرید کریں اور منافع حاصل کریں اور زمین قحط زدہ کو چھوڑ کر سرسبز و شاداب زمین حاصل کر کے فائدہ اٹھائیں۔ اِس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

حوالہ جات :- معالم التنزیل ج ۲، ص ۲۶۲ - تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۳۷۵ - بیضاوی ص ۲۶۷ - تفسیر جامع البیان ص ۱۴۴ - ابو السعود ج ۴، ص ۵۴۹ -

وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ ۚ — اور تیرے رب کے لشکر کو کوئی نہیں جانتا مگر وہی۔

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ أَحَدًا ۙ إِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُولٍ فَإِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ۙ (سورۃ الجن ۷۲، آیت ۲۶-۲۷) — وہ عالم الغیب ہے، اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا سوا اُس رسول کے جسے اُس نے پسند کر لیا ہو تو اُس کے آگے اور پیچھے وہ محافظ لگا دیتا ہے۔ رسولوں کی۔

رسولوں کی تعلیمِ غیب کو اطلاعِ غیب اور اظہارِ غیب سے قرآن نے تعبیر فرمایا ہے اور رسولوں کا علم نہ ذاتی ہے نہ عطائی بلکہ اطلاعی ہے۔ اظہارِ غیب کے معنی عطائے غیب نہیں ہیں۔ عطاء کے معنی ہیں کسی چیز کا اپنی ذات سے جدا کر کے دے دینا۔ اللہ تعالیٰ اپنی ذات و صفات کے معطی نہیں ہیں۔ اپنی پیدا کی ہوئی چیزوں کے معطی ہیں ورنہ یہ بھی لازم آئے گا کہ خدا تعالیٰ عطائی خدائی بھی دے دیں۔

إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ ۖ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۖ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌۢ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ ۚ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ۝ (سورۃ لقمان ۳۱ ع ۴، آیت ۳۴) — ترجمہ: بے شک اللہ کے پاس ہے قیامت کی خبر اور وہی اُتارتا ہے مینہ اور وہی جانتا ہے جو کچھ کہ ہے ماں کے پیٹ میں اور کسی جی کو معلوم نہیں کہ وہ کل کو کیا کرے گا اور نہ کسی جی کو خبر ہے کہ وہ کس زمین میں مرے گا۔ تحقیق اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا اور خبردار ہے۔

اِس آیت میں ذیل کے پانچ امور کا علم اللہ کے ساتھ مخصوص ہونا ذکر کیا گیا ہے۔ (۱) قیامت کب

آئے گی (۲) بارش کب ہوگی۔ (۳) مادہ کے رحم میں کیا ہے۔ (۴) آدمی کل کیا کرے گا۔ (۵) اُسے موت کہاں اور کیسے آئے گی؟ اِن پانچوں امور کو غیب کے خزانے یعنی مفاتیح الخمس' حدیث میں کہا گیا ہے۔

(نوٹ) تمام غیوب جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا وہ اِن پانچ امُور پر منحصر نہیں ہیں۔

یہ آیت ایک سوال کے جواب میں نازل ہوئی۔ اُس سوال میں صرف اِن پانچ امُور کا ذکر تھا۔ ایک شخص حارث نامی، حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی، قیامت کب آئے گی۔ ملک میں قحط پڑا ہوا ہے وہ کب دُور ہوگا؟ میری عورت حاملہ ہے اُس سے لڑکا ہوگا یا لڑکی؟ یہ مجھے معلوم ہے میں کہاں پیدا ہوا، آپ یہ بتائیے میں کہاں مرُونگا۔ اِس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں: اِعْلَمْ: اِنَّ کُلَّ غَیْبٍ لَا یَعْلَمُهٗ اِلَّا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَلَیْسَ الْمُغَیَّبَاتُ مَحْصُوْرَةً بِهٰذَا الْخَمْسِ وَاِنَّمَا خُصَّتْ بِالذِّکْرِ لِوُقُوْعِ السُّؤَالِ عَنْهَا۔ (رُوحُ المعانی ۲۱۔ ص۱۱۲)

(ترجمہ) جان لینا چاہیئے کہ جن غیوب کو ماسوی اللہ کے اور کوئی نہیں جانتا وہ انہی پانچ چیزوں میں محصور نہیں ہیں۔ سوال کے موجب اِن پانچ کے ذکر کو قرآن میں مخصوص کیا گیا ہے۔

حبرِ اعظم حضرت عبداللہ بن عباسؓ اس آیت کی روشنی میں فرماتے ہیں:۔

هٰذِهِ الْخَمْسَةُ لَا یَعْلَمُهَا مَلَکٌ مُّقَرَّبٌ وَّلَا نَبِیٌّ مُّصْطَفٰی فَمَنْ ادَّعٰی اَنَّهٗ یَعْلَمُ شَیْئًا مِّنْ هٰذِهٖ فَقَدْ کَفَرَ بِالْقُرْاٰنِ لِاَنَّهٗ خَالَفَهٗ۔ (تفسیر خازن، ج ۵، ص۱۸۳)

(ترجمہ) یہ پانچوں چیزیں وہ ہیں کہ نہ اُن کو کوئی مقرب فرشتہ جانتا ہے اور نہ کوئی برگزیدہ نبی! پس جو کوئی اِن میں سے کسی چیز کا دعوٰے کرے تو اس نے قرآن کے ساتھ کفر کیا، کیونکہ اُس کی کھُلی مخالفت کی۔

لَنْ نُّؤْمِنَ لَکُمْ قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ اَخْبَارِکُمْ (التوبہ ۹۔ آیت ۹۴)

ترجمہ: اے گروہِ منافقین! ہم تمہاری کسی بات کا اعتبار نہیں کریں گے۔ اللہ نے ہم کو تمہارے حالات بتلا دیئے ہیں۔

وَمِنْ اَھْلِ الْمَدِیْنَۃِ مَرَدُوْا عَلَی النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُھُمْ نَحْنُ نَعْلَمُھُمْ ۔ (التوبہ ۹، آیت ۱۰۱) ترجمہ:- تمہارے گرد و پیش جو بدوی رہتے ہیں، اُن میں بہت سے منافق ہیں۔ اسی طرح خود مدینہ کے باشندوں میں بھی منافق موجود ہیں۔ تم انہیں نہیں جانتے ہم اُن کو جانتے ہیں۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْھُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَیْكَ وَمِنْھُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَیْكَ (مؤمن) ہم نے بھیجے بہت رسُول آپ سے پہلے۔ اُن میں سے بعض ایسے ہیں کہ اُن کا احوال آپ کا سُنایا اور بعض وُہ ہیں کہ اُن کا احوال آپ کو نہیں سُنایا۔

وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰھُمْ عَلَیْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْھُمْ عَلَیْكَ ۔ (النساء ۲۳)

اور کتنے رسُول ہوئے جن کا حال ہم نے آپ کو سُنایا اور کتنے رسُول ہیں جن کا حال آپکو نہیں سُنایا۔

اَلَمْ یَاْتِکُمْ نَبَاُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّ ثَمُوْدَ وَ الَّذِیْنَ مِنْۢ بَعْدِھِمْ لَا یَعْلَمُھُمْ اِلَّا اللّٰہُ (سورۃ ابراھیم ع) کیا آپکے پاس اُن لوگوں کی خبر نہیں پہنچی جو آپ سے پہلے تھے قوم نوحؑ، قوم عاد اور قوم ثمود اور جو اُن کے پیچھے آئے۔ اُن کی خبر سوائے اللہ کے اور کسی کو نہیں۔

اس آیت کریمہ میں قومِ نوحؑ اور قومِ عاد و ثمود کے بعد بعض ایسی قوموں کا پتہ دیا گیا ہے جن کے حالات اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔

وَلِلّٰہِ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَیْہِ یُرْجَعُ الْاَمْرُ کُلُّہٗ ۔ (سورۃ ھود۔ آخری رکوع) زمینوں اور آسمانوں کی چھپی باتوں کا علم صرف اللہ ہی کو ہے اور سارے کام کا رجوع اُسی کی طرف کیا جاتا ہے۔

لِلّٰہِ کی تقدیم حصر کے لئے ہے۔ آیت کا مطلب واضح ہے کہ آسمان و زمین کی کل مخفیات کا علم صرف حق تعالیٰ کو ہے۔ اُسی کی یہ شان ہے کہ زمین و آسمان کی کوئی مخفی چیز اس کے علم سے باہر نہیں۔

علامہ بیضاوی فرماتے ہیں:

وللہ غیب السمٰوٰت والارض خاصۃ لا یخفی علیہ خافیۃ فیھا ۔ (تفسیر بیضاوی ج ۱، ص ۳۶)

ترجمہ: آسمان و زمین کے علم غیب کا علم، اس کے ساتھ خاص ہے کوئی پوشیدہ چیز اس پر مخفی نہیں۔

وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَا اُوْتِيْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا (بنی اسرائیل ع ۱۰) آپ سے سوال کرتے ہیں رُوح کے بارے میں۔ آپ فرما دیں رُوح میرے پروردگار کے امر سے ہے اور آپ کو علم سے تھوڑی خبر دی گئی ہے۔

والقول الاصح ھو ان اللہ عزوجل استاثر بعلم الروح۔ (تفسیر خازن جلد ۴۔ ص ۱۷۰)

اور صحیح تر قول یہی ہے کہ اللہ عزوجل نے رُوح کا علم اپنی ذات کے ساتھ خاص کر لیا ہے۔ یعنی حقیقتِ رُوح کا علم مخصوصاتِ باری تعالیٰ سے ہے۔ کسی مخلوق کو اس کا علم نہیں دیا گیا۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں:

انہ قال الروح استاثر اللہ بعلمہ فلم یطلع علیہ احداً من خلقہ۔ (فتح الباری جزء ۱۹۔ ص ۲۳۹)۔

رُوح کے علم کو حق تعالیٰ نے اپنے واسطے خاص کر لیا ہے اور کسی مخلوق کو اس کی اطلاع نہیں دی۔

فقہائے کرامؒ اور اولیائے عظامؒ کے ارشاداتؒ عقائدِ باطلہ اور بدعاتِ سیّئہ کے رد میں!

رجل تزوج امرأۃ ولم یحضر الشھود قال خدا و رسول را گواہ کردم، اوقال خدائے را و فرشتگان را گواہ کردم یکفر۔ (فتاوٰے عالمگیری، جلد ثانی، ص ۴۱۲، مطبوعہ نولکشور)

ترجمہ: اگر کوئی مردِ مسلمان بغیر گواہوں کی موجودگی کے عورت سے نکاح کرے، یہ کہہ کر کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو اور اُس کے رسول کو گواہ کیا یا یُوں کہے کہ خدا تعالیٰ کو اور فرشتوں کو گواہ کیا تو اس نے کفر کیا۔

رجل تزوج امرأۃ بغیر شھود فقال الرجل للمرأۃ (خدائے را و پیغمبر را گواہ کردم) قالوا یکون کفرا لانہ اعتقد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب وھو ما کان یعلم الغیب حین کان فی الاحیاء فکیف بعد الموت۔ (فتاوٰے قاضی خاں جلد ۴۔ صفحہ ۸۸۳، مطبوعہ نولکشور)

ترجمہ: اگر کوئی مردِ مُسلم کسی عورت سے بغیر شرعی گواہوں کے یُوں کہہ کر نکاح کرے کہ میں اپنے نکاح کے دونوں گواہ اللہ اور اُس کے رسول کو ٹھہراتا ہوں تو اُس نے کفر کیا۔ کیونکہ اُس نے یہ اعتقاد کیا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب دان ہیں حالانکہ آپ اپنی زندگی میں غیب داں نہیں تھے۔ موت کے بعد

کیسے ہو گئے۔

ثُمَّ اعلم اَنَّ الانبیاء لم یعلموا المغیبات مِنَ الاشیاء الاما اعلمهم الله احیانا وذکر الحنفیة تصریحًا بالتکفیر باعتقاد اِنَّ النبی صلی الله علیه وسلم یعلم الغیب لمعارضة قوله تعالیٰ:

قُلْ لایعلم مَنْ فی السّمٰوٰتِ وَالارضِ الغیب الاّ الله۔ (شرح فقہ اکبر، صفحہ ۱۸۵، از ملا علی قاریؒ)

ترجمہ۔ جان لے کہ انبیائے کرام کو علمِ غیب نہیں تھا مگر جو کبھی اللہ تعالیٰ نے اُن کو بتلادیا اور حنفی فقہا نے اِس امر کی تصریح کر دی ہے کہ جو شخص یہ اعتقاد رکھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم غیب دان تھے وُہ کافر ہے۔ اس واسطے کہ یہ عقیدہ اللہ تعالیٰ کے فرمانِ صریح قُلْ لایعلم مَنْ فِی السّمٰوٰتِ والارض الغیب الاّ الله کے متعارض ہے۔ (ترجمہ: اے میرے رسولؐ اعلان کر دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا آسمان اور زمین میں کسی کو بھی علمِ غیب نہیں۔

مُراۃُ الحقیقت میں شیخ عبدالقادرؒ جیلانی فرماتے ہیں:

مَنْ یَعْتَقِدُ اِنَّ محمدًا صلی الله علیه وسلم یعلم الغیب فهو کافرٌ، لاَنَّ علم الغیب مِنْ صفاتِ اللهِ سُبحانه وتعالیٰ۔ (مراۃ الحقیقۃ، مطبوعہ مصر، ص)

ترجمہ۔ جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ رسول اللہؐ کو علمِ غیب ہے، وُہ کافر ہو گیا۔ کیونکہ علمِ غیب خاصہ صفاتِ الٰہی ہے، سُبحانہٗ وتعالیٰ۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں کہ یہ عقیدہ جو، ہمارے ائمہ کو علمِ غیب ہے، رافضیوں کے عقائدِ باطلہ میں سے ہے۔ "اِنَّ الامام یعلم کُلّ شیٔ ماکان ومایکون مِنْ امرِ الدنیا والدین" (غنیۃ الطالبین ص ۱۱۱)

ترجمہ۔ رافضیوں کے عقائدِ باطلہ میں سے ایک یہ عقیدہ ہے کہ امام ماکان ومایکون کی ہر چیز جانتا ہے خواہ اس کا تعلق امورِ دنیا سے ہو یا امورِ دین سے۔

شرح عقائدِ نسفیؒ۔ صفحہ ۱۲۲ پر ہے۔

وبالجملة العلم بالغیب امرٌ تفرد بِهِ الله تعالیٰ لاسبیل الیه للعباد الاّ باعلام منه او الهام۔

ترجمہ۔ الحاصل علمِ غیب اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے۔ بندہ کی وہاں تک رسائی ہی نہیں۔ مگر صرف اِس طور

پر کہ اللہ تعالیٰ بتلادیں یا الہام فرمائیں۔

علامہ ابن نجیمؒ اپنی کتاب "بحر الرائق شرح کنز الدقائق" میں تحریر فرماتے ہیں:

وفی الخانیۃ والخلاصۃ لو تزوج بشھادۃ اللہ ورسولہ لا ینعقد النکاح ویکفر لاعتقاد ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب۔

ترجمہ۔ فتاوٰے قاضی خاں اور خلاصہ میں ہے اگر کوئی شخص اللہ اور رسولؐ کو گواہ قرار دے کر نکاح کرے تو نکاح نہ ہوگا اور وہ شخص کافر ہو جائے گا، بوجہ اس اعتقاد کے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو علم غیب ہے۔

حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ تفسیر فتح العزیز صفحہ ۲۵ پر عقائد باطلہ کے بیان میں فرماتے ہیں:

"یا رتبہ ائمہ و اولیاء را برابر رتبہ انبیاء و مرسلینؑ گردانند وانبیاء و مرسلین را لوازم الوہیت از علم غیب شنیدن فریاد ہر کس و از ہر جا و قدرت بر جمیع مقدورات ثابت کنند۔

ترجمہ۔ اماموں اور ولیوں کو انبیاء کے برابر جاننا اور انبیاء کے لئے لوازم الوہیت جیسے علم غیب ثابت کرنا اور ہر شخص کی فریاد ہر جگہ سے سننے پر قادر جاننا، یہ سب باطل اور کفر ہے۔

مدخل ابن الحاج مالکیؒ (المتوفی ۷۳۷ھ)۔

نوٹ، اس کتاب میں بدعات عملیہ کا ذکر ہے۔ یہ کتاب بڑا اونچا پایہ رکھتی ہے۔ اس کے صفحہ ۲۷۶ پر ہے

اما اصلاح اھل المیت طعاما وجمع الناس فلم ینقل فیہ شیئ وھو بدعۃ غیر مستحب۔

ترجمہ۔ اہل میت کا طعام تیار کرنا اور لوگوں کو جمع کرنا سو اس بارے میں کوئی چیز منقول نہیں ہے، اور یہ بدعت غیر مستحبہ ہے۔

فما بالک بما عادۃ بعضھم فی ھذا الزمان من اھل المیت یعملون الطعام ثلاث لیال ویجمعون الناس علیہ حکی ما حکی عن الشافعی رضی اللہ عنہم فلیحذر من فعل ذٰلک فانہ بدعۃ مکروھۃ ولا بأس بفعلہ للصدقۃ عن المیت للمحتاجین والمضطرین لا للجمیع علیہ ما لم یتخذ ذٰلک شعارا لیستن بہ لان افعال القرب افضلھا ما کان سرا واللہ الموفق۔

ترجمہ :- لوگوں کی اس رسم کا کہنا کہ اہلِ میت تین دن تک کھانا پکاتے رہتے ہیں اور لوگوں کو اس کے لئے اکٹھا کرتے ہیں - یہ سلف کے طریق کے برخلاف ہے ، اس سے بچنا چاہئے کہ یہ بدعتِ مکروہ ہے - ہاں اگر محتاج لوگوں کے لئے میت کی طرف سے صدقہ دیا جائے تو کوئی حرج نہیں مگر ان کو جمع کرنے کے لئے یہ طعام نہ کیا جائے - اس صدقہ کی اجازت تب تک ہے جب تک اس صدقہ کو شعارِ سنت میں سے نہ سمجھا جائے کیونکہ افعالِ قُرب میں سے افضل وہی ہوتا ہے جو پوشیدہ طور پر ہو -

ملاحظہ ہو بحرُ الرائق شرح کنزُ الدقائق جلد ۲ صفحہ ۲۹۸ - فتاویٰ عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۲۲۹ - ردّ المحتار مصری جلد ۱ صفحہ ۱۰۵

وَاَمَّا الَّذِیْ یَنْذِرُہٗ اَکْثَرُ الْعَوَامِ مَا مُشَاہَدٌ کَاَنْ یَکُوْنَ لِلْاِنْسَانِ غَائِبٌ اَوْ مَرِیْضٌ اَوْلَہٗ حَاجَۃٌ ضَرُوْرِیَّۃٌ فَیَاْتِیْ فِیْ بَعْضِ مَزَارَاتِ الصَّالِحِیْنَ فَیَجْعَلُ سِتْرَہٗ عَلٰی رَأْسِہٖ وَیَقُوْلُ یَا سَیِّدِیْ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ اِنْ رُدَّ غَائِبِیْ اَوْ عُوْفِیَ مَرِیْضِیْ اَوْ قُضِیَتْ حَاجَتِیْ فَلَکَ مِنَ الذَّہَبِ کَذَا وَمِنَ الْفِضَّۃِ کَذَا اَوْ مِنَ الطَّعَامِ کَذَا اَوْ مِنَ الشَّمْعِ کَذَا اَوْ مِنَ الزَّیْتِ کَذَا - فَھٰذَا النَّذْرُ بَاطِلٌ بِالْاِجْمَاعِ بِوُجُوْہٍ ، مِنْھَا اَنَّہٗ نَذْرٌ لِلْمَخْلُوْقِ وَالنَّذْرُ لِلْمَخْلُوْقِ لَا یَجُوْزُ لِاَنَّہٗ عِبَادَۃٌ وَالْعِبَادَۃُ لَا تَکُوْنُ لِلْمَخْلُوْقِ وَمِنْھَا اَنَّ الْمَنْذُوْرَ لَہٗ مَیِّتٌ وَالْمَیِّتُ لَا یَمْلِکُ وَمِنْھَا ظَنٌّ اَنَّ الْمَیِّتَ یَتَصَرَّفُ فِی الْاُمُوْرِ دُوْنَ اللّٰہِ وَاعْتِقَادُہٗ بِذٰلِکَ کُفْرًا -

ترجمہ : وہ نذر جو اکثر عوام میں آشکار ہے کہ جب کوئی آدمی غائب ہو جاتا ہے یا مریض ہو جاتا ہے یا اس کو حاجت ضروری پیش آتی ہے تو بعض مزاراتِ صالحین پر آتے ہیں اور پردہ اُٹھا کر اپنے سر پر ڈال کر یوں کہتے ہیں :-

" اے ہمارے بزرگ ! فلاں بن فلاں اگر ہمارا غائب شدہ آدمی لوٹ آئے یا ہمارا مریض اچھا ہو جائے یا ہماری حاجت پوری ہو جائے پس تمہارے لئے اس قدر سونا ، اس قدر چاندی ، اس قدر کھانا ، اس چراغ اور اس قدر تیل ہم نذر کریں گے - پس یہ نذر باطل ہے بالاجماع - کتنی وجہوں سے - ایک یہ کہ یہ نذر مخلوق کے لئے ہے اور نذر مخلوق کے لئے جائز نہیں ہوتی ، کیونکہ نذر عبادت ہے اور عبادت مخلوق کے لئے نہیں ہو سکتی اور جس کی نذر کی گئی ہے وہ میت ہے اور میت کسی شئے کی مالک نہیں

ہو سکتی اور نذر کرنے والے کا گمان ہے کہ میت کو امورِ الٰہی میں ماسوا اللہ کے تصرف و اختیار ہے اور اس کا یہ اعتقاد کفر ہے۔

فتاوٰی عزیزیہ، صفحہ ۹۵ پر مرقوم ہے :-

حکمِ نذر برائے موتیٰ مؤذن تفصیلے دارد کہ در فتاوٰے عالمگیری در کتاب الصوم مذکور است۔ چنانچہ ترجمہ عربی بعینہٖ اینجا نوشتہ مے شود وآں اینست نذریکہ واقع می شود از اکثر عوام بایں صورت است کہ می آئند بسوئے قبر بعض صلحاء و بزرگاں و برمے دارند پردہ قبر از ایشاں درحالیکہ مے گویند لے سید فلاں اگر حاجت روائی من شود پس برائے شما از طرفِ من ایں قدر زر باشد مثلاً ایں چنیں نذر باطل است بالاجماع۔

ترجمہ :- اموات کے لئے جو نذر کی جاتی ہے اس میں تفصیل ہے جبکہ فتاوٰے عالمگیری کی کتاب الصوم میں مذکور ہے اور اس کی عربی عبارت کا ترجمہ بجنسہٖ یہاں لکھا جاتا ہے اور وہ ترجمہ یہ ہے :-

"کہ اکثر عوام جو نذر ملنتے ہیں اُس کی صورت یہ ہے کہ بعضے بزرگوں کی قبر کے پاس وہ جاتے ہیں اور قبر کا پردہ اٹھا کر یہ کہتے ہیں کہ لے سید فلاں! اگر میری حاجت روائی ہو جائے تو آپ کے لئے اس قدر روپیہ اپنی طرف سے نذر مانتا ہوں۔ تو ایسی نذر بالاجماع باطل ہے۔

حضرت شاہ محمد اسحٰق صاحبؒ المتوفی ۱۲۶۲ھ مائتہ مسائل صفحہ ۸۳ پر، نذر لغیر اللہ کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں :

اگر ایں طور بگویند کہ حاجتِ من بر آید برائے فلاں ولی بنام فلاں ولی ایں قدر طعام یا ایں قدر نقد است پس ایں قسم نذر کردن باطل است باجماع وخوردن طعام حرام است۔

ترجمہ : اور اگر اس طرح کہے کہ اگر میری حاجت پوری ہو گئی تو فلاں یا فلاں ولی کے نام پر اس قدر کھانا یا اس مقدار کی نقد رقم ہو گی تو یہ صورت بالاجماع نذر باطل کی ہے اور اس طعام کا کھانا حرام ہے۔

قاضی ثناء اللہ صاحبؒ پانی پتی فرماتے ہیں :-

اولیاء را علمِ غیب نباشد مگر از مغیبات بطریقِ خرقِ عادت بکشف یا الہام آنہا را علم

وہند و علمِ غیب مر اولیاء را گفتن کفر است۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآىِٕنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ ۝ (ارشاد الطالبین۔ صفحہ نمبر ۱۹)

ترجمہ :- اولیاء اللہ کو علمِ غیب نہیں ہوتا ہاں مگر کچھ غیب کی چیزیں بطور خرقِ عادت و کرامت کشف و الہام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اُن کو بتلا دیتے ہیں اور اولیاء کے لئے علمِ غیب کی صفت کا ماننا کفر ہے۔ ارشادِ باری ہے :

"اے ہمارے نبیؐ! تم کہہ دو، میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے قبضہ میں اللہ کے خزانے ہیں۔ اور نہ یہ دعوٰے کرتا ہوں کہ مجھے علمِ غیب ہے۔"

حضرت شاہ غلام علی نقشبندی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ایک روز میں نے کہا "یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ" "از غیب بسمع لاریب من رسید بگو "یا ارحم الراحمین شیئاً للہ" یعنی بذریعہ الہام تلقین کی گئی کہ یا شیخ کی بجائے "یا ارحم الراحمین شیئاً للہ" کہو۔

(دُرّ المعارف صفحہ ۵۴۔ ملفوظات حضرت شاہ غلام علیؒ جانشین حضرت مرزا مظہر جانِ جاناںؒ)

حضرت خواجہ فریدالدین عطارؒ اپنے 'پند نامہ' میں فرماتے ہیں :

در بلا یاری مخواہ از ہیچ کس ۔ زانکہ نبود جز خدا فریادرس

ہر کہ خواند غیر حق را اے پسر ۔ کیست در دنیا ازو گمراہ تر

ترجمہ : مصیبت کے وقت کسی سے مدد نہ مانگو، کیونکہ خدا کے بغیر کوئی فریادرس نہیں ہے۔

اے بیٹا! جو شخص خدا کے علاوہ غیر کو پکارتا ہے، دنیا میں اُس سے بڑھ کر کوئی گمراہ نہیں ہے۔

حضرت مولینا رومؒ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

اے خدائے خلق را حاجت روا ۔ با تو یادِ ہیچ کس نبود روا

ترجمہ : اے خدا، مخلوق کی حاجت پوری کرنے والے، تیرے ساتھ کسی اور کا ذکر ہرگز جائز نہیں۔

حضرت میرزا مظہر جانِ جاناں نقشبندیؒ کے مرید اور مشہور حنفی فقیہہ اور محدث قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ اپنی (تفسیرِ مظہری عربی پ۴ تحت آیۃ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا) میں لکھتے ہیں۔

لا یجوز ما یفعله الجهال بقبور الاولیاء والشهداء من السجود والطواف حولها واتخاذ السرج والمساجد علیها ومن الاجتماع بعد الحول کالاعیاد ویسمونه عرسًا۔

ترجمہ: جو کچھ لوگ شہداء۔ اور اولیاء کی قبروں کے ساتھ معاملہ کرتے ہیں ہرگز جائز نہیں جیسے سجدہ کرنا اور اُن کے گرد طواف کرنا، اُن پر چراغ جلانا اور مسجدیں بنانا اور سال کے بعد عید اور میلوں کی طرح جمع ہونا اور اُس کا نام عرس رکھنا۔

حضرت شیخ سید عبدُالقادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز فرماتے ہیں:

وَسَلُوا اللّٰہَ وَلَا تَسْئَلُوا غَیْرَہٗ وَاسْتَعِیْنُوْا بِاللّٰہِ وَلَا تَسْتَعِیْنُوْا غَیْرَہٗ۔

ترجمہ: اللہ سے مانگو، اُس کے غیر سے نہ مانگو اور مدد اللہ سے چاہو اور اس کے غیر سے نہ چاہو۔

(فتوح الغیب۔ مجلس ۴۴)۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اپنی کتاب "غنیۃ الطالبین" کا خطبہ ابتدائیہ اس طرح شروع کرتے ہیں۔

باسمه یشفی کل داء ویکشف کل غمة وبلاء الیه ترفع الایدی بالتضرع والدعاء فی الشدة والرخاء والسراء والضراء وهو سامع لجمیع الاصوات بفنون الخطاب علی اختلاف اللغات والمجیب للمضطر الدعاء۔

ترجمہ: وہی ہے جس کے نام سے ہر بیماری کو شفاء ہوتی ہے اور وہی ہے جس کے نام سے ہر غم اور دُکھ دُور ہوتا ہے اور وہی ہے کہ جس کی جناب میں نرمی و سختی اور خوشی و مصیبت میں، عاجزی کے ساتھ دُعاء کے لئے ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں۔ وہی ذات ہے جو مختلف اور طرح طرح کی بولیوں اور مختلف زبانوں کی دُعاؤں کو یک کان سنتا ہے اور لغات کا اختلاف ہرگز آڑے نہیں آتا۔ ایک درماندہ اور عاجز آدمی کی دُعاء کو بھی وہی سنتا اور قبول کرتا ہے۔

جامع التفاسیر، مطبع نظامی کانپوری۔ تفسیر سورۃ زمر صفحہ ۱۱۰۔ تصنیف نواب قطب الدین خاں مرحوم شارح مشکوٰۃ شاگرد حضرت شاہ اسحٰق دہلوی ؒ۔

روی الامام ابو حنیفہ من یاتی القبور لاهل الصلاح فیسلم ویخاطب ویتکلم ویقول

يَا أَهْلَ الْقُبُوْرِ هَلْ لَكُمْ مِنْ خَبَرٍ وَهَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ أَثَرٍ ؟ إِنِّي أَتَيْتُكُمْ وَنَادَيْتُكُمْ مِنْ شُهُوْرٍ وَلَيْسَ سُؤَالِي مِنْكُمْ إِلَّا الدُّعَاءَ۔ فَهَلْ عَلِمْتُمْ أَمْ غَفَلْتُمْ ؟ سَمِعَ أَبُوْحَنِيْفَةَ بِقَوْلٍ يُخَاطِبُ بِهِمْ۔ فَقَالَ هَلْ أَجَابُوْا لَكَ ؟ قَالَ لَا۔ فَقَالَ لَهُ سُحْقًا وَتَرِبَتْ يَدَاكَ كَيْفَ تُكَلِّمُ أَجْسَادًا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ جَوَابًا وَلَا يَمْلِكُوْنَ شَيْئًا وَلَا يَسْمَعُوْنَ صَوْتًا وَقَرَأَ، وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ۔

ترجمہ :- امام ابوحنیفہؒ نے ایک شخص کو دیکھا جو مقابر اولیاء میں آتا ہے - پہلے سلام کہتا ہے اور ان سے خطاب و کلام کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اے اہلِ قبور! آیا ہے تمہیں خبر اور ہے تمہارے پاس اثر؟ کہ میں برابر کئی مہینوں سے تمہارے پاس آرہا ہوں اور تمہیں پکار رہا ہوں اور سوائے دعا کے میرا کوئی تم سے سوال نہیں ہے۔ پس تم خبر بھی رکھتے ہو یا غافل ہو؟

امام ابوحنیفہؒ نے اس شخص سے کہا کیا جواب دیا تم کو اہل قبور نے؟ کہا نہیں! اس پر امام ابوحنیفہؒ نے کہا، دُوری ہوجیو تم کو رحمتِ خُدا سے اور خاک سے رلیں تیرے دونوں ہاتھ، کیا کلام کرتا ہے مُردوں سے جو طاقت نہیں رکھتے جواب کی اور نہ ہی مالک ہیں کسی چیز کے اور نہ ہی کسی کی آواز سنتے ہیں پھر پڑھی امام صاحبؒ نے قرآن مجید کی یہ آیت:

وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ٥ ترجمہ: اور تو نہیں سُنا سکتا اُسے جو قبروں میں ہے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات

أَيُؤَمِّلُ غَيْرِي فِي الشَّدَائِدِ وَالشَّدَائِدُ بِيَدِي وَأَنَا الْحَقُّ وَيَرْجُوْا غَيْرِي وَيَطْرُقُ بِالْفِكْرِ أَبْوَابَ غَيْرِي وَهِيَ مُغْلَقَةٌ وَمَفَاتِحُهَا بِيَدِي فَمَا مِنْ عَبْدٍ يَعْتَصِمُ بِمَخْلُوْقٍ دُوْنِي إِلَّا قَطَعْتُ أَسْبَابَ السَّمَاءِ مِنْ فَوْقِهِ وَأَسَخْتُ الْأَرْضَ مِنْ تَحْتِ قَدَمَيْهِ ثُمَّ أُهْلِكُهُ فِي الدُّنْيَا وَأُتِيْحُهُ فِيْهَا۔ (غُنْيَةُ الطَّالِبِيْنَ - ص ۹۲۳)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ انسان سختیوں میں میرے سوا دوسروں سے امید رکھتا ہے۔ حالانکہ

کنجیاں میرے ہاتھ میں ہیں اور میں زندہ ہوں اور دُوسروں سے توقع رکھتا ہے اور دلی آرزو سے اُن کے دروازوں کو کھٹکھٹاتا ہے حالانکہ وہ دروازے بند ہیں اور اُن کی کنجیاں میرے ہاتھ میں ہیں اور جو بندہ مجھے چھوڑ کر مخلوق کے ساتھ اپنا تعلق وابستہ کرتا ہے تو میں آسمان سے اس کا رشتہ منقطع کر دیتا ہوں اور دھنسا دیتا ہوں اس کے نیچے سے زمین کر پھر اس کو دنیا میں ہلاک کر دیتا ہوں اور اس کو دُکھوں کے سپرد کر دیتا ہوں۔

'فتوح الغیب' مقالہ ۲۰ میں فرماتے ہیں:

قَالَ عَزَّ مَنْ قَائِلٍ وَاسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ وَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا یَمْلِکُوْنَ لَکُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْکُرُوْا لَهٗ وَقَالَ اِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؕ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ - قَالَ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ ۔ وَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِیْنُ ۝ وَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ۝

ترجمہ: اللہ بزرگ و برتر نے فرمایا۔ اللہ سے اُس کا فضل مانگو اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جن کو تم پکارتے ہو وُہ تمہاری روزی کا کوئی اختیار نہیں رکھتے۔ رزق اللہ کے ہاں سے تلاش کرو۔ اسی کی بندگی کرو اور اسی کا شکریہ ادا کرو اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ ..... میرا بندہ جب میرے بارے میں تجھ سے سوال کرے تو میں قریب ہوں۔ جب کوئی سوال کرنے والا مجھے پکارے، میں اُس کی دُعاء کو سنتا ہوں اور پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا، مجھے پکارو میں تمہاری دُعاء کو قبول کروں گا۔ پھر اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ رزاق اللہ ہی ہے اور بڑی مضبوط قوت کا مالک ہے۔ وہ جسے چاہے بغیر حساب کے رزق عطا کرتا ہے۔

شرک فی التصرف

فوز الکبیر، صفحہ ۴، تصنیف شاہ ولی اللہ محدث دہلوی:

اشراکِ ایشاں در امور خاصہ بہ بعض بندگان بود، گمان مے کردند کہ مانند آں کہ بادشاہِ عظیم القدر بندگانِ خود را باطرافِ ممالک می فرستد۔ والیشاں را در امورِ جزئیہ بندگان نمی پردازد

وحوالۂ سائر بندگان بعبادیت می کند وشفاعت عبادیت درباب خادمان ومتوسلان ایشاں قبول مینمائد۔ ہمچنیں ملک علی الاطلاق جل مجدہٗ بعضے بندگان خود را خلعت الوہیت دادہ است ورضا وسخط ایشاں در سائر بندگان اثرمے کند پس واجبے دانستند تقرب باں بندگان خاص تا شائستگی قبول ملک مطلق وشفاعت برائے ایشاں درمجاری امور درجۂ پذیرائی یابد وبملاحظۂ ایں امور سجدہ بسوئے ایشاں و ذبح برائے ایشاں و حلف بنام ایشاں واستعانت درامور ضروریہ بقدرت کن فیکون ایشاں تجویز مے نمودند۔

ترجمہ:۔ ان مشرکین کا یہ شرک یہ تھا کہ وہ بعض امور خاصہ کا بعض بندگان کے ساتھ عقیدہ رکھتے تھے۔ مثل بادشاہ عظیم القدر کے جو اپنے غلاموں کو اطراف ممالک میں بھیجتا ہے اور اُن کو امور جزئیات تاوقتیکہ حکم صریح بادشاہ کا صادر نہ ہو مختار و متصرف رکھتا ہے اور خود غلاموں کے جزئیات کی تدبیر نہیں کرتا۔ اسی طرح سے بادشاہ علی الاطلاق حق تعالیٰ جل مجدہٗ اپنے بعض بندگان کو خلعت الوہیت دیتا ہے اور رضامندی اور ناراضی اُن کی تمام بندگان میں اثر کرتی ہے۔ پس واجب جانتے ہیں تقرب ان بندگان خاص کا تاکہ قابلیت قبول بادشاہ مطلق کی حاصل ہو اور شفاعت اُن کی اُن کے لئے درجۂ قبولیت میں پہنچے اور ان امور کے لئے اُن کا سجدہ اور اُن کے نام کا ذبح۔ اُن کے نام کی قسم اور اُن سے استعانت ضروری امور میں ساتھ قدرت کن فیکون کے تجویز کرتے ہیں۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ۔ ارشاد الطالبین فارسی۔ ص ۲۰۔ مطبوعہ لاہور

قبور اولیاء را بلند کردن وگنبد برآں ساختن وعرس وامثال آں وچراغاں کردن ہمہ بدعت است بعضے ازاں حرام وبعضے مکروہ۔ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم بر شمع افروزاں نزد قبر وسجدہ کنندگان را لعنت گفتہ وفرمودکہ قبر مرا عید ومسجد نکنید۔ در مسجد سجدہ می کنند و روز عید برائے جمع روندے در سال مقرر کردہ شدہ۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم علیؓ را فرستادہ کہ قبور مشرفہ را برابر کند وہرجا کہ تصویر بیند اُو را محو کند۔

ترجمہ:۔ اولیاء کی قبروں کو اُونچا کرنا۔ اُن پر گنبد بنانا، عُرس کرنا، چراغ جلانا بدعت ہے۔ اُن میں سے بعض بدعات مکروہ (تحریمی) ہیں۔ آنحضرتؐ نے قبر پر چراغ جلانے والے اور سجدہ کرنے والے پر

لعنت فرمائی ہے اور فرمایا کہ "نہ میری قبر پر میلہ لگے اور نہ اُسے مسجد بنایا جائے"۔ مسجد میں سجدہ کیا جاتا ہے اور عید کا دن سال بھر میں ایک دن کے مجمع کے لئے مقرر کیا جاتا ہے۔ رسولِ خدا نے حضرت علیؓ کو بھیجا کہ اُونچی قبروں کو برابر کر دیں اور جہاں کوئی تصویر بنی ہو اُسے مٹا دیں۔

از فتوح الغیب تصنیف حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۳۱۰ طبع محمدی لاہور

لمّا مرض رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرضہُ الذی مات فیہ قال ابنہُ عبدُ الوہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہُ:

اَوصِنی یاسیدی بما اعمل بہٖ بعدک فقال علیک بتقوی اللہ ولا تخف احداً سوی اللہ وَوکّل الحوائجَ الی اللہ ولا تعتمد الّا علیہ واطلبہا جمیعًا منہ۔ التوحید اجماعُ الکلّ۔

ترجمہ:۔ جب حضرتؒ ایسے مرض میں مبتلا ہوئے جس سے جانبر نہ ہو سکے۔ آپ کے لڑکے عبدالوہابؒ نے نے عرض کی کہ اے میرے بزرگ! مجھے وصیت فرمائیے! جس پر مَیں آپ کے بعد عمل کروں: فرمایا خدا سے ڈرتے رہئے خدا کے سوا کسی کا خوف نہ کیجئے... اور کسی پر اُمید نہ رکھئے اور اپنی سب حاجتیں خدا کے سپرد کیجئے۔ اُس کے سوا کسی پر اعتماد نہ کیجئے۔ سب کچھ اُسی سے مانگئے اور توحید پر کاربند رہئے۔ اسی پر سب کا اجماع ہے۔

الفتح الربّانی ملفوظاتِ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۱۲۶۔ مجلس ۱۹

یا موحّدین یا مشرکین لیس بیدِ احد من الخلق شیٔ الکلّ عجزۃ الملوک والممالیک والسلاطین والاغنیاء والفقراء کلّہم اسراءِ قدر اللہ عزّوجل قلوبہم بیدہٖ یقلّبہا کیف یشاء۔ الآخر،

ترجمہ:۔ اے موحدو! اے مشرکو! مخلوق میں سے کسی کے ہاتھ کچھ نہیں ہے۔ سب عاجز ہیں۔ کیا بادشاہ اور کیا غلام۔ کیا سلاطین اور کیا اغنیاء و فقراء۔ سب تقدیرِ خداوندی کے قیدی ہیں۔ سب کے قلوب اُس کے ہاتھ میں ہیں کہ اُن کو جس طرح چاہے اُلٹا پلٹتا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ المحدّث الدہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

کلّ مَن ذَھَبَ اِلی بلدۃ اجمیر او الی قبر سالار مسعود او ما ضاھاھا لاجل حاجۃ یطلبہا

فانه اثم اثماً اکبر من القتل والزناء الیس مثله الا مثل من کان یعبد المصنوعات

او مثل من کان یعبد اللات والعزّٰی ۔ (تفہیمات ۲۴۔ جزء الثانی ص ۴۹)

ترجمہ: جو شخص اجمیر یا سالار مسعود کی قبر یا ایسی ہی کسی دوسری جگہ حاجت طلب کرنے کے لئے جاتا ہے وہ ایسے شدید گناہ کا مرتکب ہوتا ہے جو قتل اور زنا سے بڑا ہے۔

(نوٹ) حضرت شاہ صاحبؒ اہل سنت کہلانے والے تمام مکاتب فکر کے مقتدا اور امام تسلیم کئے جاتے ہیں۔

ارشاد الطالبین از قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ۔ صفحہ ۲۱:

مسئلہ:۔ آنچہ جہال میگویند یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ یا خواجہ شمس الدین ترکؒ پانی پتی شیئاً للہ جائز نیست۔ شرک و کفر است۔ حق تعالیٰ فرماید: والذین تدعون من دون اللہ عباد امثالکم۔ الاخ۔

ترجمہ۔ جاہل لوگ جو کچھ کہتے ہیں کہ "اے شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ" یا یوں کہتے ہیں یا حضرت خواجہ شمس الدین پانی پتیؒ شیئاً للہ۔ جائز نہیں ہے۔ شرک اور کفر ہے۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ جن ہستیوں کو تم سوا خدا کے پکارتے ہو وہ بھی تمہاری مثل بندے ہیں۔

روح الدعاء — دعاء کی حقیقت

جب عالم اسباب کے ماتحت فطری ذرائع و وسائل ایک درماندہ انسان کی تکالیف کو رفع کرنے یا اس کی حاجت کو پورا کرنے کے لئے کافی ثابت نہیں ہوتے تو وہ ناچار کسی فوق الفطری اقتدار کی مالک ہستی کی طرف رجوع کرتا ہے جس کے متعلق اس کا یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ وہ ہستی ہر جگہ اور ہر حال میں اسے دیکھ رہی ہے۔ اس کی بات کو سن رہی ہے۔ بآواز بلند پکارے یا دل ہی دل میں اسے پکارے جہاں بھی ہو وہ اس کی مدد کو پہنچ سکتی ہے جو شخص اللہ کے سوا کسی اور ہستی کو اس اعتقاد سے پکارتا ہے وہ درحقیقت قطعی اور خالص شرک کا ارتکاب کرتا ہے۔ غیر اللہ کو صرف سجدہ کرنا یا

عبادت کرنا ہی شرک نہیں بلکہ دُعا و استمداد اور استعانت کے لئے پکارنا بھی شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کسی کو کچھ اختیار نہیں دیا۔

وَإِذَا طَلَبْتَ عَنِ الحَوَائِجِ حَاجَةً ۔۔۔ فَادْعُ الْإِلٰهَ وَأَحْسِنِ الأَعْمَالَا

إِنَّ العِبَادَ وَشَأْنَهُمْ وَأُمُورَهُمْ ۔۔۔ بِيَدِ الإِلٰهِ يُقَلِّبُ الأَحْوَالَا

فَدَعِ العِبَادَ وَلَا تَكُنْ بِطِلَابِهِمْ ۔۔۔ لَهِجًا تُضَعْضِعُ لِلْعِبَادِ سُؤَالَا

ترجمہ: اور جب حاجات میں سے کوئی حاجت طلب کرے تو خدا سے دُعا کر اور نیک اعمال کر۔

۲۔ بالیقین بندے اُن کے احوال اور اُن کے امور، اللہ کے قبضہ میں ہیں اور احوال کو وہی لوٹاتا ہے۔

۳۔ مخلوق کو چھوڑ اور اُن کا طالب مت بن کہ بندوں سے عاجزانہ گڑگڑا کر سوال کرے۔

ایک حدیث پاک میں ہے:۔

لَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَمَ عَلَى اللهِ مِنَ الدُّعَاءِ ۔۔۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ)

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں دُعا سے زیادہ عزیز کوئی چیز نہیں۔

ایک اور روایت میں ہے:۔

أَفْضَلُ العِبَادَةِ الدُّعَاءُ ۔۔۔ (ترجمہ) افضل ترین عبادت دُعا مانگنا ہے۔

طبرانی میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں ایک منافق صحابہ کرامؓ کو بہت تکلیف دیا کرتا تھا۔ چند صحابہؓ نے مشورہ کیا کہ چلو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر، اُس منافق سے گلو خلاصی کرانے کے لئے استغاثہ کریں:

فَقَالَ بَعْضُهُمْ قُومُوا بِنَا نَسْتَغِيثُ بِرَسُولِ اللهِ مِنْ هٰذَا المُنَافِقِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ لَا يُسْتَغَاثُ بِي وَإِنَّمَا يُسْتَغَاثُ بِاللهِ۔

ترجمہ:۔ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ دیکھو، استغاثہ مجھ سے نہیں کیا جا سکتا بلکہ صرف اللہ کی ذات سے استغاثہ کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے یہ کہلوایا ہے:

قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَاءَ اللهُ ۔۔۔ (الاعراف۔ ۱۸۸)

ترجمہ: کہہ دیجئے اے رسولؐ میں اپنی ذات کے لئے کسی نفع و نقصان کا اختیار نہیں رکھتا۔ اللہ جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے۔

پھر فرمایا: قُلْ إِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا رَشَدًا ﴿ (الجن - ۲۱)

ترجمہ: کہو، میں تم لوگوں کے لئے نہ کسی نقصان کا اختیار رکھتا ہوں اور نہ کسی بھلائی کا۔

صاحبِ تفسیر نیشاپوری نے اُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ کے ذیل میں توضیح فرمائی ہے۔

إِنَّ الدُّعَاءَ مِنْ أَعْظَمِ مَقَامَاتِ الْعُبُودِيَّةِ وَإِنَّهُ شِعَارُ الصَّالِحِينَ وَدَابُ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ ﴿ (ص ۱۹۳ - ج ۱ - مطبوعہ ایران ۱۲۸۰ھ)

ترجمہ: دُعاء بلند ترین مقاماتِ عبودیت سے ہے اور یہ صالحین کا شعار اور انبیاء و مرسلین کی سنّت ہے۔

تفسیر کبیر میں ہے:۔

حَقِيقَةُ الدُّعَاءِ اسْتِدْعَاءُ الْعَبْدِ رَبَّهُ جَلَّ جَلَالُهُ الْعِنَايَةَ وَاسْتِمْدَادُهُ إِيَّاهُ الْمَعُونَةَ

(جلد پنجم۔ صفحہ ۱۰۶ - از امام رازیؒ)

صحاح کی ایک روایت میں ہے:

اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ ۔ (ترجمہ) دُعا عین عبادت ہے۔

ترمذی میں روایت ہے:۔

اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ ۔ (ترجمہ) دُعا عبادت کا مغز ہے۔

حجۃ اللہ البالغہ۔ ج ۲۔ صفحہ ۱۵۱

وَرُوحُ الدُّعَاءِ اَنْ يَرَى كُلَّ حَوْلٍ وَقُوَّةٍ مِنَ اللّٰهِ وَيَصِيرَ كَالْمَيِّتِ فِي يَدِ الْغَسَّالِ وَكَالتِّمْثَالِ فِي يَدِ مُحَرِّكِ التَّمَاثِيلِ وَيَجِدُ لَذَّةَ الْمُنَاجَاةِ۔

ترجمہ:۔ اور دُعاء کی رُوح یہ ہے کہ دعاء کرنے والا ہر قوت و حرکت کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ ہی کو سمجھے اور اس کی قدرت اور عظمت کے مقابلہ میں اپنے آپ کو اس طرح بے کس اور بے بس سمجھے جیسے مُر

غسال کے ہاتھوں یا بے جان صورتیں، حرکت دینے والے کے قبضہ میں ہوتی ہیں۔ ایسی حالت میں ہی اللہ تعالیٰ سے مناجات، کی لذت حاصل ہوتی ہے۔

اہل بدعت حضرات کے نزدیک دُعا ذاتِ الٰہی کے لئے خاص نہیں ہے۔ وہ صالحینؒ اور انبیاءؑ کی جناب میں دُعار کرنا صحیح سمجھتے ہیں۔ اُن کا دعوےٰ ہے کہ وہ ہماری دعاؤں کو سنتے ہیں اور حاجت برآری کرتے ہیں۔

حجۃ اللہ البالغہ مؤلفہ شاہ ولی اللہؒ۔ صفحہ ۶۱

قال ومنها ای مظان الشرک انھم کانوا یستعینون بغیر اللہ فی حوائجھم من شفاء المریض وغناء الفقیر وینذرون لھم یتوقعون انجاح مقاصدھم بتلک النذور ویتلون اسماءھم رجاء برکتھا فاوجب علیھم ان یقولوا فی صلوتھم ایاک نعبد وایاک نستعین وقال تعالیٰ لا تدعوا مع اللہ احدًا اہ ولیس المراد ھوالاستعانۃ بقولہ تعالیٰ بل ایاہ تدعون فیکشف ماتدعون الیہ۔ الاٰخر

ترجمہ: انہی امور شرکیہ میں سے یہ بھی ہے کہ مشرکین اپنے اغراض و مقاصد میں غیر اللہ سے مدد طلب کیا کرتے تھے۔ شفا اور دفع فقر کے لئے اور حل مطالب کی اُمید پر اُن کے نام کی نذریں مانتے تھے۔ تبرکاً اُن کے ناموں کو جپا کرتے تھے۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر واجب فرمایا کہ نمازوں میں پڑھا کریں، کہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں اور فرمایا اللہ کے ساتھ کسی کو مت پکارو اور پکارنے کے معنی عبادت کے نہیں ہیں جیسا کہ بعض مفسرین کا قول ہے بلکہ اس کا مطلب مدد طلب کرنا ہے۔

قبروں کو پختہ اور چونہ گچ وغیرہ کرنا

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ۔ مطبوعہ مصر۔ جلد ۲۔ صفحہ ۳۷۲۔

عن جابرؓ قال نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یجصص القبر وان یبنی علیہ۔

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ قبر کو پختہ کیا جائے اور نہ اس پر عمارت بنائی جائے۔

جامعُ الصّغیر۔ للامام محمّد۔ صفحہ ۲۱۔

ویکرہ الآجر علی القبر ولیستحب اللّبن والقصب۔

ترجمہ: قبر پر پختہ اینٹیں استعمال کرنا مکروہ ہے۔

نووی شرح مُسلم مطبوعہ مصر۔ جلد ۱۔ صفحہ ۳۱۲ تا ۳۱۵۔

نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّجَصَّصَ الْقَبْرُ وَالْبِنَاءُ۔

ترجمہ: رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کو چُونہ گچ بنانے سے اور اُس پر عمارت کھڑی کرنے سے منع فرمایا ہے۔

کنزُ الدّقائق مطبوعہ مجتبائی دہلی۔ صفحہ ۵۰۔

وَيُهَالُ التُّرَابُ وَيُسَنَّمُ وَلَا يُرَبَّعُ وَلَا يُجَصَّصُ۔

اور مٹی ڈالی جائے اور قبر کو ماہی پُشت رکھا جائے اور نہ اُسے مُربّع کیا جائے اور نہ اُسے چُونہ گچ کیا جائے۔

بحرُ الرّائق۔ مطبوعہ مصر۔ جلد دوم۔ صفحہ ۲۰۹۔

الآجر والخشب لانّهما لاحكام البناء والقبر موضع البلاء ولات بالآجر اثر النار فيكره تفاؤلاً كذا فی الهداية۔

ترجمہ: نہ اُس پر (قبر پر) اینٹیں لگائی جائیں۔ نہ لکڑی لگائی جائے۔ کیونکہ یہ عمارت کے حکم میں آتا ہے اور قبر ایک آزمائش گاہ ہے اور اینٹوں میں آگ کا اثر پایا جاتا ہے اور تفاؤلاً یہ مکرُوہ ہے جیساکہ ہدایہ میں ہے۔

قَالَ عَطَاءُ الخُرَاسَانِی رضی اللہ عنہ۔ لقیتُ وھب بن منبّہ فی الطّریق، فقُلتُ: حدّثنی حدیثًا أحفظہُ عنكَ فی مقامی و أوجز۔ قَالَ اُوحیَ اللہ تعالیٰ الیٰ داؤدؑ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام:

یاداوٗدَ اِمَّا وعزّتی وجلالی لا یستنصر بی عبدٌ من عبادی دُونَ خلقی اَعلمُ ذالک من نیّتہٖ ۔ فتکیدہ السمٰوات السبع ومَنْ فیھن والارضون السبع ومن فیھن الاجعلتُ لہٗ منھن فرجًا مخرجًا اِمّا وعزتی وجلالی وعظمتی لایستعصم عبدٌ من عبادی بمخلوقٍ دُونی ۔ اَعلمُ ذٰلکَ مِنْ نیتہٖ الاّ قطعت اسبابُ السمٰوٰت السبع من یدہٖ واسخت الارض من تحتہٖ ولا اُبالی فی ای وادٍ ھلکَ ۔ (غیثُ المواھبُ العُلیہ فی شرح حکم العطائیہ ۔ ج ۱ ۔ ص ۱۹۵)

ترجمہ: عطاء الخراسانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت بیان کرتے ہیں کہ راستے میں وہب بن منبہ سے میری ملاقات ہوئی ۔ مَیں نے اُسے کہا کہ مجھے ایک حدیث بیان کرو اسی مقام پر جو مختصر ہو اور مَیں اسے یاد کرلوں ۔ فرمایا ۔ اللہ تعالےٰ نے حضرت داوٗدؑ کی طرف وحی کی ۔ اے داوٗدؑ، خبردار! مجھے میری عزت اور جلال کی قسم! جو شخص خلقت سے منہ موڑ کر صرف مجھ سے امداد طلب کرتا ہے ۔ درآنحالیکہ مَیں اُس کی نیت سے خوب آگاہ ہُوں اور حالات یہ ہوں کہ ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں اور اُن کے اندر بسنے والے سب کے سب اس کے دشمن ہوجائیں مگر ان سب سے اس کی نجات کا سامان پیدا کر دیتا ہُوں اور مجھے اپنے جلال وعظمت کی قسم! جو میرا بندہ مجھے چھوڑ کر مخلوق سے پناہ کا طالب ہوا ۔ مَیں اس کی نیت سے خوب آگاہ ہُوں ۔ مَیں اس سے ساتوں آسمان کے ذرائع منقطع کر دیتا ہُوں اور زمین کو اس کے نیچے سے کھینچ لیتا ہوں اور کچھ پرواہ نہیں کرتا کہ کس وادی میں اس کی ہلاکت ہوگی ۔

عَنْ ابی جُرَیٍّ جابر بن سُلَیمٍ رضی اللہ عنہ قال قُلتُ: انت رسول اللہ؟ قَالَ رسُولُ اللہِ الّذی اذا اصابکَ ضُرٌّ فدعوتہ کشفہ عنک، واذا اصابک عامُ سَنَۃٍ فدعوتَہٗ اَنبتَھا لکَ، واذا کنتَ بارضٍ قفرٍ او فلاۃٍ فَضلّتْ راحلتک فدعوتہٗ ردھا علیک ۔

(ریاض الصالحین ۔ ص ۲۷۰ ۔ رواہ ابوداوٗد والترمذی حسنٌ صحیح)

ترجمہ: حضرت جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ۔ فرمایا ۔ مَیں نے دریافت کیا کیا آپ اللہ کے رسُول ہیں؟ فرمایا مَیں اس اللہ کی طرف سے رسُولؐ ہُوں کہ جب کوئی تجھے مصیبت پہنچے اور اُسے پکارے تو وُہ تیری مصیبت دُور کرے اور جب قحط سالی پڑ جائے اور اس سے دُعا کرے

تو تیرے سبزہ اگا دے اور جب تُو کسی بے گیاہ لق و دق جنگل میں ہو اور تیری سواری گم ہو جائے۔ تُو پکارے تو وہ تیری سواری لوٹا دے۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُجَصَّصَ الْقَبْرُ وَاَنْ يُبْنٰى عَلَيْهِ وَاَنْ يُقْعَدَ عَلَيْهِ - رواہ مسلم - مشکوٰۃ - ص ۱۴۸ -

ترجمہ: حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے قبر کو پختہ بنانے سے منع فرمایا ہے اور اس سے بھی کہ قبر کے اوپر کوئی عمارت بنائی جائے۔ یا بیٹھا جائے۔

عن عطاء ابن یسارٍ قال - قال رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم اللّٰھم لا تجعل قبری وثنًا یُعْبَدُ اشتدّ غضبُ اللّٰہِ علٰی قومٍ اتخذوا قبورَ انبیاءِ ھم مساجد -
(رواہُ امام مالکؒ مرسلاً - مشکوٰۃ ص ۷۲)

ترجمہ: عطاء بن یسارؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے دُعا فرمائی کہ اے اللہ! میری قبر کو بُت نہ بنانا کہ اس کی پُوجا کی جائے۔ اللہ تعالےٰ کا غضب اُس قوم پر شدید ہوتا ہے جو قوم اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیتی ہے۔

قبروں کو پختہ نہ کیا جائے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَنَا اَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ مَنْ عَمِلَ عَمَلًا اَشْرَكَ فِيْهِ مَعِيَ غَيْرِيْ تَرَكْتُهٗ وَشِرْكَهٗ وَفِيْ رِوَايَةٍ فَاَنَا مِنْهُ بَرِيْءٌ هُوَ لِلَّذِيْ عَمِلَهٗ - (رواہ مسلم - مشکوٰت - ص ۴۵۴)

خُدا تعالیٰ فرماتا ہے "مَیں شرک سے سب شریکوں سے بڑھ کر غیور ہوں - پس جو کوئی ایسا عمل کرے کہ میرے غیر کو میرے ساتھ شریک بنائے تو مَیں اس شخص کو بھی اور اس کے شرک کو بھی ترک کر دیتا ہُوں اور ایک روایت میں یُوں آیا ہے کہ مَیں اس سے بری ہُوں اور وہ عمل اس کے لئے ہوگا جس کے لیئے اُس نے کیا۔

حضرت جندبؓ کی روایت ہے:

قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَلَا وَاِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ كَانُوْا

يَتَّخِذُوْنَ قُبُوْرَ اَنْبِيَآءِهِمْ وَصَالِحِيْهِمْ مَسَاجِدَ اَلَا فَلَا تَتَّخِذُوْا الْقُبُوْرَ مَسَاجِدَ اِنِّيْ

اَنْهَاكُمْ عَنْ ذٰلِكَ - (رواہ مسلم - مشکوٰۃ - ص ۶۹)

ترجمہ: جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا ہے کہ لوگو! کان کھول کر سُن لو کہ تم سے پہلے جو لوگ گزرے ہیں۔ انہوں نے اپنے انبیاءؑ اور صلحاء کی قبروں کو عبادت گاہ اور سجدہ گاہ بنالیا تھا۔ سنو! تم قبروں کو سجدہ گاہ نہ بنانا، میں اس فعل سے تم کو منع کرتا ہوں۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے:

قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ لَمْ يَقُمْ مِنْهُ لَعَنَ اللّٰهُ

الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَآءِهِمْ مَسَاجِدَ وَلَوْلَا ذٰلِكَ لَاُبْرِزَ قَبْرُهٗ غَيْرَ اَنَّهٗ

خَشِيَ اَنْ يُتَّخَذَ مَسْجِدًا - (بخاری ص ۱۸۶)

ترجمہ: عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اُس مرض میں جس سے اٹھنا نصیب نہ ہوا، ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت فرمائے کہ انہوں نے اپنے انبیاءؑ اور نیک لوگوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔

عائشہؓ فرماتی ہیں اگر یہ خدشہ نہ ہوتا کہ نبی اکرمؐ کی قبر کو سجدہ گاہ بنالیا جائے۔ قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم باھر کھلی جگہ میں ہوتی۔

رسوماتِ میّت اور فقہائے احناف

خلاصۃ الفتاویٰ از طاہر بن احمد بن عبدالرشید بخاریؒ۔ المتوفی ۵۴۲ھ۔ طبع نولکشور ۱۳۲۹ھ ص ۴۴۲ج ۲

وَلَا يُبَاحُ اتِّخَاذُ الضِّيَافَةِ عِنْدَ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ لِاَنَّ الضِّيَافَةَ يُتَّخَذُ عِنْدَ السُّرُوْرِ

ترجمہ: اہلِ میّت کی طرف سے تین دن تک ضیافت نہ کی جائے کیونکہ ضیافت تو خوشی کے وقت

ہوا کرتی ہے۔

فتاوٰے قاضی خاںؒ المتوفی ۵۹۲ھ، کتاب الحظر والاباحۃ، صفحہ ۴۰۴ مصری

وَیُکرہ اتخاذ الضیافۃ فی ایام المصیبۃ لانہا ایام تأسف فلا یلیق بما

مایکون للسرور۔ وان اتخذ طعاما للفقراء کان حسنًا اذا کانوا بالیقین

فان ترک فی الورثۃ صغیرًا لم یتخذوا ذلک من الترکۃ۔

ترجمہ: ایامِ مصیبت میں ضیافت تیار کرنا مکروہ ہے۔ کیونکہ جو کام خوشی کے لئے ہو وہ غمی کے مناسب نہیں۔ ہاں اگر کوئی فقراء کو کھلانے کے لئے طعام تیار کرے جبکہ ورثاء بالغ ہوں تو بہتر ہے لیکن اگر ورثہ میں ایک بھی چھوٹا نابالغ ہو تو میّت کے ترکہ میں سے لوگ کھانا تیار نہ کریں۔

تبیینُ الحقائق شرح کنزُ الدقائق مصنفہ فخرالدین زیلعیؒ۔ المتوفی ۷۴۳ھ صفحہ ۲۴۶ مصری

ولا بأس بالجلوس لھا (ای للتعزیۃ) الیٰ ثلاثۃ ایام من غیر ارتکاب محظور من

فرش البسط والاطعمۃ من اہل المیت لانہا تتخذ عند السرور۔ وعن انسؓ انہ

علیہ الصلوٰۃ والسلام قال لا عقر فی الاسلام وھو الذی کانوا یعقرون عند

القبر بقرۃً او شاۃً۔

ترجمہ: تین دن تک اہلِ میّت کا تعزیت کے لئے بیٹھا رہنا جائز ہے۔ بشرطیکہ کوئی ممنوع شرعی کا ارتکاب نہ کیا جائے۔ مثلاً عمدہ فرش فروش بچھانا اور کھانے کھلانا۔ کیونکہ یہ کھانے تو خوشی کے وقت تیار ہوا کرتے ہیں اور حضرت انسؓ سے روائیت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام میں قبر کے نزدیک گائے بکری ذبح کرنا جائز نہیں اور یہ وہی چیز ہے جس کو زمانۂ جاہلیت میں لوگ قبر کے نزدیک گائے یا بکری ذبح کرتے تھے۔

فتاوٰے عالمگیری (وفاتِ عالمگیر ۱۱۱۹ھ) صفحہ ۱۶۷۔ جلد اوّل۔

وَلَا یُباح اتخاذ الضیافۃ عند ثلاثۃ ایام کذا فی التاتارخانیہ۔

ترجمہ:- میّت کے ہاں تین دن تک ضیافت جائز نہیں جیساکہ تاتارخانیہ میں ہے۔

فتاوٰی بزازیہ۔ امام بزازی کروریؒ (المتوفی ۸۲۷ھ) صفحہ ۸۱ مصری۔ کتاب الحظر والاباحۃ۔

ویکرہ اتخاذ الضیافۃ ثلاثۃ ایام و اکلھا لانھا مشروعۃ للسرور۔ ویکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث وبعد الاسبوع والاعیاد۔ ونقل الطعام الی القبر فی المواسم واتخاذ الدعوۃ لقراءۃ القرآن وجمع الصلحاء والقراء للختم او لقراءۃ سورۃ الانعام او الاخلاص۔ فالحاصل ان اتخاذ الطعام عند قراءۃ القرآن لاجل الاکل یکرہ۔

ترجمہ: اہلِ میت کا تین دن تک ضیافت کرنا اور لوگوں کا ایسے کھانا مکروہ ہے۔ کیونکہ یہ ضیافت تو خوشی کے لئے مشروع ہے اور اسی طرح میت کے لئے پہلے دن یا تیسرے دن۔ ہفتہ کے بعد کئی دن اور عیدوں کے دن کھانا پکانا یا خاص موسموں میں قبر کی طرف کھانا لے جانا اور قرآن پڑھانے کے لئے خواہ اُس کے ختم کے لئے یا سورۃ انعام یا سورۃ اخلاص پڑھانے کے لئے صالحین و قارئین کو جمع کرنا اور دعوتِ طعام کرنا یہ سب مکروہ ہے۔ الغرض اگر کھانے کے لئے قراءتِ قرآن کے وقت دعوتِ طعام کی جائے تو یہ مکروہ ہے۔

فتاوٰی جلد سوم، صفحہ ۷۶، طبع لکھنؤ ۱۹۲۶ء از خاتمۃ المحدثین وفقیہِ اعظم حضرت مولانا عبدالحی صاحب حنفی لکھنویؒ (المتوفی ۱۳۰۴ھ) "باب ما یفعل للاموات بعد الدفن"

سوال: طعامِ چہلم یا ششماہی یا برسی کہ در برادری تقسیم مے شود چہ حکم دارد؟

جواب: شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ در جامع البرکات مے نویسند و آنکہ بعد سالے یا ششماہی یا چہل روز دریں دیار بپزند و درمیانِ برادران بخشش کنند و آنرا "بھاجی" گویند۔ چیزے داخل اعتبار نیست۔ بہتر آنست کہ نخورند۔

ترجمہ: شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اپنی کتاب "جامع البرکات" میں لکھتے ہیں جو کچھ کہ لوگ سال یا ششماہی یا چالیس روز کے بعد اس ملک میں میت کے لئے پکاتے ہیں اور اپنے برادران کے ہاں تقسیم کرتے ہیں اور اُسے "بھاجی" سے موسوم کرتے ہیں۔ شرعی لحاظ سے ناقابل اعتبار ہے۔

بہتر ہے کہ اسے نہ کھائیں۔

وصیت نامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رح

"و بعد مردن من رسوم دنیوی مثل دہم و بستم و چہلم و ششماہی و فاتحہ و سالیانہ ہیچ نہ کنند"

ترجمہ: اور میرے مرنے کے بعد دنیوی رسمیں جیسے دسواں، بیسواں، چالیسواں اور چھ ماہی اور برسی کچھ نہ کریں۔

فتح القدیر صفحہ ۱۴۲ مصری۔ تصنیف محقق الحنفیۃ کمال الدین امام ابن ہمام رح (المتوفی ۸۶۱ھ) "کتاب الجنائز"۔

ویکرہ اتخاذ الضیافۃ عن الطعام من اھل المیت لانہ شرع فی السرور لا فی الشرور وھی بدعۃ مستقبحۃ لما روی الامام احمد وابن ماجہ باسناد صحیح عن جریر بن عبد اللہ قال کنا نعد الاجتماع الی اھل المیت وصنعھم الطعام من النیاحۃ۔

ترجمہ: اہل میت کی طرف سے طعام کی ضیافت کا اہتمام مکروہ ہے۔ کیونکہ ضیافت طعام سرور کے موقع پر ہونی چاہیئے نہ کہ بدی کے موقعہ پر؟ اور یہ بدعت قبیحہ ہے جیسا کہ امام احمد اور ابن ماجہ نے صحیح اسناد کے ساتھ جریر بن عبد اللہ رض سے روایت کیا ہے جو فرماتے ہیں کہ اہل میت کے لئے اجتماع اور انکے طعام کا اہتمام نوحہ کی رسم ہے اور اسی ابن ماجہ میں کتاب الجنائز کے باب میں مرفوعاً مروی ہے۔ النیاحۃ من امر الجاھلیۃ یعنی نوحہ کفر کی رسم ہے۔

مصنف ابن ابی شیبہ (المتوفی ۲۳۵ھ) کتاب الجنائز۔ طبع ملتان صفحہ ۱۰۸۔ وباب ما قالوا فی الاطعام علی المیت والنیاحۃ۔

قال قدم جریر علی عمر فقال ھل یناح قبلکم علی المیت قال لا۔ قال اتجتمع النساء عندکم علی المیت ویطعم الطعام قال نعم! قال تلک النیاحۃ۔

ترجمہ: حضرت جریرؓ، حضرت عمرؓ کے پاس کہیں باہر سے آئے۔ حضرت عمرؓ نے دریافت کیا کہ کیا تمہارے ہاں نوحہ ہوتا ہے؟ کہا نہیں! کیا تمہاری عورتیں اہلِ میت کے ہاں جمع ہوتی ہیں اور کھانے کھلائے جاتے ہیں؟ کہا ہاں! فرمایا کہ یہی نوحہ ہے۔ یعنی کفر کی رسم ہے اور نوحہ جتنا ہی گناہ ہوگا۔

اسی باب میں دوسری روایت ہے:

قَالَ الطَّعامِ عَلَى الميّتِ مِنْ امرِ الجاهلية والنَّوحُ من امرِ الجاهلية۔

ترجمہ: ضیافتِ طعام اہلِ میت کی طرف سے اور نوحہ کفر کی رسم ہے۔

شرح نقایہ ۱۰۱۴ھ تصنیف علامہ علی قاریؒ۔ صفحہ ۱۴۰۔ طبع ہند۔ کتاب الجنائز:

ويكره اتخاذ الضيافة من اهل الميت لانه شرع في السرور ولا في ضدها وهي بدعة مستقبحة ويستحب للاقارب والجيران تهيئة طعام لهم يشبعهم يومهم وليلتهم لقوله عليه السلام اصنعوا لآل جعفر طعاما فقد جاءهم ما يشغلهم رواه الترمذي وحسنه الحاكم في صحيحه ويلح عليهم في الاكل لان الحزن يمنعهم من ذلك فيضعفون هنالك۔

ترجمہ: میت والوں کی طرف سے ضیافت کا اہتمام مکروہ ہے کیونکہ ضیافت تو خوشی کے موقع پر مشروع ہے نہ کہ اس کی ضد کے موقع پر اور یہ بدعت ہے اور قبیح ہے۔ اقارب کے لئے اور میت کے ہمسایوں کے لئے طعام کا تیار کرنا اہلِ میت کے لئے مستحب ہے کہ اُن کو ایک رات اور ایک دن سیر کریں جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ آلِ جعفر کے لئے کھانا تیار کرو۔ کیونکہ اُن پر وُہ مصیبت وارد ہوئی جس نے اُن کو مشغول کر رکھا ہے۔ ترمذی نے روایت کیا ہے اور حاکم نے اپنی صحیح میں اسے حسن کہا ہے۔ یہ الفاظ بھی ہیں کہ اہلِ میت کو کھانا کھلانے میں اصرار کرے کیونکہ غم اُن کو کھانے سے روک رہا ہے۔

مدارج النبوۃ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ (المتوفی ۱۰۵۲ھ) صفحہ ۴۲۱۔ طبع نولکشور۔

مطبوعہ سنہ ۱۹۱۳ء - کتاب الجنائز :-

" وعادت نیز نبود کہ برائے میت جمع شوند و قرآن خوانند وختمات خوانند نہ بر سر گور و نہ غیر آں وایں مجموع بدعت است۔ نعم! برائے تعزیت اہل میت وجمع وتسلیہ وصبر فرمودن ایشاں را سُنت ومستحب است۔ امّا ایں اجتماع مخصوص روزِ سوم وارتکابِ تکلفاتِ دیگر وصرفِ اموال بے وصیت از حق یتامیٰ بدعت است - "

ترجمہ : اہل اسلام میں یہ عادت بھی نہ تھی کہ میت کے لئے جمع ہوں اور قرآن وختمات پڑھیں نہ ہی میت کے سرہانے اور نہ اس کے علاوہ۔ کیونکہ یہ سب کچھ مجموعۂ بدعت ہے۔ ہاں اہل میت کی تعزیت کرنا اور اُن کی دل جمعی اور تسلی اور صبر کی تلقین سُنت اور مستحب ہے مگر اس قسم کا اجتماع روزِ سوم کے لئے مخصوص کرنا اور دیگر تکلفات کا اہتمام، حق یتامیٰ سے بے وصیت مال کا خرچ کرنا بدعت اور حرام ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ، مطبوعہ نولکشور سنہ ۱۳۲۲ھ، صفحہ ۷۲۵/۱ بابُ البکاء علی المیت میں فرماتے ہیں :

" و مکروہ است تجدیدِ مصائب زیادہ بر سہ روز بر سر مقابر وبسیارے از متاخرین گفتہ اند کہ مکروہ است اجتماع بر صاحبِ میت ومکروہ است کہ بنشینند درخانۂ خود ومردم جمع شوند وتعزیت نمایند بلکہ ہرگاہ از دفن فارغ شوند وبرگردند متفرق شوند وصاحبِ میت باید کہ بکارِ خود مشغول گردد ومردم نیز بکارہائے خود مشغول شوند وتعزیت زیادہ بر یک بار نباید کرد وآنچہ مردم دریں زماں از تکلفات کنند ہم بدعت وشنیع ونامشروع است - "

ترجمہ : اور تین دن سے زیادہ مصائب کو بڑھانا مکروہ ہے اور اکثر متاخرین نے فرمایا ہے، کہ صاحبِ میت کے ہاں اجتماع مکروہ ہے اور یہ بھی مکروہ ہے کہ اہل میت اپنے گھر بیٹھیں اور لوگ

جمع ہوں اور تعزیت کریں بلکہ جس وقت دفن سے فارغ ہوں اور لوٹیں۔ اسی وقت متفرق ہوجائیں۔ اور صاحبِ میت اپنے کاروبار میں مشغول ہوجائے اور دوسرے لوگ اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہوجائیں۔ تعزیت بھی ایک بار سے زیادہ نہیں کرنی چاہئے اور جیساکہ دورِ حاضرہ میں تکلفات کرتے ہیں بدعت ہے، بُرا ہے اور غیر مشروع ہے۔

مکتوبات قطبِ عالم حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت۔ المتوفی ۷۸۵ھ اوچ شریف

مکتوباتِ اُردو بنام الدرُّ المنظوم فی ملفوظاتِ المخدوم صفحہ ۶۲، مطبوعہ مطبع انصاری ۱۳۰۹ھ

" اور بدعتیں بھی اس دیار میں پڑگئی ہیں۔ دعاگو چاہتا ہے کہ دُور ہوجائیں۔ انشاءاللہ دُور ہوجائیں گی جیسے ایک یہ ہے کہ قبر کے نزدیک کھانا۔ فرمایا بعض فتاویٰ میں مسطور ہے اکلُ الماء عندَ القبور حرامٌ وقیل مکروہ لیکن مکروہِ تحریمی ہے خصوصًا اس زمانے میں سوم کے روز میّت کی زیارت کے واسطے شربت و برگ و میوہ لے جاتے ہیں اور کھاتے ہیں اور کھانا بھی کھاتے ہیں اور کوئی باک نہیں رکھتے۔ یہ جگہ تو عبرت کی ہے اور فرمایا کہ صندوق لے جاتے ہیں اور سیپارہ خوانی کرتے ہیں، یہ بھی مکروہ ہے بلکہ اور چیزیں بھی کرتے ہیں۔

نوٹ: اصل فارسی کتاب کا نام 'جامع العلوم' ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی "تفسیرِ عزیزی" میں فرماتے ہیں:

"مقرر کردن روزِ سوم وغیرہ بالتخصیص اُورا ضروری انگاشتن در شریعتِ محمدیہ ثابت نیست۔ صاحبِ نصابُ الاحتساب، آنرا مکروہ نوشتہ۔"

[ترجمہ]: تیجہ وغیرہ کے دن کو بالتخصیص مقرر کرنا اور اُس کو ضروری قرار دینا شریعتِ محمدیہؐ میں ثابت نہیں ہے۔ صاحبِ نصابُ الاحتساب نے اسے مکروہ لکھا ہے۔

[کتا]بِ طریقۂ محمدیہ، تصنیف عارف محی الدین برکلی نقشبندی حنفی۔ المتوفی ۹۸۱ھ۔ کتاب طریقۂ محمدیہ [طریق]تِ نقشبندیہ کی خاص رُوحِ رواں ہے۔ اس کے آخری صفحہ کی عبارت ملاحظہ ہو:۔

(الفصل الثالث) فی امورٍ مبتدعةٍ باطلةٍ اکبَّ الناس علیها علٰی ظنٍّ انّها قُرُبٌ مقصودة وھٰذه کثیرة فلنذکر اعظمها ومنها الوصیة باتخاذ الطعام والضیافة یوم موته او بعده وباعطاء دراھم معدودة۔ الخ

ترجمہ: کئی امورِ باطلہ ہیں جن میں لوگ منہمک ہیں اور اُن کا گمان ہے کہ اُن کے کرنے سے قربِ مقصودہ حاصل ہوتا ہے اور یہ کثیر تعداد میں ہیں۔ اُن میں سے ایک یہ ہے کہ موت کے دن یا اس کے بعد ضیافتِ طعام کی وصیت کرنا اور قرآن وکلمہ پڑھنے والوں کو پیسے دینا یا قبر پر چالیس روز تک یا کم وبیش ایام تک آدمی بٹھانے یا قُبّہ بنانے کی وصیت کرنا۔ فرمایا یہ سب امور بدعاتِ منکرہ میں سے ہیں۔
تفہیماتِ الٰہیہ تصنیف حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ۔ المتوفی ۱۱۷۶ھ جلد دوم تفہیم نمبر ۲۱ صفحہ ۲۹۷۔ مطبوعہ اکاڈیمی شاہ ولی اللہ دہلویؒ۔ حیدر آباد

"دیگر از عاداتِ شنیعہ ما مردم اسراف است در ماتم ہا و سیّم وچہلم وششماہی و فاتحہ سالینہ، وایں ہمہ را در عرب اوّل وجود نہ بود۔ مصلحت آنست کہ غیر تعزیت وارثان میت را تا سہ روز، اطعامِ ایشاں یکشبا روز رسمے نباشد۔"

ترجمہ: ہمارے لوگوں کی ایک بُری رسم یہ ہے کہ ماتموں، سوم، چہلم، ششماہی اور فاتحہ سالانہ میں اسراف کرتے ہیں، حالانکہ عرب میں اوّلاً ان چیزوں کا وجود نہ تھا۔ مصلحت یہی ہے کہ بجز اس کے وارثوں کی تین دن تک تعزیت کی جائے اور ایک دن رات اُن کو کھلایا جائے اور کوئی رسم نہ کی جائے
فتاوٰے کبرٰی۔ صفحہ ۲۔ تصنیف علامہ ابنِ حجر مکی ہیثمی شافعیؒ اُستاد علی قاری حنفی المتوفی ۹۷۴

وسُئِل عمّا یذبح من النعم ویحمل من ملح خلف المیت الی المقبرة ویتصدق علی الحفارین فقط وعمّا یعمل یوم ثالث موته من تھیئة اکل واطعامه للفقراء وغیرھم وعمّا یعمل یوم السابع کذٰلك وعمّا یعمل تمام الشھر من الکعک ویدار به علی بیوتِ النساء اللاتی حضرن الجنازة ولم یقصدوا بذٰلک الا مقتضی عادة اھلَ البلاد حتّٰی انّ من لم یفعل ذالک صار ممقوتًا عندھم خسیسًا لا یعباؤن به

فاجاب بقوله "جمیع مایفعل مما ذکر فی السوال من البدع المذمومة"

ترجمہ: سوال کیا گیا کہ رگ جانور ذبح کرکے اُسے نمک مصالحہ لگا کر قبرستان لے جاتے ہیں اور گورکنوں کو صدقہ کرتے ہیں اور جو کچھ روزِ سوم میت وغیرہ کے لئے کھانا وغیرہ تیار کرتے ہیں اور فقراء و غیر فقراء کو کھلاتے ہیں اور جو کچھ ہر ہفتہ کے بعد کرتے ہیں اور جو کچھ کامل ماہ تک کچھ کھانا وغیرہ دیتے ہیں اور اس سے صرف اہلِ بلاد کی رسم کا پورا کرنا مقصد ہوتا ہے۔ یہاں تک جو شخص یہ رسوم بجا نہیں لاتا وہ مغضوب و مطعون ہوتا ہے۔ اس کی کچھ قدر و قیمت نہیں کی جاتی۔ تو اس کے جواب میں فرمایا کہ یہ سب بدعاتِ شنیعہ ہیں۔

ملا علی قاریؒ کی مرقاۃ المصابیح شرح مشکوٰۃ المصابیح میں علامہ طیبی شارح مشکوٰۃ سے ناقل ہیں:

مَنْ اَصَرَّ عَلٰی اَمْرٍ مندوبٍ وجعل عزمًا ولم یعمل بالرخصة فقد اصاب منه الشیطان من الاضلال، فکیف مَنْ اَصرّ علٰی بدعةٍ اومنکرٍ، هٰذا المحلّ تذکرةٌ للذین یصرّون علی الاجتماع فی الیوم الثالث المیّت ویرونه ارجح من الحضور للجماعة ونحوها۔

ترجمہ: جو شخص کسی امر مندوب پر مداومت کرے اور اس کو عزیمت قرار دے لے اور رخصت پر عمل نہ کرے تو سمجھ لیا جائے کہ شیطان نے اُسے کچھ گمراہ کر لیا۔ پس کس حال میں ہے وہ شخص جو کسی بدعت اور برے فعل پر مداومت کرنے لگے۔ یہ موقع ان لوگوں کے لئے نصیحت کا ہے جو تیجا کے دن کے اجتماع پر مداومت کرتے ہیں اور اس کو جماعت وغیرہ میں حاضر ہونے سے بھی زیادہ مؤکد سمجھتے ہیں۔

تفہیماتِ الٰہیہ۔ تفہیم ۵۳۔ صفحہ ۴۷۔ مصنفہ حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلویؒ:

و اما الاشراک باللّٰه استعانة فحدّه ان یطلب من احدٍ حاجته عالمًا بان فیه قدرة انجاحها من صرف الارادة النافذة کالشفاء من المرض والاحیاء والاماتة والرزق

وخلق الولد وغیرھما مما یتضمنہ اسماء اللہ تعالیٰ والاشراک باللہ فی الدعاء نحوہ ان یذکر غیر اللہ سبحانہ عالماً بان فعلہ ذلک نافع لہ فی معادہ او قربۃ الی اللہ کما یذکرون مشیوخھم اذا اصبحوا والاشراک باللہ فی الذبح نحوہ ان یذبح اولیسیب حیواناً لاجل بحیث ان لم یذبح ھذا الحیوان لم یکشف الحاجۃ فی صدرہ والاشراک باللہ فی النذر والایمان نحوہ ان یجد وجوباً بشرف اسمہ وتألہ ذاتہ۔

ترجمہ : شرک فی الاستعانت جو خدا کے ساتھ کیا جاتا ہے اس کی حد یہ ہے کہ اپنی حاجت کسی سے یہ سمجھتا ہوا طلب کرے کہ اس میں حاجت روائی کی قدرت ہے اور وہ ارادۂ نافذہ کو پھیر سکتا ہے مثلاً مرض کی شفاء اور حیات و موت اور رزق اور اولاد کا پیدا کرنا وغیرہ جو امور متضمن باسماء الٰہی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک فی الدعاء کی یہ حد ہے کہ غیر اللہ کو یاد کرے یہ جانتا ہوا کہ اس کا یہ فعل عاقبت میں اس کے لئے مفید ہوگا یا اسے خدا کے قریب کر دے گا جیسا کہ عوام اپنے شیوخ کو صبح کے وقت یاد کرتے ہیں اور ذبح میں شرک باللہ یہ ہے کہ حیوان کو ماسوی اللہ کے کسی کے نام پر ذبح کرے یا کسی کے نام پر چھوڑ دے یہ عقیدہ رکھتا ہوا کہ اگر وہ اس طرح ذبح نہ کرے گا تو اس کی حاجت جو اس کے دل میں ہے بر نہیں آئے گی اور نذر میں اور قسم میں شرک باللہ یہ ہے کہ جس کے نام کی نذر کر رہا ہے اس کے نام کے شرف کا اور اس کی ذات کی معبودیت کے وجود کا عقیدہ رکھے۔

تفہیماتِ الٰہیہ از حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ۔ حصہ دوم۔ تفہیم ۵۲۔ صفحہ ۴۷

ومن اعظم البدع ما اخترعوا فی امر القبور واتخذوھا عیداً۔

ترجمہ : اور عظیم ترین بدعت وہ ہے جو لوگوں نے قبور کے معاملہ میں اپنی طرف سے اختیار کر لی ہے اور اس کا نام عرس رکھا ہے۔

تفہیم ۱۴۸۔ صفحہ ۱۷۲۔ **تفہیماتِ الٰہیہ**۔ جلد دوم۔ از شاہ ولی اللہ رحؒ۔

فقد رأینا رجالاً من ضعیفی المسلمین یتخذون الصلحاء ارباباً من دون اللہ،

ویجعلون قبورھم مساجد کما کان الیھود والنصاریٰ یفعلون ذٰلک۔

ترجمہ: ہم ضعیف الاعتقاد مسلمانوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ اولیاء اللہ کو اَرباب مِنْ دُونِ اللہ کا درجہ دیتے ہیں، اُن کی قبور کو سجدہ گاہ بنالیا ہے اور وہی کچھ کر رہے ہیں جو یہود و نصاریٰ کا شیوہ ہے تفہیم ۱۱۹۔ تفہیمات جلد دوم۔ از شاہ ولی اللہ مُحدِّث دھلوی۔

اذا رغب الیک احدٌ او اُلفت قلبہ ثمرہٗ ان لا یعبد الا اللہ ولا یستعین الا ایاہ

ولا یذبح الا لہٗ ولا یذکر الا ایاہ وانہٗ احباءک و مخلصیک عن الختم والتوشہ

وماضاھاھا وامرھم بالحسنات، وانہٗ عن المعاصی والسیئات والبدعات۔

ترجمہ: جب کوئی شخص تیری طرف رغبت کرے یا اس کے دل کا تیری طرف میلان ہو تو اسے تعلیم دو کہ اللہ کے بغیر نہ کسی کی عبادت کرے اور نہ اللہ کے بغیر کسی سے مدد مانگے اور نہ اس کی ذات کے علاوہ کسی کے لئے ذبح کرے اور نہ کسی اور کا نام جپے اور اپنے اعزہ و اقرباء اور احباء کو روکو کہ ختم اور توشہ سے اور اس قسم کے امور سے باز رہیں۔ انہیں نیکیوں کا حکم کرو۔ گناہوں، بدکاریوں اور بدعتوں سے منع کرو۔

مخلوق بیشمار ہے لیکن خدا ہے ایک — حاجت طلب بہت سے ہیں حاجت روا ہے ایک
اُس کی تجلیات کے جلوے ہیں گو ہزار — اِس دل کے آئینہ میں تو جلوہ نما ہے ایک
ہر چند بیشمار ہے مخلوقِ کائنات — ان لاکھوں آئینوں میں نظر آرہا ہے ایک
حاجت روا تمام زمانہ کا ایک ہے! — ہیں کشتیاں ہزار مگر ناخدا ہے ایک
ہے ذاتِ وحدہٗ کے سوا کون چارہ ساز — دونوں جہاں میں میرے لئے آسرا ہے ایک

کیوں مانوں بات توحید و سنت کے میں خلاف
میرا رسولؐ ایک ہے، میرا خدا ہے ایک

تعلیماتِ رضائیہ

دیوبندیوں اور اسماعیلیوں کا خدا

وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ

اللہ تعالیٰ کی ذاتِ پاک و منزہ کے بارے میں اس چودھویں کے مجدد مولانا احمد رضا خاںؒ صاحب بریلوی نے فرضی طور پر، وہابیہ، اسماعیلیہ، وہابیہ دیوبند اور وہابیہ غیرِ مقلد کے عقائد کی، دربارۂ صفاتِ الٰہی، اپنی کتاب فتاوےٰ رضویہ جلد اول میں ایک طویل فرضی فہرست دی ہے۔ صفاتِ الٰہیہ میں معاذ اللہ تمام ذمائم کو شمار کر دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ پاک کے بارے میں صاحب موصوف کے دل میں جو "لگن" ہے وہ ظاہر کی ہے۔ درحقیقت وہ یہ سمجھ رہے ہیں کہ میں کوئی گناہ تھوڑا کر رہا ہوں؛ اپنے "دشمنوں کے خدا" کے بارے میں یہ ایسی "خوش کلامی اور ثنا گوئی" کر رہا ہوں۔

معلوم نہیں مولانا اسماعیل شہیدؒ کی کس کتاب سے یہ عقائد لکھے ہیں۔ اہلِ دیوبند کی کون کون سی کتابیں ہیں۔ غیرِ مقلد وہابیوں کی کس کس کتاب سے لئے ہیں۔ یقین جانو! یہ دولت ازل سے انہی مجدد صاحب کے حصہ میں آئی ہے۔ اہلِ بدعت کو چاہیئے کہ وہ ان کی تحقیق کریں اور سند پیش کریں، ورنہ بتلائیں کون گستاخ ہے اور کون بے ادب ہے اور ایسی جرأت کس بدنصیب کے حصہ میں آئی ہے سچ بات تو یہ ہے کہ نقلِ کفر بھی کفر ہے۔ قلم لرزتا ہے۔ دل کانپتا ہے۔ حیا مانع ہے۔ لیکن صرف اس لئے احاطۂ تحریر میں لا رہا ہوں کہ ان کے اندھے پرستاروں کو شاید کچھ ہدایت ہو جائے۔
حقیقت یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے چونکہ قرآنی وحی کے ذریعہ تمام صفاتِ الوہیت اپنی ذات کیلئے خاص کر لی ہیں اور شرک کے تمام چور دروازے بند کر دیئے ہیں۔ قرآنِ پاک نے اس مجدد البدعات کے تمام منصوبے خاک میں ملا دیئے ہیں۔ ہر طرف سے اس کی ناکہ بندی کر دی ہے۔ بالآخر تنگ آمد بجنگ

آمد، اللہ تعالیٰ کے ساتھ جنگ شروع کر دی ہے۔ محض لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے یہ ساری بیہودہ کلامی وہابیوں اور دیوبندیوں کی طرف منسوب کر دی ہے۔

رضاخانی دوستو! تمہیں دوسروں کی خوبیاں بُرائیاں نظر آتی ہیں۔ اُن کے محاسن عیوب دکھائی دیتے ہیں۔ آپ کفر کریں تو اُسے اسلام سمجھیں۔ شرک کریں تو پکے سچے توحید پرست کہلائیں۔ بدعات پر عامل ہو کر اہلِ سُنت کہلائیں اور آج اپنے پیشوا کے آئینہ میں ذرا جھانکو اور فیصلہ دو۔

دیوبندیوں کے خدا کی صفات ، مولانا احمد رضا خاں صاحب کس طرح بیان کرتے ہیں:

۱۔ خدا وہ ہے جسے مکان، زمان، جہت، ماہیت ترکیب عقلی سے پاک کہنا بدعتِ حقیقیہ کی قبیل سے اور صریح کفروں کے ساتھ گننے کے قابل ہے۔

۲۔ خُدا کا سچا ہونا کچھ ضروری نہیں، جھوٹا بھی ہو سکتا ہے۔

۳۔ خدا کی بات پر اعتبار نہیں۔

۴۔ خدا کی کتاب قابلِ اِستناد نہیں، نہ اس کا دین لائق اعتماد ہے۔

۵۔ خُدا ایسی ذات ہے، جس میں ہر عیب و نقص کی گنجائش ہے۔

۶۔ خُدا اپنی مشیخت بنی رکھنے کے لئے قصداً عیبی بننے سے بچتا ہے۔ اگر چاہے تو ہر گندگی سے آلودہ ہو جائے۔

۷۔ خدا وہ ہے جس کا علم حاصل کیئے سے حاصل ہوتا ہے۔ اس کا علم اس کے اختیار میں ہے چاہے تو جاہل رہے۔

۸۔ خدا وُہ ہے جس کا بہکنا، ۹۔ بھولنا، ۱۰۔ سونا، ۱۱۔ اونگھنا، ۱۲۔ غافل ہونا، ۱۳۔ ظالم ہونا ۱۴۔ حتیٰ کہ مر جانا سب کچھ ممکن ہے۔ ۱۵۔ کھانا، ۱۶۔ پینا، ۱۷۔ پیشاب کرنا، ۱۸۔ پاخانہ پھرنا، ۱۹۔ ناچنا ۲۰۔ تھرکنا، ۲۱۔ نٹ کی طرح کلابازیاں کھیلنا، ۲۲۔ عورتوں سے جماع کرنا، ۲۳۔ لواطت جیسی خبیث بے حیائی کا مرتکب ہونا، ۲۴۔ حتیٰ کہ مخنث کی طرح خود مفعول بننا کوئی خباثت، کوئی فضیحت خدا کی شان کے خلاف نہیں ہے، ۲۵۔ خدا کھانے کا منہ، ۲۶۔ بھرنے کا پیٹ اور مردی زنی کی علامتیں بالفعل

رکھتا ہے۔

۲۸۔ صمد نہیں، جوف دار کھکل ہے۔

۲۹۔ سبوح قدوس نہیں۔

۳۰۔ خنثیٰ مشکل ہے۔

۳۱۔ کم از کم اپنے آپ کو ایسا بنا سکتا ہے۔

۳۲۔ خُدا وُہ ہے جو اپنے آپ کو جلا سکتا ہے۔

۳۳۔ خدا وُہ ہے جو اپنے آپ کو ڈبو سکتا ہے۔

۳۴۔ خُدا وہ ہے جو زہر کھا کر یا اپنا گلا گھونٹ کر یا بندوق مار کر خودکشی کر سکتا ہے۔

۳۵۔ خُدا کے ماں باپ جورو بیٹا سب ممکن ہیں۔

۳۶۔ خُدا ماں باپ سے پیدا ہوا ہے۔

۳۷۔ خُدا ربڑ کی طرح پھیلتا سمٹتا ہے۔

۳۸۔ خُدا برھیا کی طرح پو مکھا ہے۔

۳۹۔ خُدا ایسا ہے جس کا کلام فنا ہو سکتا ہے۔

۴۰۔ خُدا بندوں کے خوف کے باعث جھوٹ سے بچتا ہے۔

۴۱۔ خُدا بندوں سے چُرا چُھپا کر، پیٹ بھر کر جھُوٹ بول سکتا ہے۔

۴۲۔ خُدا وُہ ہے جس کی خبر کچھ ہے اور علم کچھ اور اگر خبر سچی ہے تو علم جھوٹا اور اگر علم سچا ہے تو خبر جھوٹی۔

۴۳۔ خدا وُہ ہے جو سزا دینے پر مجبور ہے نہ دے تو بے غیرت ہے۔

۴۴۔ خدا اگر معاف کرنا چاہے تو حیلہ ڈھونڈھتا ہے خلق کی آڑ میں۔

۴۵۔ خُدا وُہ ہے جس کی خدائی کی اتنی حقیقت ہے، کہ جو شخص پیڑ کے پتے گن لے تو وُہ اُس کی خُدائی کا شریک ہو جائے۔

۴۶ - خدا وُہ ہے جس نے اپنا سب سے بڑھ کر مقرب ایسوں کو بنایا ہے جو اُس کی شان کے آگے چمار سے زیادہ ذلیل ہیں جو چوڑھوں چماروں سے لائق تمثیل ہیں۔

۴۷ - خدا وہ ہے جس نے اپنے کلام میں خود شرک بولے اور جابجا بندوں کو شرک کرنے کا حکم دیا۔

۴۸ - خُدا وہ ہے جس کے سب سے اعلیٰ رسول کی شان اتنی ہے جیسے قوم کا چودھری یا گاؤں کا پدھان۔

۴۹ - خدا وُہ ہے جس نے حکم دیا کہ رسولوں کو ہرگز نہ ماننا، رسولوں کا ماننا نرا خبط ہے۔

(فتاوائے رضویہ۔ صفحہ ۴۶، ۴۷، ۵۰۔ مصنفہ مولانا احمد رضا خانؒ)

۵۰ - دیوبندی خُدا چوری بھی کر سکتا ہے۔

۵۱ - وہ تمام جہان کا تنہا مالک نہیں، اس کے سوا اور بھی مالک مستقل ہیں۔ جن کی مِلک میں وہ چیزیں ہیں جو دیوبندی خدا کی ملک میں نہیں ہیں۔ اس پر للچائے تو چاہے ٹھگوں لیٹروں کی طرح جبرًا غصب کر بیٹھے کیونکہ وہ ظالم بھی ہو سکتا ہے۔ چاہے اچکوں چوروں کی طرح مالکوں کی آنکھ چُرا کر لے بھاگے کیونکہ وہ چوری بھی کر سکتا ہے۔

۵۲ - ہاں وہ جس کی قید باطل ہے کہ ایک وہی خُدا ہوتا تو دُوسرا مالکِ مُستقل نہ ہو سکتا اور دوُسرا مالکِ مستقل نہ ہوتا تو کیسے دیوبندی خُدا چوری کر سکتا کہ اپنی مِلک لینے کو چوری نہیں کہہ سکتے اور اگر وہ چوری نہ کر سکتا تو دیوبندی بلکہ وہابی دھرم میں عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ نہ رہتا۔ انسان اس سے قدرت میں بڑھ جاتا کہ آدمی تو چوری کر سکتا ہے اور یہ محال ہے لاجرم ضرور ہے کہ دیوبندی خدا چوری کر سکے تو ضرور ہے کہ اس کے سوا اور بھی مالکِ مستقل ہوں تو لازم ہے کہ دیوبندی خدا کم از کم مجوسی خداؤں کی طرح دو ہوں۔ نہیں نہیں، بلکہ لاکھوں کروڑوں ہوں کہ آدمی کروڑوں اشخاص کی چوری کر سکتا ہے۔ دیوبندی خدا اگر نہ کر سکے تو آدمی سے قدرت میں گھٹ رہے۔ لاجرم ضرور ہے کہ کروڑوں خدا ہوں جن کی چوری دیوبندی خُدا کر سکے۔ رہا یہ کہ سب کے سب اسی کی طرح موٹے بدمعاش ہیں؛

۵۴۔ غیر مقلد کا خدا بعض نزاکتیں اور رکھتا ہے ایسا کہ جس کے دین میں کتا حلال، سؤر کی چربی حلال، سؤر کے گردے حلال، سؤر کی تلی حلال، سؤر کی کلیجی حلال، سؤر کی اوجھڑی حلال، سؤر کی کھال ڈول بنا کر اس کا پانی پینا حلال، وضو کرنا حلال، گندی خبیث شراب سے نہا کر سارے کپڑے اس میں رنگ کر نماز پڑھنا حلال، ایک وقت میں ایک عورت متعدد مردوں پر حلال۔

(فتاوٰے رضویہ۔ صفحہ ۴۷)

اندکے پیش تو گفتم غم دل ترسیدم
کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است

میں نے "اعلٰحضرت" کی طویل فہرست سے خلاصہ نقل کیا ہے ؎

غیر کی آنکھ کا تنکہ تجھے آتا ہے نظر
آنکھ اپنی کا تو غافل ذرا شہتیر بھی دیکھ!

بریلویوں (رضائیوں) کا تکفیری فتنہ

دیو بندیوں پر نظرِ عنایت؟

میں مولانا احمد رضاں صاحبؒ کی تصانیف سے وہ عبارتیں اور فتوے ذیل میں درج کرتا ہوں جن میں انہوں نے خصوصیت سے اہل دیوبند کو کافر و مرتد کہا ہے:

از احکام شریعت حصہ اول صفحہ ۱۱۷، ۱۲۰۔ جواب مسئلہ نمبر ۳۲

" مرتد منافق وہ کہ کلمۂ اسلام اب بھی پڑھتا ہے۔ اپنے آپ کو مسلمان ہی کہتا ہے اور پھر اللہ عزوجل یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یا کسی نبی کی توہین کرتا یا ضروریاتِ دین میں سے کسی شئی کا منکر ہے، جیسے آجکل کے وہابی، رافضی، قادیانی، نیچری چکڑالوی جھوٹے صوفی کہ شریعت پر ہنستے ہیں "

" حکم دُنیا میں سب سے بدتر مرتد ہے۔ اس سے جزیہ نہیں لیا جاسکتا۔ اس کا نکاح کسی مسلم کافر مرتد اس کے

ہم مذہب ہوں یا مخالفِ مذہب ۔ غرض انسان حیوان کسی سے نہیں ہو سکتا جس سے ہوگا محض زنا ہوگا۔ مرتد مرد ہو خواہ عورت ۔ مرتدوں میں سے سب سے بدتر منافق ہے یہی ہے وہ کہ اس کی محبت ہزار کافر کی محبت سے زیادہ مضر ہے کہ یہ مسلمان بن کر کفر سکھاتا ہے خصوصاً وہابیہ دیوبندیہ ۔ یہ کہ اپنے آپ کو خاص اہلسنت وجماعت کہتے ، حنفی بنتے ، چشتی نقشبندی بنتے ، نماز روزہ ہمارا سا کرتے ، ہماری کتابیں پڑھتے پڑھاتے اور اللہ و رسولؐ کو گالیاں دیتے ہیں ۔ یہ سب سے بدتر زہرِ قاتل ہیں ہوشیار ! خبردار ! مسلمانوں اپنا اپنا دین وایمان بچاؤ ۔"

(احکامِ شریعت حصہ اوّل ، صفحہ ۶۱ و ۶۰ ۔ جواب مسئلہ ۳۴)

" آج کل کے رافضی ، یونہی وہابی ، دیوبندی اور قادیانی ، چکڑالوی ، نیچری سب مرتد ہیں اور مرتد کا عالم میں کسی سے نکاح نہیں ہو سکتا "

فتوے صادر فرماتے ہیں کہ :

" وہابی ، قادیانی ، دیوبندی ، نیچری ، چکڑالوی جملہ مرتدین ہیں کہ اُن کے مرد یا عورت کا تمام جہان میں جس سے نکاح ہوگا ۔ مسلم ہو یا کافر اصلی یا مرتد انسان ہو یا حیوان محض باطل اور زنا رخالص ہوگا۔ اور اولاد ولد الزنا ۔ "

(ملفوظات حصہ دوم صفحہ ۱۰۵)

" وہابی دیوبندی ہر خبیث سے زیادہ خبیث اور ہر کافر سے بدتر کافر ہے ۔ احکامِ دُنیا میں سب سے بدتر مرتد ہے اور مرتدوں میں سب سے خبیث مرتد منافق ۔ رافضی ، وہابی ، قادیانی نیچری ، چکڑالوی کہ کلمہ پڑھتے ، اپنے آپ کو مسلمان کہتے ۔ بلکہ وہابی وغیرہ قرآن و حدیث کا درس دیتے اور دیوبندی کتبِ فقہ کے ماننے میں شریک ہوتے ہیں ۔ اُن کی اِس کلمہ گوئی و ادعائے اسلام اور افعال و اقوال میں مسلمانوں کی نقل اتارنے ہی اُن کو اخبث و آضر اور ہر کافر اصلی یہودی نصرانی بت پرست ، مجوسی سب سے بدتر کر دیا ۔ "

(احکامِ شریعت حصہ اوّل صفحہ ۶۹ ۔ مسئلہ ۴۵)

عنوان : دیوبندیوں کے بارے میں آخری اپیل :

"جو انہیں کافر نہ کہے۔ جو اُن کا پاس لحاظ رکھے۔ جو اُن کے استادی یا رشتے یا دوستی کا خیال کرے وہ بھی انہی میں سے ہے۔ انہیں کی طرح کافر ہے۔ قیامت میں اُن کے ساتھ ایک رسّی میں باندھا جائے گا۔"

(فتاویٰ افریقہ۔ صفحہ ۱۱۵)

وہابی دیوبندی کا ذبیحہ محض نجس و مُردار و حرام قطعی۔

"عورت کا ذبیحہ جائز ہے جبکہ صحیح طور پر کر سکے۔ یہودی کا ذبیحہ حلال ہے۔ جبکہ نام الٰہی جلالہٗ لے کر کرے۔ رافضی، تبرائی، وہابی، دیوبندی، وہابی، غیر مقلد، قادیانی، چکڑالوی، نیچری اِن سب کے ذبیحے محض نجس و مُردار حرام قطعی ہیں۔ اگرچہ لاکھ بار نام الٰہی لیں اور کیسے ہی متقی پرہیزگار بنتے ہوں کہ یہ سب مُرتدین ہیں۔"

(احکام شریعت حصہ اوّل۔ صفحہ ۶۸۔ مسئلہ ۴۴)

دیوبندی کی امامت

سوال: امامت کس شخص کی جائز ہے اور کس کی ناجائز؟

جواب: وہابی، رافضی، غیر مقلد، نیچری، قادیانی، چکڑالوی وغیرہم اُن کے پیچھے نماز محض باطل ہے۔ مگر جہاں جمعہ یا عیدین ایک ہی جگہ ہوتے ہوں اور اُن کا امام بدعت یا فاسق معلن ہے اور دوسرا امام نہ مل سکتا ہو وہاں اُن کے پیچھے جمعہ وعیدین پڑھ لئے جائیں۔ بخلاف قسم اوّل مثل دیوبندی وغیرہم کہ نہ اُن کی نماز نماز ہے۔ نہ اُن کے پیچھے نماز نماز ہے۔ بالفرض وہی جمعہ یا عیدین کا امام ہو اور کوئی مسلمان امامت کے لئے نہ مل سکے تو جمعہ وعیدین کا ترک فرض ہے۔ جمعہ کے بدلے ظہر پڑھے اور عیدین کا کچھ عوض نہیں۔"

(احکام شریعت۔ حصہ اوّل۔ صفحہ ۴۷)

وہابی کے جنازہ کی نماز پڑھنی

"وہابی، رافضی، قادیانی وغیرہم کفار مرتدین کے جنازہ کی نماز انہیں ایسا جانتے ہوئے پڑھنا کُفر ہے"

(ملفوظات حصہ اوّل ۔ صفحہ ۷۷، ۷۶)۔

مسلمان پڑوسی کا کیا حق ہے ؟ اگر کافر ، رافضی یا وہابی کسی مسلمان کے پڑوسی ہوں تو اُن کا بھی وہی حق ہے ؟ .

مُسلمان پڑوسی کے بہت حق ہیں لیکن رافضی وہابی کا کوئی حق نہیں کہ وہ مرتد ہیں ۔

(احکام شریعت ۔ حصہ اوّل ۔ صفحہ ۶۷)

وہابی کی نماز اور جماعت :

" وہابی کی نماز نماز ہے ۔ ۔ ۔ ۔ نہ اُس کی جماعت جماعت ہے ۔ (ملفوظات حصہ اوّل صفحہ ۱۰۹)

وہابیوں کی بنوائی ہوئی مسجد ، مسجد ہے کہ نہیں ؟

کفار کی مسجد مثل گھر کے ہے ۔ (ملفوظات ۔ حصہ اوّل ۔ صفحہ ۱۰۹)

وہابی مؤذن کی اذان :

جس طرح اُن کی نماز باطل ۔ اسی طرح اذان بھی ۔ (ملفوظات ۔ حصہ اوّل ۔ صفحہ ۱۰۹)

زکوٰۃ کا روپیہ وہابی کو دو گے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی ۔

زکوٰۃ کا روپیہ وہابی کو دینا حرام ہے ۔ اور اُن کو دینے پر زکوٰۃ ادا نہ ہوگی ۔

(احکام شریعت ۔ حصہ دوم ۔ صفحہ ۷۹)

وہابی دیوبندی نکاح میں گواہ ہوں تو نکاح نہیں ہوگا ۔

مُسلمان عورت کے نکاح میں گواہ اگر بد مذہب بھی ہوں مثلاً تفضیلی جب بھی نکاح میں خلل نہیں ۔ ہاں سب گواہ ایسے بد مذہب ہوئے جن کی ضلالت کفر و ارتداد کو پہنچی ہوئی ہے جیسے وہابی رافضی دیوبندی نیچری غیر مقلد قادیانی چکڑالوی سے تو البتہ نکاح نہ ہوگا کہ زنِ مُسلمہ کے نکاح میں دو مسلمان شرط ہیں ۔

(فتاوٰے افریقہ ۔ صفحہ ۵۴)

غیر مقلد یا رافضی اہل سنت کو سلام کرے تو جواب کیسے دے ؟

اگر خوفِ فتنہ نہ ہو جواب کی اصل حاجت نہیں ۔ اُن کو ذمی کافر بلکہ حربی کافر بھی قیاس

نہیں کر سکتے کیونکہ مُرتد کا حکم سب سے سخت تر ہے)۔ اگر خوف ہو تو صرف وعلیک کہے۔ اب ایک صُورت یہ ہے کہ اس قدر پر اقتصار میں بھی خوف صحیح ہو یا معاذاللہ کسی مسلمان کو انہیں ابتدا سلام کی ضرورت و مجبُوری شرعی ہو تو کیا کرے۔ مَیں کہتا ہُوں پُورا سلام کہے اور چاہے تو ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ بھی بڑھائے۔ اور اپنے جواب میں یا سلام میں اُن ملائکہ پر سلام کی نیت کرے جو ہر شخص کے ساتھ اگرچہ کافر ہو کراماً کاتبین اور کچھ ملائکہ حافظین ہوتے ہیں۔

(فتاوٰیٔ افریقہ۔ صفحہ ۱۵۵)

دیوبندیوں کے بارے میں آخری اپیل۔ (عنوان)

جو انہیں کافر نہ کہے جو اُن کا پاس لحاظ رکھے، جو اُن کے اُستادی یا رشتے یا دوستی کا خیال رکھے وہ بھی انہیں میں سے ہے۔ انہیں کی طرح کافر ہے۔ قیامت میں اُن کے ساتھ ایک ہی رسّی میں باندھا جائے گا۔ (فتاوٰیٔ افریقہ۔ صفحہ ۱۵)

ایک عورت سُنّیہ حنفیہ کا نکاح غیر مقلد وہابی سے کر دینا جائز ہے یا ممنوع۔ اس میں شرعاً گُنہ گار ہوگا یا نہیں؟

نکاح مذکور ممنوع و ناجائز گناہ ہے۔ غیر مقلدین زمانہ کے بہت عقائد کفریہ وضلالیہ کتاب 'جامع الشواہد فے اخراج الوہابیین عن المساجد' میں اُن کی تصانیف سے نقل کئے اور اُن کا گمراہ و بدمذہب ہونا بوجہ احسن ثابت کیا اور حدیث ذکر کی کہ رسُول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لا تاکلوھم ولا تشاربوا ھم ولا تناکحوھم یعنی اُن کے ساتھ مل کر نہ کھانا کھاؤ اور نہ پانی پیو اور نہ شادی بیاہ کرو۔ (ازالۃ العار۔ صفحہ ۳)

بریلوی کی لڑکی وہابی دیوبندی کے نکاح میں کس عقیدہ کے ماتحت؟

اَیُحِبُّ احدکم ان تکون کریمتہ فراش کلب فکرھتموہ۔ (ترجمہ) کیا تم میں سے کسی کو یہ پسند آتا ہے کہ اس کی بیٹی یا جورو کسی کتّے کے نیچے بچھے۔ تم اسے بہت بُرا مانو گے۔

سُنّیو! سُنیو، اگر تم سُنّی ہو تو بگوش ہوش سُنیو! لَیْسَ لَنَا مَثَلُ السَّوْءِ التی صارت فراش

مبتدع کالتی کانت فراشھا الکلب۔

ترجمہ:۔ ہمارے لئے بُری مثل نہیں جو عورت کسی بدمذہب کی جورو بنی وُہ ایسی ہی ہے جیسے کسی کتے کے تصرف میں ہو۔ (فتاوائے افریقہ۔ صفحہ ۱۴۔ ازالۃ العار۔ صفحہ ۲۸)

وہابی اور کتے میں ناپاک تر کون؟

اَب اتنا معلوم کرنا کہ بدمذہب کتّا ہے یا نہیں؟ ہاں ضرور ہے بلکہ کتے سے بھی بدتر اور ناپاک تر۔ کتّا فاسق نہیں اور یہ اصل دین و مذہب میں فاسق ہے۔ کتے پر عذاب نہیں اور یہ عذاب شدید کا مستحق ہے۔ (ازالۃُ العار، صفحہ ۲۹)

کافر ذمی اور وہابی کے ساتھ کیا برتاؤ ہونا چاہیئے؟

اس وہابی کے ساتھ برتاؤ کافر ذمی کے برتاؤ سے اشد ہے اور اس کی وجہ ہر ذی عقل پر روشن۔ کافر ذمی سے ہرگز وُہ اندیشہ نہیں جو اس دشمن دین مدعی اسلام اور خیر خواہِ مُسلمین سے ہے وُہ کھلا دشمن ہے اور یہ مارِ آستیں ہے۔ اس کی بات کسی جاہل سے جاہل کے دل پر نہ جمے گی کہ سب جانتے ہیں یہ مردُود کافر ہے۔ خدا و رسُولؐ کا صریح منکر ہے اور یہ جب قرآن وحدیث ہی کے حیلے سے بہکائے گا تو ضرور اسرع و اظہر ہے۔ والعیاذ باللہ۔ (ازالۃ العار۔ صفحہ ۳۲)

قیامت کے روز ابُوجہل اور وہابی کا ایک ہی حال ہوگا۔

قیامت کے روز ابوجہل کا جو حال ہوگا، وہی تمام رافضیوں، وہابیوں اور قادیانیوں، نیچریوں اور تمام مُرتدین کا ہے۔ (ملفُوظات حصہ اوّل۔ صفحہ ۹۰)

وہابی پر رحم کرنا یا اُس کی کچھ بھی اعانت کرنا کیسا ہے؟

بھڑ کے کاٹنے سے ذرا سی تکلیف آپ کو ہوتی ہے۔ اگر کہیں اُسے زمین پر پڑا دیکھیں کہ اس کا ایک پاؤں یا پر بیکار ہوگیا ہے اور اس میں طاقتِ پرواز نہیں ہے تو اس پر رحم کیا جاتا ہے کہ پیر سے مسل دیتے ہیں تو خدا و رسُولؐ کی شان میں گستاخیاں اور اُن سے دشمنی و عداوت رکھیں وُہ قابلِ رحم ہیں؟ ہرگز نہیں! عوام کی یہ حالت ہے کہ ذرا کسی کو ننگا محتاج دیکھا سمجھے کہ قابلِ رحم ہے۔ خواہ خدا

و رسولؐ کا دشمن ہی کیوں نہ ہو۔ حضرت سیدی عبد العزیز دباغؒ فرماتے ہیں کہ ذرا سی اعانت کافر کی کرنا حتےٰ کہ اگر وہ راستہ پوچھے اور کوئی مسلمان بتا دے، اتنی ہی بات اللہ تعالیٰ سے اُس کا علاقہ مقبولیت قطع کر دیتی ہے۔ ہاں ذمی مستامن کافروں کے لئے شرع میں رعایت کے خاص احکام ہیں۔

(ملفوظات - حصہ اوّل - صفحہ ۱۰۷-۱۰۸)

سوال:- اگر کوئی غیر مقلد کسی مقلد کا نکاح بموجب شریعت مصطفویؐ کے پڑھائے تو اُس کا پڑھایا ہوا نکاح جائز ہے یا حرام اور جو اس نکاح سے اولاد پیدا ہو گی وہ حرامی تو نہیں ہو گی؟

جواب:- اگرچہ نکاح خواں شرع مطہر میں کوئی چیز نہیں۔ اگرچہ کوئی ہندو مشرک زوجین کو، ایجاب و قبول رُوبرو گواہان کرا دے اور شرائطِ صحت متحقق ہوں نکاح ہو جائے گا۔ مگر یہاں ایک نکتہ جلیلہ ہے جسے وہی سمجھتے ہیں جو موفق مِن اللہ تعالیٰ عزوجل ہیں، وہ یہ کہ اگر ہندو مشرک پڑھائے گا تو کوئی کلمہ گو اسے معظم دینی بلکہ مسلمان بھی نہ جانے گا۔ برخلاف اُن کلمہ گویان کفر در دل کے کہ عوام اُن کو خالص مسلمان جانتے ہیں۔ حالانکہ اُن پر صدہا وجہ سے بحکم احادیثِ صحیحہ و تصریحاتِ فقہ حکم کو ثابت لازم ہے ایسی صورت میں بحکم فقہ اصلاً مطلق نکاح نہ ہوگا لہٰذا احتیاط فرض ہے۔ اگر ایسا واقعہ ہو گیا، یعنی اُن کی گمراہیوں پر مطلع ہو کر پھر اُسے معظم و متبرک سمجھ کر نکاح خوانی کے لئے بلایا تو بعد توبہ و تجدید اسلام نکاح لازم۔

(فتاوٰے رضویہ، صفحہ ۶۰ - کتاب النکاح)

وہابی دیوبندی کو ابتداءً سلام کرنا اور بخندہ پیشانی ملنا حرام ہے۔ ان لوگوں کو بے ضرورت و مجبوری ابتداءً سلام حرام اور بلا وجہ شرعی اُن سے مخالطت اور بظاہر ملاطفت بھی حرام قرآن عظیم میں، قصص مصر سے نہی صریح موجود۔ اور حدیث میں اُن سے خندہ پیشانی ملنے پر قلب سے نورِ ایمان نکل جانے کی وعید۔

(احکام شریعت - حصہ سوم - صفحہ ۲۱۴)

وہابی کا دیکھا ہوا چاند شہادت شرعیہ ہے یا نہیں؟

رمضانُ المبارک میں دس بیس ہنود، وہابیہ، روافض، نیچریہ، قادیانیہ وامثالہم کا ہزار حلفوں کے ساتھ شہادت دینا کہ آج ہم نے اِس مہینہ کا ہلال دیکھا، شہادتِ شرعیہ نہیں۔

(احکامِ شریعت حصہ سوم۔ صفحہ ۲۱۵)

وہابیوں کے لیئے ہدائیت کی دُعا بھی نہ کی جائے۔

یہ دُعا کرنا کہ اللہ وہابیوں کو ہدائیت کرے جائز ہے یا نہیں؟

وہابیہ کے لیئے دُعا فضول ہے۔ ثُمَّ لَا یَعُودُونَ ۔ اُن کے لیئے آچکا ہے۔ وہابی کبھی لوٹ کر نہیں آئے گا۔ (ملفوظات۔ حصہ سوم۔ صفحہ ۲۹)

وہابی کے پاس لڑکوں کا پڑھانا۔

حرام۔ حرام۔ حرام اور جو ایسا کرے بدخواہِ اطفال و مبتلائے آثام۔

(احکامِ شریعت حصہ سوم۔ صفحہ ۱۵۲)

دفن مُرتد (مُراد دیوبندی وہابی) کیسا ہو؟

اگر معاذ اللہ کوئی مرتد مر جائے تو غسل وکفن کچھ نہیں۔ نہ اس کی لاش اُن لوگوں کو دیں، جن کا دین اُس نے اختیار کیا۔ بلکہ ایک تنگ گڑھے میں کُتے کی طرح یُونہی پھینک دیا جانے۔

(فتاوٰے افریقہ۔ صفحہ ۹۱)

وہابی کی میت اور سُنّی کی میت میں فرق۔

اور اس کو (میت کو) جلدی جلدی چار تکبیر بول کر فی الفور اُٹھا کر قبر میں پھینک کر مثل مُردہ وہابی کے بے عزت کر ڈالیں تو اس میں بے عزتی اور تحقیر جو بالاجماع حرام ہے لازم آتی ہے۔ اگر مجرّد تعجیل تجہیز میں میت کی عزت و توقیر ہوتی تو صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مجرد وفات کے دفن کرتے۔ تین دن تک نہ رکھتے مگر چونکہ مجرّد تعجیل میں سر پرسے بیگار کا بوجھ اتارنا معلوم ہوتا تھا اور اس میں تحقیر تھی تو باوقار بعد وفات کے تیسرے دن دفنائے۔ خداوند تعالےٰ وہابیوں اور بے ادبوں کی صحبت سے بچائے اور اہلِ اسلام کے مردوں کو عزت و توقیر سے

مثل وداع صاحب مہمان کے دُعا، اور فاتحہ سے وداع اور سرانجام کرائے۔

(بذل الجوائز۔ صفحہ ۱۵)

وہابی دیوبندی سے میل جول کی شامت رافضی کے میل جول سے زیادہ شدید ہے۔ جب حضرت صدیق وفاروق رضی اللہ عنہما کے بدگویوں سے میل جول کی یہ شامت ہے، تو قادیانیوں، وہابیوں اور دیوبندیوں کے پاس نشست وبرخاست کی آفت کس قدر شدید ہوگی۔ اُن کی بدگوئی صحابہ تک ہے۔ ان کی انبیاءؑ اور سید الانبیاءؐ اور اللہ عزوجل تک۔

(ملفوظات۔ حصہ دوم۔ صفحہ ۸۷)

وہابی اور یہود مثل ہیں۔

نصرانی و یہودی کافر دونوں ہیں کہ ایک محبوبانِ خدا کی محبت میں اور دوسرے عداوت میں۔ قرآن عظیم میں یہودیوں کو مغضوب علیہم اور نصاریٰ کو ضالین فرمایا۔ یہی وجہ ہے کہ آج روئے زمین پر کوئی یہودی کسی ایک گاؤں کا بھی حاکم نہیں۔ بخلاف نصاریٰ کے کہ اُن کی سلطنت ظاہر ہے، اور بعینہٖ یہی مثال روافض اور وہابیہ کی ہے کہ روافض مثل نصاریٰ کے محبت میں کافر ہوئے اور وہابیہ مثل یہود کے عداوت میں۔ چنانچہ روافض کی حکومت ایران کا تخت موجود ہے اور وہابیہ کی کہیں ایک پٹڑیہ بھی نہیں۔ (احکامِ شریعت۔ حصہ دوم۔ صفحہ ۱۴۲)

(نوٹ) لیکن آج یہود کی حکومت موجود ہے اور وہابیوں کی حکومت بھی ہے۔

وہابی پیر کی تعریف

شیخ سُنی صحیح العقیدہ ہو۔ بدمذہب گمراہ کا سلسلہ شیطان تک پہنچے گا نہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک۔ آج کل بہت کھلے ہوئے بددینوں بلکہ بے دینوں حتیٰ کہ وہابیہ نے کہ سرے سے منکر و دشمن اولیاء ہیں بدکاری کے لئے پیری مُریدی کا جال بچھا رکھا ہے۔ ہوشیار! خبردار! احتیاط! احتیاط!

(فتاویٰ افریقہ۔ ص ۱۳۲)

کیا بریلوی۔ وہابی دیوبندی کی نوکری کرسکتا ہے؟

کافر اصلی غیر مرتد کی نوکری جس میں کوئی امر ناجائز شرعی کرنا نہ پڑے جائز ہے اور کسی دُنیوی معاملہ کی بات چیت اس سے کرنا اور کچھ دیر اس کے پاس بیٹھنا منع نہیں ہے۔ اتنی بات پر کافر بلکہ فاسق بھی نہیں کہا جا سکتا۔ ہاں مرتد کے ساتھ یہ سب مطلق منع ہے اور کافر اس وقت بھی نہیں ہوگا مگر یہ کہ اُس کے مذہب اور عقیدۂ کفریہ پر مطلع ہو کر اس کے کفر میں شک کرے تو البتہ کافر ہو جائے گا۔

(احکامِ شریعت۔ حصّہ دوم۔ صفحہ ۱۰۲)

دیوبندی:

کُفر کے بچے کُفر کے باوا ، کُفر کے رشتے ناطے یہ ہیں
سب سے مضر تر ہیں وہابی ، سُنی بن کے رجھاتے یہ ہیں
سُنی، حنفی، و چشتی! بن بن کر بہکاتے یہ ہیں
جتنے ضلال ہوئے ہیں اب تک ان بہیوں کے کھاتے یہ ہیں
جو چھپرا ابلیس نے چھائے! سب کے بندھن پاتے یہ ہیں

(کشفِ ضلال دیوبند۔ مطبع حسینی بریلی۔ صفحہ ۹)

دیوبندی:

اگر بھی تجھے اعتبار نہ آئے تو اِن بدگویوں سے پوچھ دیکھ کہ آیا تمہیں اور تمہارے اُستادوں پیر جیوں کو کہہ سکتے ہیں کہ اے فلاں! تجھے اتنا علم ہے جتنا سؤر کو ہے؟ تیرے اُستاد کو ایسا ہی علم تھا جیسے کُتّے کو ہے یا مختصر طور پر اتنا ہی ہو کہ او علم میں اُلّو گدھے کُتّے سؤر کے ہمسرو!

دیکھو وُہ اس میں اپنی اور اپنے اُستاد پیر کی توہین سمجھتے ہیں یا نہیں!

(فتاوٰے افریقہ۔ صفحہ ۱۰۲)

مسلمان کُتّے کا شکار اور وہابی کُتّے کا شکار:

کُتّے کا پکڑا ہوا شکار مسلمان کھا سکتا ہے۔ اگر مسلمان یا کتابی عاقل سنے کہ احرام میں نہ ہو بسم اللہ کہہ کر تعلیم یافتہ کُتّے کو جو شکار کر کے مالک کے لئے چھوڑ دیا کرے، خود نہ کھانے لگے اور کُتّے کو

چھوڑنے میں کوئی کافر مجوسی یا بُت پرست یا ملحد یا مرتد جیسے آجکل کے اکثر نصاریٰ۔ رافضی اور عام نیچری وغیرہم خلاصہ یہ کہ مسلمان یا کتابی کے سوا کوئی شریک نہ تھا۔ نہ شکار کے قتل میں کتے کی شرکت کسی دوسرے کتے نا تعلیم یافتہ یا سگ نیچری یا کسی اور نئے جانور نے کی ہو جس کا شکار نا جائز ہو تو وہ جانور بے ذبح حلال ہو گیا۔ (ملحد مرتد سے مولانا احمد رضا خاں کی اصطلاح میں وہابی دیوبندی ہے)

وہابیوں دیوبندیوں کے بارے میں تاریخی شواھد

عرض: حضور خلفائے راشدین ؓ کے زمانہ میں فرقہ وہابیہ تھا؟

ارشاد: ہاں یہی وہ فرقہ ہے جسے عبداللہ ابن عباس ؓ نے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فہمائش کی اجازت چاہی تھی۔ (ملفوظات اوّل - صفحہ ۶۴)

یہی وُہ فرقہ ہے کہ ہر زمانے میں نئے رنگ، نئے نام سے ظاہر ہوتا ہے۔ آخر وقت میں وہابیہ کے نام سے پیدا ہوا۔ (ملفوظات حصہ اوّل - صفحہ ۶۵)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تقسیم غنائم پر معترض وہابی تھا۔

غزوۂ حنین میں حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے جو غنائم تقسیم فرمائے اس پر ایک وہابی نے کہا کہ مَیں اِس تقسیم میں عدل نہیں پاتا کیونکہ کسی کو زیادہ اور کسی کو کم عطا فرمایا۔ اس پر فاروق اعظم ؓ نے عرض کیا کہ یا رسُول اللہ ﷺ اجازت دیجئے کہ مَیں اِس منافق کی گردن مارُوں۔ فرمایا کہ اِسے رہنے دے کہ اس کی نسل سے ایسے ایسے لوگ پیدا ہونے والے ہیں (وہابیہ کی طرف اشارہ کیا)۔

(ملفُوظات حصہ اوّل - صفحہ ۶۶)

وہابیوں کے جدِ اوّل کو دربارِ رسالت ﷺ سے قتل کا حکم۔

ایک روز بارگاہِ رسالت ﷺ میں صحابہ کرام ؓ حاضر ہیں۔ ایک شخص آیا اور کنارۂ مجلسِ اقدس پر کھڑے ہو کر مسجد میں چلا گیا۔ ارشاد فرمایا کہ کون ہے جو اسے قتل کرے۔ صدیق اکبر ؓ اٹھے اور جا کر دیکھا کہ وہ نہایت خشوع و خضوع سے نماز پڑھ رہا ہے۔ صدیق اکبر ؓ کا ہاتھ نہ اٹھا کہ ایسے نمازی کو عین نماز کی

حالت میں قتل کریں، واپس حاضر ہوئے اور سب ماجرا عرض کیا۔ ارشاد فرمایا کون ہے کہ اسے قتل کرے۔ فاروقِ اعظمؓ اور انہیں بھی وہی واقعہ پیش آیا۔ حضورؐ نے پھر ارشاد فرمایا کون ہے جو اسے قتل کرے؟ مولا علیؓ اٹھے اور عرض کی یا رسول اللہ میں! فرمایا ہاں تم۔ اگر تمہیں ملے۔ مگر تم اس کو نہ پاؤ گے۔ یہی ہوا مولا علیؓ جب تک جائیں وہ نماز پڑھ کر چلتا ہوا۔ ارشاد فرمایا اگر تم اُسے قتل کر دیتے تو امت پر سے فتنہ اُٹھ جاتا۔ یہ تھا وہابیہ کا باپ جس کی ظاہری و معنوی نسل آج گندہ کر رہی ہے۔

(ملفوظات حصہ اوّل۔ صفحہ ۶۷)

اس نے مجلس اقدس کے کنارے پر کھڑے ہو کر ایک نگاہ سب پر کی اور دل میں یہ کہتا ہوا چلا گیا تھا کہ مجھ جیسا اُن میں ایک بھی نہیں۔ یہ غرور تھا اُس خبیث کو اپنی نماز و تقدس پر اور نہ جانا کہ نماز ہو یا کوئی عمل صالح وُہ سب اُس سرکار کی غلامی و بندگی کی فروع ہے۔

(ملفوظات۔ حصہ اوّل۔ صفحہ ۶۷)

مُرتدین کے ساتھ آنحضرتؐ انتہائی غلظت و شِدّت کا سلوک فرماتے:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کفار و مرتدین کے ساتھ ہمیشہ سختی فرماتے۔ ان کی آنکھوں میں تیل کی سلائیاں بھروائیں۔ ہاتھ کاٹے۔ پاؤں کاٹے۔ پانی مانگا تو پانی تک نہ دیا۔ یہ سلوک کس کے ساتھ تھے جو رجوع لانے والے نہ تھے۔ امیر المؤمنین اسے ہمراہ لے آئے۔ خادم بحکم امیر المؤمنین کھانا حاضر کرتا ہے۔ اتفاقاً کھاتے کھاتے اُس کی زبان سے ایک بد مذہبی کا فقرہ نکل جاتا ہے جس پر حضورؐ فوراً اس کے سامنے سے کھانا اٹھوا لیتے ہیں اور خادم کو حکم دیتے ہیں کہ اسے نکال دے۔ ربُّ العزت کی شان ہے کہ بدمذہب کیسا ہی جامۂ عیاری پہن کر میرے سامنے آئے خود بخود دل نفرت کرنے لگتا ہے۔

(ملفوظات۔ حصہ اوّل۔ صفحہ ۱۱۱)

شاہ اسماعیل دہلوی:

اگر کوئی وہابی اپنے باپ کی نسبت کہے کہ تیرے کان گدھے کے سے ہیں۔ تیری ناک بجو کی سی ہے تو کیا اُس نے اپنے باپ کو گالی نہ دی؟ یا کوئی سعادتمند نجدی اُٹھ کر اپنے بدلگام مصنوعی امام

کی نسبت کہے کہ اُن کی آوازِ لطیف کُتّے کے بھونکنے کے مشابہ تھی۔ اُن کا دہن شریف سؤر کی تھوتھنی سے ملتا تھا تو تم اُسے کیسا سمجھو گے؟ کیا اپنے طائفے میں رکھو گے یا بسبب گستاخی پیشوا ذات سے باہر کر دو گے۔ اب تمہیں ظاہر ہو گا کہ اس خبیث بددین نے جو ہمارے عزت والے رسولؐ دو جہاں بادشاہ عرش بارگاہ عالم پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ لعنتی کلمات لکھے۔ انہوں نے ہمارے اسلامی دلوں پر تیر و خنجر سے زیادہ کام کیا۔ پھر ہم اُسے پکّے سچے اسلامی گروہ میں کیسے داخل کر سکتے ہیں۔

(الکوکبۃ الشہابیہ۔ صفحہ ۴۴)

عام تکفیر کا فتوےٰ

؎ بدعتی ضروریات دین سے کسی شے کا منکر ہو۔ باجماع مسلمین یقیناً قطعاً کافر ہے۔ اگرچہ کروڑ بار کلمہ پڑھے۔ پیشانی اس کی سجدہ میں ایک ورق ہو جائے۔ بدن اس کا روزوں میں ایک خاکہ رہ جائے۔ عمر میں ہزار بار حج کرے۔ لاکھ پہاڑ سونے کے راہِ خدا میں خرچ کرے۔ لا واللہ ہرگز ہرگز کچھ مقبول نہیں جب تک حضور پُر نور صلے اللہ علیہ وسلم کی اُن تمام ضروری باتوں میں جو وہ اپنے رب کی طرف سے لائے تصدیق نہ کرے۔ (اعلام الاعلام۔ صفحہ ۱۵)

مولانا اشرف علی تھانوی پر تبرا

وہابیہ حال کے حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی جب تک مسلمان کہلاتے تھے۔ حاشیہ شمائل امداد میں قرآن کریم کا یہی مطلب ہونے کی تائید کر گئے کہ تمام جہان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بندہ ہے۔ اب گنگوہی اصطباغ پا کر شاید اسے ہر شرک سے بدتر شرک کہیں گے۔ حالانکہ ہر شرک سے بدتر شرک کے قریب خود گنگوہی صاحب ہیں۔

(احکام شریعت۔ جلد دوم۔ صفحہ ۱۳۶)

اللہ کے دشمن تین قسم کے ہیں:

ایک تو ابتداءً دشمن یعنی کافران اصلی۔ دوسرے وہ کہ محبوبان خدا کے دشمن ہیں جیسے دیوبندیہ مرزائیہ، وہابیہ، روافض، تیسرے وہ کہ ان دشمنوں میں کسی کے دوست ہیں۔ یہ سب اعداء اللہ

ہیں۔ ہر مسلمان پر فرضِ اعظم ہے کہ اللہ کے سب دوستوں سے محبت رکھے اور اس کے سب دشمنوں سے عداوت رکھے۔ یہ ہمارا مبین ایمان ہے۔ (ملفوظات۔ حصہ دوم۔ صفحہ ۸۵)

بد مذہبوں کے پاس بیٹھنا :

حرام ہے اور بد مذہب ہو جانے کا اندیشہ کامل اور دوستانہ ہو تو دین کے لئے زہرِ قاتل۔

(ملفوظات حصہ دوم۔ صفحہ ۸۶)

"اعلیٰ حضرت" کی "خوش کلامی اور تہذیب" مشتے نمونہ از خروارے

متعلقہ مولانا اشرف علی تھانوی"۔ از کتاب "وقعاتُ السِّنان" :۔

تھانوی صاحب رسلیا والہ بھی کیا یاد کرے گا کہ کسی کرّے سے پالا پڑا تھا۔ یہاں تک تو خبثائے فلاسفہ پر انطباق دکھایا تھا۔ اب وہ کھولوں جس سے مخالف چوندھیا کر پٹ ہو جائے اور آنکھ کھولے تو چوپٹ ہو جائے۔ (وقعاتُ السِّنان۔ صفحہ ۵۱۔ مطبع کراچی)

ضربتِ مرداں دیدی نقمت رحمن چشیدی۔ تھانوی صاحب اس دسویں کیادی پر اعتراضات میں ہمارے اگلے تین پر پھر نظر ڈالئے۔ دیکھئے وہ رسلیا والے پر کیسے ٹھیک اتر گئے۔ کیا اتنی ضرباتِ عظیم کے بعد بھی نہ سُوجی ہو گی۔ (وقعاتُ السِّنان۔ صفحہ ۵۱۔ مطبع کراچی)

رسلیا کہتی ہے میں یُوں نہیں مانتی میری ٹھیرائی پر اترو ...... دیکھوں تو اس میں تم میری ڈیڑھ گرہ کیسے کھولے لیتے ہو۔ (وقعاتُ السِّنان۔ صفحہ ۵۲۔ مطبع کراچی)

رسلیا کی کلا بازیاں ملاحظہ ہوں خصم کی کرّے دار کی گھبراہٹ میں سب کچھ تو ان کہے بول گئی۔ (وقعاتُ السِّنان۔ صفحہ ۶۶۔ مطبع کراچی)

اب جو مسلمانوں نے آڑے ہاتھوں لیا چھکے چھوٹ گئے۔ سینے ٹوٹ گئے۔ تیور پھٹ گئے۔ دم اُلٹ گئے۔ معاف کیجئے ! معاف کیجئے ! آپ جیتے میں ہارا۔ ع ۔ لبِ نازک سے صدا آنے لگی بس بس کی !

(وقعاتُ السِّنان۔ صفحہ ۹۸۔ مطبع کراچی)

اُف ری رسلیا تیرا بھولا پن خون پونچھتی جا اور کہہ خدا جھوٹ کرے۔

(وقعات السنان ۔صفحہ ۶۰ ۔مطبع کراچی)

رسلیا والے نے ۔ ۔ ۔ اپنی دو شقی میں تیسرا احتمال داخل کرنے کے لئے ساتوں کرم کئے۔ اگر یہ بکمال بے حیائی اپنی دوشقی میں وہ تیسرا احتمال داخل بھی کرے۔

(وقعات السنان ۔صفحہ ۲۷ ۔مطبع کراچی)

جناب تھانوی اس تمام خرابی بصرہ کے بعد ان دونوں پلید و بلید کی سب سے بدتر وسویں کیا دی بربادی ہٹ دھرمی، شوخ چشمی، ڈھٹائی ۔ بے حیائی ملاحظہ کیجئے کہ خبثار اَپنے کفر میں اگلے دو ایک علماء کو بھی سانا چاہتے ہیں بلکہ سانتے ہیں ۔ کافر کفر و اسلام کا فرق کیا جانیں ۔ مسلمانوں کو بھی اپنا سا جانتے ہیں ۔ رسلیا والے کی مسماۃ 'بسط البنان' اپنی نبڑتی بہار میں یوں کھلکھلاتی ہے۔

(وقعات السنان ۔صفحہ ۳۱ ۔مطبع کراچی)

اعلیٰحضرت مولانا حسین احمد مدنی کے متعلق کیا فرماتے ہیں:۔

کبھی کسی بے حیا سی بے حیا ناپاک گھنونی سی گھنونی ۔ بے باک سی بے باک ۔ پاجی کمینی گندی قوم نے اپنے خصم کے مقابل بے دھڑک ایسی حرکات کیں ۔ آنکھیں میچ کر گندہ منہ پھاڑ کر اُن پر فخر کئے۔ انہیں سر بازار شایع کیا اور اُن پر افتخار ہی نہیں بلکہ سُنتے ہیں کہ اُن میں کوئی نئی نویلی حیادار شرمیلی، بانکی نکیلی میٹھی رسیلی اچپل البیلی چنچل انیلی اجودھیا باشی آنکھ یہ تان لیتی اُونچی ہے۔

ع ۔ ناچنے ہی کو جو نکلے تو کہاں گھونگھٹ

اس فاحشہ آنکھ نے کوئی نیا غمزہ تراشا اور اُس کا نام "شہاب ثاقب" رکھا ہے۔

(خالص الاعتقاد ۔صفحہ ۲۲ ۔مطبع لاہور ۔نوری کتب خانہ)

اگر حکومت رضائی بریلویوں کے ہاتھ آجائے تو دیوبندیوں کا کیا حشر ہوگا

۱- ان اعداء اللہ پر حکم ارتداد ہی جاری کیا جائے گا۔ (اعلام الاعلام۔ صفحہ ۲۲)

۲- سلطنت اسلام میں اُن سے معاہدہ دائمی جائز نہیں۔ (اعلام الاعلام۔ صفحہ ۲۲)

ذمی بن کر نہیں رہ سکتے۔ (" ")

۳- اُن کو امان دینا جائز نہیں۔ (" ")

۴- اُن سے جزیہ لینا جائز نہیں۔ (" ")

۵- کسی وقت کسی حالت میں ان سے ربط رکھنا جائز نہیں۔ (" ")

۶- اُن کے پاس بیٹھنا یا ان کو پاس بٹھانا جائز نہیں۔ (" ۲۳)

۷- اُن کے کسی کام میں شریک ہونا یا اُن کو کسی کام میں شریک کرنا جائز نہیں۔ (")

۸- اُن کے ساتھ مصالحت جائز نہیں۔ (")

۹- اُن کا ذبیحہ کھانا جائز نہیں۔ (اعلام الاعلام۔ صفحہ ۲۲)

۱۰- اُن کا نکاح کسی کافر مرتد سے بھی نہیں ہو سکتا۔ (احکام شریعت۔ حصہ اوّل۔ صفحہ ۹۱-۹۰)

۱۱- کسی حیوان سے بھی نہیں ہو سکتا۔ (" " ۹۱-۹۰)

۱۲- جس سے ہوگا محض زنا ہوگا۔ (" " ۹۱-۹۰)

۱۳- اُس کی اولاد ولد الزنا ہو گی۔ (ملفوظات۔ حصہ دوم۔ صفحہ ۱۰۵)

۱۴- اُن کی عورتیں لونڈیاں بنا لی جائیں گی۔

۱۵- اُن کی عورتوں کا بلا طلاق دوسروں سے نکاح کیا جائے گا۔

دیوبند کا تعارف

دارالعلوم دیوبند کی بنیاد مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے ۱۸۶۷ء میں رکھی۔ کیونکہ ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی میں بارہ ہزار جید اور جلیل القدر علماء شہید ہوچکے تھے اور باقیوں کو مدت العمر قید اور دیگر صعوبتوں میں مبتلا کر دیا تھا۔

علماء دیوبند میں سب سے اوّل جن حضرات کو سیادت و قیادت کا شرف حاصل رہا وہ تین افراد تھے۔ مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ وفات ۱۲۹۷ھ۔ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ وفات ۱۳۲۳ھ مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ وفات ۱۳۰۲ھ۔

آج دیوبند کا شجر طوبےٰ پورے عالم پر محیط اور تزکیہ نبوت کی سنت کو قائم رکھے ہوئے ہیں۔ اس کی شاخیں اقصائے عالم میں پھیلی ہوئی ہیں۔ صرف شاہ محمد الیاس کاندھلوی کی طرف منسوب جماعت کی دعوت و تبلیغ کی تاثیر و قبولیت مشرق و مغرب اور عرب و عجم کو اپنی آغوش میں لئے ہوئے ہے۔ یہ دیوبند پورے عالمِ اسلام میں دعوت و ارشاد، جہد و جہاد فی سبیل اللہ، حفاظتِ علومِ رسالت، تعلیم و تدریسِ سُنّت، احقاقِ حق، ابطالِ باطل اور ردِ بدعات کا ایک سو سال سے حامل چلا آرہا ہے۔ اس کے فیوض جامعہ سے نہ صرف پاک و ہند سیراب ہے، بلکہ اُس کا سایۂ نور و برکت فضائے عالم پر محیط ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اسلام کے دفاع کے لئے جہاد فی سبیل اللہ کے عملی میدانوں میں جان کی بازی لگائی۔ یہی بزرگوار تھے جن کے اخلاف نے استخلاصِ وطن کی تحریک اور دیگر قومی و ملی تحریکوں میں سرفروشانہ حصہ لے کر انگریز کو اس ملک سے نکالا۔

علاوہ تدریسِ علوم کے جس کثرت سے علومِ دینیہ کی تصنیف و تالیف علمائے دیوبند کے حصہ میں آئی۔ یہ انہی کا حصہ ہے۔ ترجمہ، تفسیر، حدیث و علومِ حدیث، ادب، تاریخ و سیر۔ فقہ و کلام غرضیکہ ہر عنوان پر بے پایاں کُتب تالیف فرما گئے۔ حضرت مولانا تھانویؒ۔ حضرت انور شاہؒ۔ مفتی محمد شفیعؒ۔ مفتی عزیز الرحمٰنؒ۔ مولانا بدر عالمؒ۔ مولانا اعزاز علیؒ۔ مولانا شبیر احمد عثمانیؒ۔ مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ

مولانا زکریا صاحبؒ ۔ مولانا مناظر احسن گیلانی ۔ مولانا خلیل احمد سہارنپوری ۔ مولانا محمد یوسف بنوری ۔ مولانا ظفر احمد عثمانی ۔ مفتی کفایت اللہ مفتی ہند ۔ مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاری ۔ مولانا محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند ۔ شیخ الحدیث مولانا فخر الدین ۔ مولانا محمود الحسنؒ ۔ مولانا منظور احمد نعمانی مدظلہ، مولانا عبید اللہ سندھیؒ ۔ مولانا عزیز الرحمٰن کاکا خیل ۔ مولانا حسین احمدؒ مدنی ۔ مولانا محمد میاں صاحب ۔ مولانا مفتی محمود صاحب ۔ غرض کہاں تک شمار ہو سکے سب آسمانِ علم وولایت کے روشن ستارے ہیں ۔

اب ذرا اُن کی علمی خدمات کی طرف نگاہ ڈالیں ۔ عربی زبان میں فنِ حدیث میں مولانا انور شاہ صاحب کشمیری نے جامع ترمذی کی شرح العرف الشذی، مولانا شبیر احمد عثمانی نے صحیح مسلم کی شرح فتح الملہم مولانا ظفر احمد تھانوی نے اعلاء السنن ۔ مولانا یوسف بنوری نے معارف السنن ۔ اُردو زبان میں مولانا بدر عالم نے ترجمان السنۃ اور مولانا منظور احمد نعمانی نے معارف الحدیث اور مولانا فخر الدین نے ایضاح البخاری جیسی حدیث کی بلند پایہ کتابیں لکھیں ۔

دارالعلوم دیوبند نے مسلمانوں کو کیا دیا ؟

اس پر بہت سے حضرات ، بہت کچھ لکھیں گے ۔ مجھے صرف اس قدر کہنا ہے کہ تجدید واحیائے دین کی جو تحریک گیارھویں صدی سے ہندوستان کو منتقل ہوئی اور اپنے اپنے دَور میں مجدد الف ثانیؒ، محدث دہلوی اور شہید بالاکوٹ جس امانت کے حامل تھے دارالعلوم اس وراثتی امانت کا حامل بنا ۔ لوگ دارالعلوم دیوبند کو مختلف زاویوں سے دیکھتے ہیں کوئی اسے علومِ اسلامیہ کی یونیورسٹی سمجھتا ہے ۔ کوئی اسے جہادِ حریت کے مجاہدین کی تربیت گاہ قرار دیتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان میں یہ بقائے اسلام اور تحفظِ دین کا ایک قلعہ ہے ۔ یہیں سے مجددِ اسلام حکیم الامت تھانوی نکلے ۔ اسی مقام سے دعوت و تبلیغ کی تجدیدی تحریک اٹھی ۔ یہیں سے تحریکِ حریت کے داعی تیار ہوئے ۔ یہیں سے فرقِ باطلہ کا توڑ کیا گیا ۔ یہیں سے محدثین ۔ مفسرین ۔ فقہاء اور متکلمین کی کھیپ تیار ہوئی ۔ نہ صرف یہ نابغۂ روزگار شخصیتیں تیار ہوئیں بلکہ اس نے اسلام کے ہمہ پہلو تجدید واحیاء کے لئے عظیم الشان اداروں کو جنم دیا ۔

بِدِيُوبَنْدَ اَشْرَقَتْ اَنْوَارُ عِلْمٍ — اَضَاءَ بِضَوْئِهَا الدُّنْيَا تَمَامَا

بِهَا دَارُ الْعُلُوْمِ لَهَا مَنَارٌ — رَفِيْعُ السَّمْكِ يَخْتَرِقُ الْغَمَامَا

رِيَاضُ الْفَضْلِ اهْتَزَّتْ رُبَاهَا — وَزَهْرُ الدِّيْنِ تَبْتَسِمُ ابْتِسَامَا

تَضَوَّعَ رِيْحُهَا شَرْقًا وَّ غَرْبًا — وَيَشْمَلُ ظِلُّهَا يَمَنًا وَّ شَامَا

فَاَحْيَاهُمْ وَقَدْ كَانُوْا مَوَاتًا — وَاَيْقَظَهُمْ وَقَدْ كَانُوْا نِيَامَا

وَلَوْلَا مَا عَلَيْهِ سَنَا قَبُوْلٍ — لَمَا نَالُوا الْهُدٰى عَامًا فَعَامَا

فَيَا نُوْرَ الْعُلُوْمِ اِزْدَدْ بَهَاءً — وَيَا جَهْلُ اخْسَئَنْ فَلَا مُقَامَا

وَمَنْ لَمْ يَدْرِ اَوْ يَجْهَدْ بِفَضْلٍ — فَقُلْ لِّلْجَاهِلِيْنَ بِهَا سَلَامَا

ترجمہ: دیوبند میں علم کے انوار روشن ہوئے جس کی روشنی سے ساری دُنیا جگمگا اٹھی۔

وہاں ایک دارالعلوم ہے جس کے مینار آسمانوں تک بلند ہیں اور وہ بادلوں کو پھاڑنے والے ہیں۔

اس کے علم و فضل کے باغات اس کی چوٹیوں پر لہلہا رہے ہیں اور دین کے شگوفے کھلکھلا رہے ہیں۔

اس کی ہَوا نے مشرق و مغرب میں اس کی خوشبو پھیلا دی ہے اور اس کے سایوں نے یمن اور شام کو شامل کیا ہوا ہے۔

وہ مُردہ تھے اس دارالعلوم نے اُن کو زندگی بخشی اور وہ سوئے ہوئے تھے اور اس نے اُن کو جگایا۔

اگر اس کو قبولیت کا شرف حاصل نہ ہوتا تو سال بہ سال وہ ہدایت میں نہ بڑھتے۔

اَے نورِ علم! تیری روشنی اور زیادہ ہو اور اَے جہالت تجھے کہیں ٹھکانہ نہ ملے۔

جو شخص علم حاصل نہ کرے اور نہ جدوجہد کرے۔

تو جاہلوں کو دُور سے سلام ہو۔

تکفیر بین المسلمین کے بارے میں دارالعلوم دیوبند کا موقف

لوگ خیال کرتے ہوں گے کہ شاید بریلی کی طرح دارالعلوم دیوبند بھی بے دریغ کفر کے گولے برسا رہا ہے اور تکفیر بین المسلمین کی وہاں بھی کوئی مشین چل رہی ہے۔ جو لوگ اس دارالعلوم سے واقف ہیں انہیں معلوم ہے کہ یہ ہرگز صحیح نہیں۔ دیوبند کے اکابر مسلمانوں کو کافر بنانے کے لئے نہیں بلکہ کافروں کو اسلام میں لانے کے لئے علمی فکری اور عملی جدوجہد کرتے رہے۔ دارالعلوم کے شاندار ماضی، اس کی عالمی شہرت کی تصنیفات، اس کی خداداد ترقیات اور اس کے اکابر کی اسلامی خدمات، اُن کے ارشادات و مواعظ کھلی شہادت ہیں کہ وہ بھائیوں کو گلے لگاتے کے لئے آگے بڑھے۔ اپنے لئے اختلاف کرنے والوں کو انہوں نے ہمیشہ اصلاح کی دعوت دی۔ دارالعلوم ہمیشہ تحریک اسلام اور تعلیم شریعت کا گہوارہ رہا۔

اکابر دیوبند کے سامنے وقت کی سب سے بڑی ضرورت یہ رہی کہ مسلمانوں کو غیر مسلم ہونے سے بچایا جائے۔ جہاں جہاں سے اسلام پر یلغار ہو سکتی تھی اپنی بساط کے مطابق ہر محاذ پر روک تھام کے لئے انہوں نے بند باندھے اور پوری طرح دفاع کیا۔

آریہ سماج سے علمی و فکری جنگ ہوئی تو اہل دیوبند نے تحریر و تقریر اور مناظرہ سے اس سیلاب کے آگے پوری قوت سے بند باندھے۔ ہندوؤں نے شدھی اور سنگھٹن جیسی تحریک چلائی تو دیوبند ہی آگے بڑھا۔ یہ دیوبند ہی تھا جس نے عیسائی مشنریوں اور مسیحی مستشرقین سے پوری قوت سے ٹکر لی۔ علم و استدلال سے اُن کے حملے پسپا کئے۔ عیسائی تہذیب پر کھلی تنقید کی۔ اسلام کا ہر طرح سے تحفظ کیا۔ یہ دیوبند ہی تھا جس نے قرآن و حدیث کی صحیح تعلیم اور اسلام کے آبرومندانہ ماحول کے لئے عربی مدارس کو پوری قوت اور قربانی سے باقی رکھا اور اسلام کے چشمہ صافی کو شرک و بدعت کی ہر آلائش سے بچایا اور اس چشمہ صافی کو کسی طرف سے گدلا نہ ہونے دیا۔

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے آریوں اور عیسائیوں کا پوری قوت اور کامیابی سے مقابلہ

کیا۔ ہر پادری اور پنڈت کو شکست پر شکست دی۔ اُن کے مقابلے میں کتابیں لکھیں اور مسلمانوں کو علمی ہتھیاروں سے مسلح کیا۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نے اپنے مواعظ وارشادات سے جدید تعلیم یافتہ طبقے میں سلف سے وابستگی کی رُوح پھونکی۔ حضرت مولانا محمد الیاس میدان میں نکلے اور لاکھوں مسلمانوں کو ارتداد کی آغوش میں جانے سے بچالیا۔

کیا آپ ایسی جماعت کے بارے میں بدظنی کر سکتے ہیں کہ وُہ مسلمانوں کے خلاف تکفیری مہم چلائے۔ اور ملت کو دو حصّوں میں تقسیم کر دے۔ مسلمانوں کو آپس میں لڑانا اور تکفیری مہم چلانا اُن افراد اور جماعتوں کا کام ہے جو مسلمانوں کو ہی غیر مسلمانوں کی صف میں کھڑا کر کے اور مسلمانوں کے رشتۂ اخوت واتحاد کو تار تار کر کے دل کا سکُون حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اِس سے زیادہ اور ملت کُش حرکت کیا ہوگی۔ فَیَا اَسَفَا ثُمَّ یَا اَسَفَا۔ اِس دار العلوم کا مزاج مسلمانوں کی تعمیر کا داعی رہا ہے۔ تخریب کا نہیں۔ ان کا موضوع علم ودانش کو فروغ دینا تھا، تردید کا نہیں۔ ان دین محمدی کے دیوانوں میں تکفیرِ مُسلم کا مشغلہ کسی طور پر راہ نہ پا سکتا تھا ؎

قاسم ومحمُود وانور نے لنڈھائے خم کے خم
اپنی وسعت کے مطابق پی گیا ہر بادہ خوار
چشمہ جاری تھا رشید وانور وشبیر کا
پھر حسین احمد کی مسند سلف کی تھی یادگار

مولانا احمد رضا خاں صاحب نے تکفیر یہ ڈراما جس انداز میں کھیلا اس تحریک کے محرکات کیا تھے؟ علمائے دیوبند اگر جوابی اور انتقامی کاروائی کرتے تو ظاہر ہے اس کا نتیجہ کیا ہوتا؟ انگریزی سکیم کامیاب ہو جاتی وہ انگریزی سیاست کے لئے استعمال نہیں ہوئے۔ انہوں نے شیرازۂ ملت کو یکجا رکھنے کے آخری حد تک کوشش کی ۱۸۵۷ء سے لیکر تحریک پاکستان تک علمائے دیوبند کی اعتدال پسندی ملت پروری شہادت دے رہی ہے۔ بتلائیے جب ہندوستان کے جمیع عُلما کرام نے جن میں ہر طبقہ کے علماء شامل تھے ۱۹۲۰ء میں ہندوستان کو دار الحرب قرار دیا۔ اُس وقت اُعلام الاعلام بانّ ہندوستان

دارالاسلام" نامی کتاب کس نے لکھی اور گن گن کر ہندوستان کی اسلامی سیاسی جماعتوں کو اور جملہ رہنمایانِ ملت کو نام لے لے کر کس نے کافر قرار دیا۔ اُن کے فتووں کی زد سے اپنے بھی نہ بچے۔

آج مدراس سے خیبر تک جتنے دینی مدارس ہیں اُن میں صرف دیوبندی مسلک کے مدارس کی تعداد پانچ ہزار کے قریب ہے۔ پاکستان میں کل دینی مدارس ۹۲۱ ہے۔ ان میں مسلک دیوبند رکھنے والے مدارس ۵۰۵ ہیں۔ باقی بریلوی حضرات اور شیعہ کے ہیں۔

دارالعلوم دیوبند

(از مولانا ظفر علی خان صاحبؒ)

شادباش و شادزی اے سرزمینِ دیوبند ہند میں تو نے کیا اسلام کا جھنڈا بلند
ملتِ بیضا کی عزت کو لگائے چار چاند، حکمتِ بطحا کی قیمت کو کیا تو نے دو چند
اسم تیرا باسمّی ضرب تیری بے پناہ دیوِ استبداد کی گردن ہے اور تیری کمند
تیری رجعت پر ہزار اقدام سو جاں سے نثار قرنِ اوّل کی خبر لائی تری اُلٹی زقند
تو علم بردارِ حق ہے، حق نگہباں ہے ترا نیلِ باطل سے پہنچ سکتا نہیں تجھ کو گزند
ناز کر اپنے مقدر پر کہ تیری خاک کو کر لیا اُن عالمانِ دینِ قیّم نے پسند
جان کر دیں گے جو ناموسِ پیمبر پر فدا حق کے رستہ میں کٹا دیں گے جو اپنا بند بند
کفر ناچا جن کے آگے بارہا تگنی کا ناچ جس طرح جلتے توے پر رقص کرتا ہے سپند
اس میں قاسم ہوں کہ انور شاہ کہ محمود الحسن سب کے دل تھے درد مند اور سب کی فطرت ارجمند

گرمیِ ہنگامہ تیری ہے حسین احمد سے آج
جن سے پرچم ہے روایاتِ سلف کا سربلند

تحریک آزادیٔ ہند اور بریلوی حضرات کی دشمنی

جدوجہدِ آزادیٔ ہند کے دور میں مولانا احمد رضا خاں صاحب اور بریلوی علماء نے اُن جملہ مسلم راہنمایان کا نام لے کر تکفیر کی جنہوں نے آزادی کی تحریک کے کسی شعبے میں حصّہ لیا۔ چنانچہ تحریکِ خلافت میں نوّے فیصدی علماء اپنے اختلافات کو نظر انداز کر کے مقاماتِ مقدسہ اور خلافتِ اسلامیہ کی حفاظت کے لئے ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو گئے۔ مولانا احمد رضا خاں صاحب نے تحریکِ خلافت میں شریک ہونے والوں کا نام فرقۂ گاندھویہ رکھا۔ ایسے مرحلہ پر مولانا احمد رضا خاں صاحب نے ہندوستان کے مسلمانوں میں تفریق وانتشار کا بیج بو کر پوری سعی کی کہ افتراق وتشتت اور تکفیر وتفسیق کے ذریعہ اتحاد کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تار تار کر دیں تاکہ گورنمنٹ برطانیہ کی پولیسی ڈیوائڈ اینڈ رُول یعنی لڑاؤ اور حکومت کرو کی مشہور پالیسی کامیاب ہو۔

جس وقت دُنیا بھر کے مسلمان ترکی سلطنت کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے پر انگریزوں کے خلاف صدائے احتجاج بلند کر رہے تھے اور خلافتِ عثمانیہ کے تحفظ وبقاء کی خاطر اپنے خون کا آخری قطرہ بہا دینے کے لئے تیار تھے یہاں تک کہ علمائے بدایونی بھی اس قافلہ میں شریک ہو گئے۔ مولانا احمد رضا خاں صاحبؒ نے اپنی عادت کے مطابق رسالوں اور اشتہاروں کے ذریعہ اُن کے خلاف جنگ شروع کر دی۔ مولانا عبد الباری فرنگی محلی اور علمائے بدایوں کو خاص نشانہ بنایا۔ مولانا احمد رضا تو تحریکِ خلافت کے دور ہی میں انتقال کر گئے لیکن اُن کے اخلاف نے اُن کے مشن کو پوری طرح جاری رکھا۔ ہندوستان میں جہادِ آزادی کے بارے میں مولانا احمد رضا خاں صاحب نے ایک "دوام العیش سفی الائمۃ من قریش" کے صفحہ ۲۴ پر لکھا ہے کہ بنصوصِ قرآن حکیم ہم مسلمانانِ ہند کو جہاد برپا کرنے کا حکم نہیں اور اس کو واجب بتلانے والا مسلمانوں کا بدخواہ ہے۔

چونکہ شرعاً جہادِ آزادی کا دارومدار ہندوستان کے دار الحرب ہونے پر تھا۔ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ اپنے دور میں ہندوستان کو دار الحرب قرار دے چکے تھے۔ مولانا احمد رضا

خاں نے اس بنا پر جہاد کو منہدم کرنے کے لیے حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کے فتوٰے کے خلاف یہ فتوٰے دیا کہ ہندوستان دارُالاسلام ہے حالانکہ جس وقت شاہ عبدالعزیز نے ہندوستان کے دارُالحرب ہونے کا فتوٰے دیا تھا اس وقت ہندوستان پر ابھی پوری طرح انگریزوں کا تسلط بھی نہ ہؤا تھا لیکن اب انگریز کا تسلط پُوری طرح مستحکم ہو چکا تھا اور ایسے وقت میں ہندوستان کو دارُالاسلام ہونے کا فتوٰے اعلٰحضرت دے رہے تھے۔ بریلویوں کے مفتی اعظم احمد رضاخاں صاحب کے صاحبزادے محمد مصطفٰے رضا خاں نے اپنی کتاب طُرق الہدٰے والارشاد الی احکام الامارۃ والجہاد کے صفحہ ۱۳ پر یُوں گوہر افشانی کی ہے:

ایسی حالت میں جہاد جہاد کی رٹ لگانا غیر قوموں کو اپنے اُوپر ہنسانا اور اُن سے یہ طعن اٹھانا ہے

اِس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا

لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

اور جب کہ وہ (جہاد) ان شنائع اور قبائح پر مشتمل ہے۔ حرام حرام حرام ہے۔ وُہ ہرگز حکم شرع نہیں۔ شریعت پر افترا اور زیادتی ہے جو آج اسے حکم الٰہی اور امر رسالت پناہی ٹھہرا رہے ہیں مسلمانوں کے سخت دشمن ہیں۔

مُسلم لیگ کی مخالفت

لیگ کی حمایت کرنا۔ اس میں چندے دینا۔ اس کا ممبر بننا۔ اس کی اشاعت و تبلیغ کرنا۔ منافقین و مرتدین کی جماعت کو فروغ دینا اور دینِ اسلام کے ساتھ دشمنی کرنا ہے۔ لیگ میں مرتدین منکرین ضروریات دین شامل ہیں۔ اس لئے اہلسنت وجماعت کا ان سے اتحاد و اتفاق نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ وُہ توبہ کریں۔ لیگ کے لیڈروں کو رہنما سمجھنا یا اُن پر اعتماد کرنا۔ منافقین و مرتدین کو راہنما بنانا اور اُن پر اعتماد کرنا جو شرعًا ناجائز ہے کسی طرح بھی جائز نہیں۔

فتوٰے دارالعلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور

منجانب ابُوالبرکات سیّد احمد ناظم دارالعلوم ھٰذا۔

پاکستان کی حیثیت بریلوی زعماء کی نظر میں

مولوی مفتی سید اولاد رسول فرماتے ہیں:

اللہ عزوجل ایسی سراپا فساد، نام نہاد اسلامی حکومت سے سچے اسلام و مسلمین کو (یعنی بریلوی مذہب اور بریلویوں کو) پناہ ہی میں رکھے۔ آمین!

مولوی حشمت علی، مولانا احمد رضا خاں کے خلیفۂ اول کیا فرماتے ہیں:

مولوی حشمت علی نے اپنا ایک فتوائے اجل انوار رضا، دسمبر ۱۹۴۵ء میں انتظامی پریس کانپور سے شائع کیا۔ اس فتوائے میں ارشاد فرماتے ہیں:

رہا مطالبۂ پاکستان یعنی تقسیم ملک کہ اتنا لیگیوں کا، اتنا ہندوؤں کا۔ اس صورت میں احکامِ کفر ملک کے بڑے حصے میں لیگیوں کی رضا سے جاری ہوں گے کہ وہی اس تقسیم پر راضی اور اس کے طالب ہیں۔ احکامِ کفر پر رضا کفر اور کم از کم سخت بے دینی ہے۔ صفحہ ۲۔

قائدِ اعظمؒ کی تکفیر

"بحکم شریعت مسٹر جینا اپنے عقائد کفریہ قطعیہ یقینیہ کی بنا پر قطعاً مرتد اور خارج از اسلام ہے اور جو شخص اس کے ان کفروں پر مطلع ہونے کے بعد اس کو مسلمان جانے یا اسے کافر نہ مانے یا اس کے مرتد ہونے میں شک رکھے یا اس کو کافر کہنے میں توقف کرے، وہ بھی کافر مرتد۔ شر اللئام، بے توبہ مرا تو مستحق لعنت عزیز العلام۔"

(تجانب اہل السنۃ صفحہ ۱۲۲ - از مولانا محمد طیب فاضل حزب الاحناف)

"کسی بھی بد دین، بد مذہب کو قائد اعظم و سیدنا وغیرہ القاب مدح و تعظیم سے خطاب کرنا شرعاً سخت شنیع و قبیح و فظیع اشد محظور و ممنوع و حرام صریح مخالف قرآن مجید حدیث حمید ہے۔" (مسلم لیگ کی زریں بخیہ گری۔ صفحہ ۲)

'' اگر صرف انہی دو کفروں پر اکتفا، کرتا تو قائدِ اعظم کی خصوصیت ہی کیا رہتی۔ لہٰذا وہ اپنی اسپیچوں اور اپنے لیکچروں میں نئے نئے کفریات بکتا رہتا ہے۔

(مُسلم لیگ کی زرّیں بخیہ دری۔ صفحہ ۴)

مسٹر جناح کے اِس سارے پیغام (پیغامِ عید) کا خلاصہ بھی یہی ہوا کہ اِسلام غلط و باطل ہے۔ اور بے دینی و لامذہبی صحیح و درست ہے۔ العیاذ باللہ۔

قہر القادر علی الکفار اللیاڈر۔ صفحہ ۱۳

حضرت مولانا مفتی سید اولاد رسول محمد میاں قادری برکاتی مارہری۔ قائدِ اعظم کو رافضی قرار دینے کے بعد لکھتے ہیں :

'' بد مذہب سارے جہاں سے بدتر ہیں۔ بد مذہب جہنمیوں کے کتّے ہیں۔ کیا کوئی سچا ایماندار مُسلمان کسی کتّے اور وہ بھی دوزخیوں کے کتّے کو اپنا قائدِ اعظم، سب سے بڑا پیشوا اور سردار بنانا پسند کرے گا۔ حاشا وکلا ہرگز نہیں۔

مُسلم لیگ کی زرّیں بخیہ دری صفحہ ۴۔ طبع ۱۳۵۸ھ/۱۹۳۹ء

ابو البرکات سید احمد صاحب شیخ الحدیث دار العلوم حزبُ الاحناف لاہور، مفتی اعظم پاکستان فرماتے ہیں:

اگر رافضی کی تعریف حلال اور جناح کو اس کا اہل سمجھ کر کرتا ہے تو مرتد ہو گیا۔ اُس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔ مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس کا کُلّی مقاطعہ کریں۔ یہاں تک کہ وُہ توبہ کرے۔

الجوابات السّنیہ علیٰ زہاء السوالات اللیگیہ۔ صفحہ ۳۲۔ مطبوعہ ۱۹۳۹ء

ابُوالکلام آزادؒ مولینا عبدُالباریؒ فرنگی محلّیؒ مولینا محمُودُالحسن دیوبندیؒ سب کافر ہیں!

جماعتِ مُبارکہ رضائے مُصطفےٰ بریلی نے ایک کتاب مصحح دماغ مجنون، نامی ۱۳۴۰ھ میں بریلی

سے شایع کی تھی۔ اس میں ارشاد ہوتا ہے:

ابوالکلام آزاد و عبدالباری فرنگی محلی و محمود حسن دیوبندی کہ خدا و رسول جل و علاء وصلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں اُن کی گستاخیوں دشناموں کے سبب انہیں حضور پُر نور رضی اللہ عنہ (احمد رضاخاں صاحبؒ) نہ صرف حضور پُر نور رضی اللہ عنہ بلکہ تمام علمائے اہلسنت (بریلوی علماء) نے کافر کہا۔

(کتاب مسیح دماغ مجنون، صفحہ ۵۔ نیز صفحہ ۱۴)

مولانا عبدالباری فرنگی محلی

مشہور مؤرخ جناب رئیس احمد جعفری نے مولانا مرحوم کی تکفیر کے سلسلہ میں ایک دلچسپ لطیفہ لکھا ہے۔ فرماتے ہیں:

مولانا (احمد رضاخاں صاحبؒ بریلوی نے مولانا (عبدالباریؒ) فرنگی محلی کے خلاف ۲، وجوہ پر مشتمل کفر کا فتوائے صادر فرمایا جس میں ایک وجہ یہ تھی کہ اُن کا نام عبدالباری ہے لوگ انہیں میاں باری کہتے ہیں۔ اگر اُن کا نام عبداللہ ہوتا تو لوگ انہیں اللہ میاں کہتے۔ لہٰذا کافر۔ (آزادی ہند، صفحہ ۴۷)

ڈاکٹر محمد اقبالؒ کی تکفیر

مولانا عبدالمجید سالک نے اپنی کتاب "ذکرِ اقبال" کے صفحہ ۱۲۹ پر تحریر کیا ہے:

" مولوی ابو محمد دیدارؒ علی جو بریلویوں کے اعلحضرت کے جلیل القدر خلیفہ ہیں اور اپنے گروہ میں امام المحدثین کہلائے جاتے ہیں" خلیب مسجد وزیر خاں لاہور نے نہ صرف اقبالؒ کی تکفیر کی بلکہ تمام مسلمانوں کو انتباہ کیا کہ وہ ان سے ملنا جلنا ترک کر دیں ورنہ سخت گنہ گار ہوں گے۔

مولوی محمد طیب صدیقی قادری برکاتی داناپوری۔ فاضل مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور رقمطراز ہیں:

" اگر ان اعتقادات کے باوجود ڈاکٹر صاحب مسلمان ہیں تو معلوم ہوتا ہے، انہوں نے کوئی اور اسلام گھڑ لیا ہے اور اپنے اسی گھڑے اسلام کی بنا پر

مسلمان ہیں۔ (تجانب اہل السنۃ ۔ طبع ۱۹۴۲ء)

مولانا ظفر علی صاحبؒ بریلوی اکابر کی نظر میں

مولانا ظفر علی خاں پر، مولانا احمد رضا خاں صاحبؒ کے فرزند ارجمند جناب محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب قادری انوری نے تکفیر کی خنجر چلائی۔ کتاب کو "القسورہ علیٰ ادوار الحمر الکفرۃ" کے نام سے حزب الاحناف لاہور نے شائع کیا۔ لکھتے ہیں :-

"یہ فتنے تو پیدا ہوئے ہی تھے مگر ان کے بعد تازہ فتنہ نکلا جو اپنے پہلے فتنوں سے زیادہ صمٌ بکمٌ عمیٌ (بہرا، گونگا اور اندھا ہے) یعنی فرقہ ہے کمہاریہ۔ زمینداریہ۔"

(کتاب مذکور۔ صفحہ ۲)

اسی فتوے پر مولانا ظفر علیؒ مرحوم نے فرمایا تھا ؎

کوئی ترکی لے گیا اور کوئی ایراں لے گیا — کوئی دامن لے گیا، کوئی گریباں لے گیا
رہ گیا تھا نام باقی اک فقط اسلام کا — وہ بھی ہم سے چھین کر حامد رضا خاں لے گیا

ذیل کی رباعی بھی مولانا ظفر علی خاں نے لکھی ہے :-

جب سے چھوٹی ہے بریلی سے کرن تکفیر کی — دید کے قابل ہے اس کا انعکاس وانعطاف
مشغلہ ان کا ہے تکفیر مسلمانانِ ہند — ہے وہ کافر جن کا ہو ان سے ذرا بھی اختلاف

علی برادران بریلویوں کی نظر میں

بریلوی حضرات کے نزدیک مولانا محمد علی اور شوکت علی بھی کافر ہیں۔ جس طرح فوت شدہ غیر مسلموں کے لئے لفظ آنجہانی استعمال ہوتا ہے، مولانا محمد علی جوہر کے لئے بھی لفظ آنجہانی استعمال کرتے ہیں ملاحظہ ہو :-

"ستمبر ۱۹۱۹ء کے سالانہ اجلاس میں مسلم لیگ میں مشہور گاندھوی لیڈر محمد علی آنجہانی اس کے صدر ہوئے۔" (تجانب اہل السنۃ۔ صفحہ ۲)

اور مولانا شوکت علی کے بارے میں، مولانا حشمت علی خاں قادری اپنی کتاب میں لکھتے ہیں :-

ولیگیوں کے ایک بھاری بھرکم لیڈر آنجہانی بابائے خلافت جن کے مرنے پر اُن کے ایک اتحادی مُشرک بھائی نے اُن کی نسبت لکھا کہ وہ ہندو مسلم اتحاد کے پیغمبر تھے۔

(احکامِ نوریہ شرعیہ صفحہ ۲۵)

مولانا محمد علی مرحوم :

ستمبر ۱۹۱۷ء کے سالانہ اجلاس مسلم لیگ میں مشہور گاندھوی لیڈر آنجہانی اس کے صدر ہوئے مگر جب وہ بوجہ ممانعت گورنمنٹ شریک نہ ہو سکے تو کرسی صدارت پر اُن کا فوٹو آویزاں کیا گیا۔

(الدلائل القاہرہ۔ طبع بمبئی ۱۹۴۳ء صفحہ ۳)

مولانا عبدالباری فرنگی محلی کی تکفیر :

مولانا احمد رضا خاں صاحب نے اُن کی تکفیر کے متعلق ایک مستقل کتاب بنام "الطاری الداری بھفوات عبدالباری" نامی تالیف کی اور اس میں ثابت کیا کہ وہ ایک سو ترپن وجوہ سے کافر ہیں۔

ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ "تجانب اھل السنۃ" میں

اسی طرح فلسفی نیچریت ڈاکٹر اقبال صاحب نے اپنی فارسی اور اردو نظموں میں دہریت اور الحاد کا زبردست پروپیگنڈہ کیا ہے۔ کہیں اللہ تعالیٰ عزوجل پر اعتراضات کی بھرمار ہے۔ کہیں علمائے شریعت وائمۂ طریقت پر حملوں کی بوچھار ہے۔ کہیں سیدنا جبریل امینؑ و سیدنا موسیٰ کلیم و سیدنا عیسےٰ مسیحؑ علیہم الصلوٰۃ کی تنقیصوں توہینوں کا انبار ہے۔ کہیں شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ واحکامِ مذہبیہ وعقائدِ اسلامیہ پر تمسخر واستہزاء وانکار ہے۔ کہیں اپنی زندیقیت وبے دینی کا فخرو مباہات کے ساتھ کھلا ہوا اقرار ہے۔ (صفحہ ۲۳۵، ۲۳۴)

مولانا حالیؒ مرحوم کا ذکر تجانب اھل السنۃ میں !

الطاف حسین حالی نے ایک مسدس لکھا جس کا نام مدوجزر اسلام رکھا۔ نیچری لیڈروں، صلح کلی واعظوں نے اس کی اشاعت میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ (صفحہ ۲۹۷)

مسٹر حالی کے اس مسدس میں بیسیوں کفریات کے اظہار ہیں اور ہزاروں ضلالات کے طومار۔ (صفحہ ۳۳۴)

مولانا ابوالکلام آزاد اور تجانب اہل السنۃ:

مسٹر ابوالکلام آزاد کے عقائدِ نجسیہ کی تفصیلِ تام اور اُن پر رد اور شرعی احکام رسالہ مُبارکہ مسمّی بنام تاریخی "قہرالقہار علیٰ اصول الکافر ھویۃ الکفار" اور حضور پُر نور امام اہلسنّت مجدّدِ اعظم و اعلیٰ حضرت قبلہ فاضل بریلوی مولانا شاہ عبدالمصطفیٰ محمد احمد رضا خاں صاحب قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا کے رسائل مقدسہ بنام تاریخی "تابع النور علیٰ سوالات جبلپور" میں ملاحظہ ہوں۔ (صفحہ ۱۹۱)

خواجہ حسن نظامیؒ ڈبل کافر:

بحکم شریعتِ مطہرہ خواجہ حسن نظامی سے بڑھ کر ڈبل کافر اور کون ہوگا جو اس طرح دینِ اسلام کو برباد کرنا چاہتا ہے۔ یہی مرتد حسن نظامی اپنے سفرنامہ میں ایک ملعون بکواس لکھتا ہے۔

(تجانب اہل السنۃ۔ صفحہ ۱۵۰)

خواجگی کے دعویدار، کفر کی تبلیغ کے ٹھیکیدار، اسلام کی مخالفت کے علمبردار، کرشن کنہیا کے امتی مسٹر جٹا دھاری خواجہ حسن نظامی دہلوی۔ تجانب صفحہ ۱۳۹۱)

مولانا حالیؒ۔ مولانا شبلیؒ۔ ڈاکٹر محمد اقبالؒ۔ کی بے دینی اور دہریت:

بریلوی حضرات کے "مقدس صحیفہ" تجانب اہل السنۃ میں ان تینوں حضرات کے بارے میں اس طرح تحریر ہے:

اُن ضلع کلّی لیڈروں میں اعظم گڑھ کے مولوی شبلی اور الطاف حسین حالی اور زمانۂ حال کے مشہور شاعر بہت نمایاں ہستی رکھتے ہیں۔ اُن کی صلح کلیت اپنی حد سے گزر کر شدید نیچریت و دہریت کی تک پہنچی ہوئی ہے۔ انہوں نے اپنے مضامین نظم ونثر کے ذریعہ سے نیچریت کا زبردست پرچار کیا ہے۔ شبلی اعظم گڑھی کی نیچریت و دہریت اُس کی کتابوں سیرۃ النبیؐ والفاروقؓ و سیرت النعمان میں اپنے

زندیقی کرشموں کی بہار اور الحادی جو بنوں کا اُبھار دکھا رہی ہے۔ (صفحہ ۲۸۹)

مولانا محمد طیب نے اپنی کتاب "تجانب اہل السنۃ" میں جو درحقیقت تکفیر کا ایک انسائیکلوپیڈیا ہے جن جن اسلامی جماعتوں کی تکفیر کی ہے، اُن کی فہرست درج ذیل ہے:

۱۔ مسلم ایجوکیشنل کانفرنس ۲۔ ندوۃ العلماء ۳۔ انجمن خدام کعبہ ۴۔ خلافت کمیٹی ۵۔ جمعیۃ العلماء ہند ۶۔ خدام الحرمین ۷۔ اتحاد ملت ۸۔ مجلس احرار اسلام ۹۔ مسلم لیگ ۱۰۔ اتحاد کانفرنس ۱۱۔ مسلم آزاد کانفرنس ۱۲۔ نوجوان کانفرنس ۱۳۔ نمازی فوج ۱۴۔ جمعیت تبلیغ الاسلام انبالہ ۱۵۔ سیرت کمیٹی پٹی ۱۶۔ امارت شرعیہ بہار شریف ۱۷۔ آل پارٹیز کانفرنس ۱۸۔ مومن کانفرنس۔ ۱۹۔ جمعیت المؤمنین ۲۰۔ جمعیت المنصور ۲۱۔ جمعیۃ الادریسیہ ۲۲۔ جمعیۃ القریش ۲۳۔ جمعیۃ الراعین ۲۴۔ جمعیت الانصار ۲۵۔ افغان کانفرنس ۲۶۔ میمن کانفرنس ۲۷۔ مسلم کھتری کانفرنس ۲۸۔ جمعیۃ آل عباس ۲۹۔ آل انڈیا کمبوہ کانفرنس ۳۰۔ آل انڈیا پنجابی کانفرنس۔

(تجانب اہل السنۃ۔ صفحہ ۹۱۔۹۰)

(نوٹ) "تجانب اہل السنۃ"، بریلوی حضرات کا صحیفۂ جامعہ ہے۔ مولانا حشمت علی خاں نے پوری رضا خانی بریلوی برادری کو وصیت کی ہے کہ وہ اس کتاب کو اپنا دستور العمل بنائیں اور اسی کو کھرا کھوٹا پرکھنے کا معیار ٹھہرائیں۔ (تجانب اہل السنۃ۔ صفحہ ۴،۴)

بابُ الغلُو والافترا فی فتاوائے احمد رضا

حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں غلو:

حدیث روز محشر میں ہے رب عزوجل اوّلین و آخرین کو جمع کرکے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمائے گا۔ کلُّهم يطلبون رضائی وانا اطلب رضاك يا محمد۔ یعنی یہ سب میری رضا چاہتے ہیں اور اے محبوب میں تیری رضا چاہتا ہوں ؎

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم　　خدا چاہتا ہے رضائے محمدؐ

(احکام شریعت حصہ سوم صفحہ ۲۰۰)

۲۔ قَالَ فَاَعِنِّی عَلٰی نَفْسِکَ بِکَثْرَۃِ السُّجُوْدِ۔ الحمد للہ یہ جلیل و نفیس حدیث صحیح اپنے ہر ہر فقرہ سے، وہابیت کُش ہے۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اَعِنِّی فرمایا کہ میری اعانت کر۔ اسی کو استعانت کہتے ہیں۔ یہ در کنار حضورؐ کا مطلق طور پر سَلْ فرمانا کہ مانگ کیا مانگتا ہے جانِ وہابیت پر کیسا پہاڑ ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ حضورؐ ہر قسم کی حاجت روا فرما سکتے ہیں۔ دُنیا و آخرت کی سب مرادیں حضورؐ کے اختیار میں ہیں۔ جب تو بلا تقیید و تخصیص فرمایا مانگ کیا مانگتا ہے۔

(فتاوٰئے افریقہ۔ صفحہ ۱۱۸)

۳۔ بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے خلیفہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم کے خزانے اور اپنی نعمتوں کے خوان حضورؐ کے دستِ قدرت کے فرمانبردار اور زیر حکم ارادہ و اختیار کر دئے ہیں کہ جسے چاہیں عطا فرماتے ہیں اور جسے چاہیں نہیں دیتے۔ (فتاوٰئے افریقہ۔ صفحہ ۱۰۹)

۴۔ حضورؐ اقدس کا نظیر محال بالذات ہے۔ تحتِ قدرت ہی نہیں۔ ہو ہی نہیں سکتا۔ نہ اوّلین میں نہ آخرین میں۔ نہ انبیائؑ میں نہ مرسلین میں۔ (ملفوظات۔ حصہ سوم۔ صفحہ ۵۹)

۵۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر چیز مجھ پر روشن ہو گئی اور میں نے پہچان لی۔ یہ رویت و معرفت جمیع مکنوناتِ قلم و مکتوباتِ لوح کو شامل ہے۔ اس میں سب ما کان و ما یکون من الیوم الاوّل الی یوم الآخر و جملہ ضمائر و خواطر سب کچھ داخل۔ (ملفوظات حصہ اوّل۔ صفحہ ۲۸)

۶۔ حضورؐ کا رب حضورؐ کی اطاعت کرتا ہے:

فقال ابو طالب یا ابن اخی ان ربک لیطیعک فقال و انت یا عماہ لو اطعتہ لیطیعک۔

ابُوطالب نے عرض کی اے میرے بھتیجے بیشک حضورؐ کا رب حضورؐ کی اطاعت کرتا ہے۔
آنحضرتؐ نے فرمایا اے چچا اگر تو اس کی اطاعت کرے تو وہ تیرے ساتھ بھی یونہی معاملہ فرمائے گا۔ (الامن والعلٰی۔ صفحہ ۸۴)

۷۔ حضورؐ کا رب حضورؐ سے مشورہ لیتا ہے:

اِنَّ رَبِّیْ اِسْتَشَارَ فِیْ اُمَّتِیْ مَاذَا اَفْعَلُ بِھِمْ۔ بیشک میرے رب نے میری اُمت کے بارے میں مجھ سے مشورہ طلب فرمایا کہ میں اُن کے ساتھ کیا کروں۔ (الامن والعلیٰ۔ صفحہ ۸۴)

حضورؐ اپنے رب کے وزیرِ اعظم ہیں:

پھر وہ کون سے حدیث و وعظ ہیں جو وحیِ الٰہی سے اہم ہیں۔ بلاشبہ ملک جبار، ذوی الاقتدار اپنے مقرب کو وزیرِ اعظم کے پاس اپنے پیام واحکام لے کر بھیجے۔

(فتاوٰے افریقہ۔ صفحہ ۴۴)

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو تعیینِ وقتِ قیامت کا بھی علم ملا۔ حضورؐ کو بلا استثنا جمیع جزئیات خمس کا علم ہے۔ جملہ مکنوناتِ قلم و مکتوباتِ لوحِ محفوظ اور روزِ اول سے روزِ آخر تک تمام مَاکَانَ وَ مَایَکُوْنَ ہ مندرجہ لوحِ محفوظ اور اس سے بہت زیادہ کا علم ہے جس میں ماورائے قیامت تو جملہ افراد خمس داخل اور دربارۂ قیامت اگر ثابت ہو کہ اس کی تعیینِ وقت بھی درجِ لوح ہے تو اسے بھی شامل ورنہ احتمال حاصل۔ حضورِ پُر نور کو حقیقتِ رُوح کا بھی علم ہے۔ (خالص الاعتقاد۔ صفحہ ۷)

اولیاء اللہ کی شان میں غلو:

۱۔ اولیائے کرامؒ فرماتے ہیں ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں مومن کامل کی وسعتِ نگاہ میں ایسے ہیں جیسے لق و دق میدان میں ایک چھلا پڑا ہو۔ (ملفوظات، حصہ چہارم۔ صفحہ ۶۵)

۲۔ اولیائے کرامؒ کے پیشِ نظر عرش سے تحت الثرٰے تک ہوتا ہے پھر صحابۂ کرامؓ کی شان کا کیا پُوچھنا۔ "صحابیؓ نے عرض کی میں نے صبح کی اس حال میں کہ عرش سے تحت الثرٰے تک تمام موجُودات میری پیشِ نظر ہے۔ جنتیوں کو جنت میں عیش کرتے دیکھ رہا ہُوں اور جہنمیوں کو جہنم میں چیختے چلاتے عذاب پاتے دیکھ رہا ہُوں۔ ماضی تو ماضی مستقبل بھی اُن کے پیشِ نظر ہوتا ہے۔ اولیائے کرامؒ فرماتے ہیں کوئی پتہ سبز نہیں ہوتا مگر عارف کی نگاہ میں۔

(ملفوظات، جلد چہارم، صفحہ ۶۵)

عرض: حضور! اولیاء ایک وقت میں چند جگہ جمع ہونے کی قوت رکھتے ہیں؟

ارشادِ اعلیٰحضرت : اگر وہ چاہیں تو ایک وقت میں دس ہزار شہروں میں، دس ہزار جگہ کی دعوت قبول کر سکتے ہیں۔

(دلیل) کرشن کنہیا کافر تھا اور ایک وقت میں کئی سو جگہ موجود ہو گیا پھر ولی کیوں اتنی جگہ موجود نہیں ہو سکتا۔ (ملفوظات حصہ اوّل ۔صفحہ ۱۱۵ ۔ احکامِ شریعت، حصہ دوم ۔صفحہ ۱۱۸)

۴۔ (مُرشد ارشاد کرتا ہے مُرید سے) رات کو تم نے ایک بیوی کے جاگتے ہوئے دُوسری بیوی سے ہمبستری کی، ایسا نہیں چاہیئے۔ عرض کیا حضور کو کس طرح علم ہُوا۔ فرمایا جہاں وُہ سو رہی تھی وہاں کوئی اور پلنگ بھی تھا؟ عرض کیا ہاں! ایک پلنگ خالی تھا۔ فرمایا (مرشد نے) اُس پر مَیں تھا۔ تو شیخ مُرید سے کسی وقت جُدا نہیں ہوتا۔ ہر آن ساتھ ہے۔

۵۔ اعلیٰحضرتؒ فرماتے ہیں :۔

" انبیاء کو قبورِ مطہرہ میں ازواجِ مطہرات پیش کی جاتی ہیں اور وُہ اُن کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں۔ (ملفوظات حصہ سوم ۔صفحہ ۳۰)

۶۔ مزار والے زائرین کو کنیزیں عطا کرتے ہیں :۔

" سید عبدالوہابؒ اکابر اولیائے کرام میں سے ہیں۔ حضرت سید احمد بدوی کبیرؒ کے مزار پر ایک تاجر کی کنیز پر نگاہ پڑی۔ وہ آپ کو پسند آئی۔ جب مزار شریف پر حاضر ہوئے (صاحبِ مزار نے) ارشاد فرمایا۔ عبدالوہاب وہ کنیز تمہیں پسند ہے؟ عرض کیا ہاں! شیخ سے کوئی بات چھپانا نہیں چاہیئے۔ ارشاد فرمایا، اچھا ہم نے وُہ کنیز تم کو ہبہ کی۔ آپ سکوت میں ہیں کہ کنیز تو اس تاجر کی ہے اور حضور ہبہ فرماتے ہیں۔ وُہ تاجر حاضر ہُوا اور اس نے وُہ کنیز مزارِ اقدس کی نذر کی۔ خادم کو اشارہ ہُوا انہوں نے وہ آپ کی نذر کر دی۔ (صاحبِ مزار نے) ارشاد فرمایا۔ اب دیر کاہے کی ہے۔ فلاں حجرہ میں لے جاؤ اور اپنی حاجت پوری کرو۔ (ملفوظات حصہ سوم ۔صفحہ ۲۹)

۷۔ ارشادِ اعلیٰحضرتؒ :۔

" شیخ سے بظاہر ایسی بات معلوم ہو جو خلافِ سُنت ہے تو اس سے پھر جانا محرومی اور انتہائی گمراہی ہے

(ملفوظات حصہ چہارم۔ صفحہ ۵۷)

۸۔ ارشادِ اعلیٰ حضرتؒ:

"حضرت سیّد احمد زروقؒ نے فرمایا جب کسی کو کوئی تکلیف پہنچے 'یا زروق' کہہ کر ندا کرے میں فوراً اس کی مدد کروں گا۔" (ملفوظات۔ حصہ سوم۔ ص ۵۹)

۹۔ ارشادِ اعلیٰ حضرت:

"کعبہ قبلہ ہے جسم کا اور قبلہ ہے رُوح کا۔ اس کا نام ارادت ہے۔ اگر اس طرح صوفی عقیدت کے ساتھ ایک دروازہ پکڑ لے تو اس کو فیض ضرور آئے گا۔ اگر اس کا شیخ خالی ہے تو شیخ کا شیخ خالی نہ ہوگا اور اگر بالفرض وہ نہ سہی تو حضرت غوث الاعظمؓ تو معدنِ فیض و منبعِ انوار ہیں۔ اُن سے فیض آئیگا۔"

(ملفوظات۔ حصہ دوم۔ صفحہ ۶۹)

۱۰۔ ایک فقیر بھیک مانگنے والا ایک دکان پر کھڑا کہہ رہا تھا "ایک روپیہ دے اگر نہ دے گا تو تیری دکان الٹ دوں گا۔" اس تھوڑی دیر میں بہت سے لوگ جمع ہو گئے۔ ایک صاحبِ دل کا گزر ہوا۔ اس نے دکاندار سے فرمایا "جلد اسے روپیہ دے ورنہ دکان لوٹ جائے گی"۔ میں نے اس فقیر کو دیکھا معلوم ہوا بالکل خالی ہے۔ پھر اس کے شیخ کو دیکھا اسے بھی خالی پایا۔ اس کے شیخ کے شیخ کو دیکھا، انہیں اہلُ اللہ پایا اور دیکھا وہ منتظر کھڑے ہیں کہ کب اس کی زبان سے نکلے اور میں دوکان الٹ دوں۔ (ملفوظات۔ حصہ دوم۔ صفحہ ۶۹)

۱۱۔ سُہاگن بیوی (کس کی؟)

اعلیٰ حضرت کی زبان سے سنو:۔

حضرت موسیٰ سہاگ مشہور بزرگ گزرے ہیں۔ احمد آباد میں اُن کا مزار شریف ہے۔ میں زیارت سے مشرف ہوا ہوں۔ زنانہ وضع رکھتے تھے۔ ایک بار قحط شدید پڑا۔ بادشاہ قاضی و اکابر جمع ہو کر حضرت کے پاس دُعا کے لئے گئے۔ انکار فرماتے رہے کہ میاں کیا دُعا کے قابل ہوں؟ جب لوگوں کی آہ وزاری حد سے گزر گئی۔ ایک پتھر اٹھایا اور دُوسرے ہاتھ

کی چوڑیوں کی طرف لائے اور آسمان کی جانب منہ اٹھا کر فرمایا:۔

"مینہہ بھیجئے، یا اپنا سہاگ لیجئے"۔ سہاگن بیوی کا یہ کہنا تھا کہ گھٹائیں پہاڑ کی طرح امڈیں اور جل تھل بھر دئے۔ (ملفوظات۔ حصہ دوم۔ صفحہ ۸۰)

۱۲۔ یہی بزرگ ایک دن نماز جمعہ کے وقت بازار میں جارہے تھے۔ ادھر قاضی شہر کہ جامع مسجد کی طرف جارہے تھے، آئے۔ انہیں دیکھ کر امر بالمعروف کہا کہ یہ وضع مردوں کو حرام ہے۔ مردانہ لباس پہنئے اور نماز کو چلئے۔ اس پر انکار و مقابلہ نہ کیا۔ چوڑیاں اور زیور اور زنانہ لباس اتارا اور مسجد کو ساتھ ہولئے۔ خطبہ سنا۔ جب نماز قایم ہوئی اور امام نے تکبیر تحریمہ کہی۔ اللہ اکبر سنتے ہی اُن کی حالت بدلی، فرمایا:

اللہ اکبر! میرا خاوند حیؒ ولا یموت ہے، کہ کبھی نہ مرے گا اور یہ مجھے بیوہ کئے دیتے ہیں اتنا کہنا تھا کہ سر سے پاؤں تک سرخ لباس اور وہی چوڑیاں۔

(ملفوظات۔ حصہ دوم۔ صفحہ ۸۱)

۱۳۔ اولیائے کرام فرماتے ہیں کہ شیخ کے حضور میں بیٹھ کر ذکر بھی نہ کرے کہ ذکر میں، دوسری طرف مشغول ہوگا اور یہ حقیقت میں ممانعت ذکر نہیں، بلکہ تکمیل ذکر ہے کہ وہ جو کرے گا بلا توسل ہوگا اور شیخ کی توجہ سے جو ذکر ہوگا وہ بتوسط ہوگا۔ یہ اس لئے بدرجہا افضل ہے

(ملفوظات۔ حصہ سوم۔ صفحہ ۶۲،۶۳)

۱۴۔ ایک مرتبہ جنید بغدادیؒ دجلہ پر تشریف لائے اور 'یا اللہ' کہتے ہوئے اس پر مثل زمین کے چلنے لگے۔ بعد کو ایک شخص آیا۔ اسے بھی پار جانے کی ضرورت تھی۔ کوئی کشتی اُس وقت موجود نہ تھی۔ اس نے حضرت کو جاتے دیکھا۔ عرض کی: میں کس طرح آؤں؟ فرمایا 'یا جنید، یا جنید!' کہتا ہوا چلا جا۔ اس نے یہی کہا اور دریا پر زمین کی طرح چلنے لگا۔ جب بیچ دریا کے پہنچا تو شیطان لعین نے دل میں وسوسہ ڈالا کہ حضرت خود تو اللہ کہیں اور مجھ سے یا جنید کہلواتے ہیں۔ میں بھی یا اللہ کیوں نہ کہوں۔ اس نے یا اللہ کہا اور ساتھ ہی غوطہ کھایا۔ پکارا یا حضرت میں چلا۔

فرمایا وہی کہہ یا جنید یا جنید جب کہا دریا سے پار ہوا۔ عرض کی حضرت یہ کیا بات تھی۔ آپ اللہ کہیں تو پار ہوں اور میں کہوں تو غوطہ کھاؤں۔ فرمایا اے نادان ابھی تو جنیدؒ تک تو پہنچا نہیں۔ اللہ تک رسائی کی ہوس ہے۔ (ملفوظات۔ حصہ اول۔ صفحہ ۱۰۸)

دو صاحب اولیائے کرام میں سے ایک صاحب دریا کے اس کنارے اور دوسرے اس پار رہتے تھے۔ ان میں سے ایک صاحب نے اپنے ہاں کھیر پکائی اور خادم سے کہا حضور راستے میں دریا پڑتا ہے کیوں کر پار اتروں گا؟ کشتی وغیرہ کا تو سامان نہیں۔ فرمایا دریا کے کنارے جا اور کہہ میں اس کے پاس سے آیا ہوں جو آج تک اپنی عورت کے پاس نہیں گیا۔ خادم حیران تھا کہ یہ کیا معمہ ہے۔ اس واسطے کہ حضرت صاحب اولاد تھے۔ بہرحال تعمیل حکم ضرور تھی۔ دریا پر گیا اور وہ پیغام جو ارشاد فرمایا تھا کہا۔ دریا نے فوراً راستہ دے دیا۔ اس نے پار پہنچکر اس بزرگ کی خدمت میں کھیر پیش کی۔ انہوں نے نوش جاں فرمائی اور فرمایا ہمارا سلام اپنے آقا سے کہہ دینا۔ خادم نے عرض کی سلام تو جبھی کہوں گا جب دریا سے پار اتر جاؤں۔ فرمایا دریا پر جا کر کہیے میں اس کے پاس سے آتا ہوں جس نے تیس برس سے آج تک کچھ نہیں کھایا۔ مگر بلحاظ ادب خاموش دریا پر آکر جیسا فرمایا تھا کہہ دیا۔ دریا نے پھر راستہ دے دیا۔ جب اپنے آقا کی خدمت میں پہنچا تو اس سے نہ رہا گیا اور عرض کی حضور یہ کیا معاملہ ہے؟ فرمایا ہمارا کوئی فعل اپنے نفس کے لئے نہیں ہوتا۔

(ملفوظات۔ حصہ اول۔ صفحہ ۱۰۹)

۱۶۔ حضور فرماتے ہیں (سید احمد بدوی کبیرؒ) کہ کتنی ہی منزل پر کوئی شخص میرے مزار پر آنے کا ارادہ کرے میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اس کی حفاظت کرتا ہوں۔ اگر اس کا ایک ٹکڑا رسی کا جاتا رہے"۔ اللہ مجھ سے سوال کرے گا۔ (ملفوظات۔ حصہ سوم۔ صفحہ ۲۹)

۱۷۔ بیشک سب پیشوا اولیاء وعلماء اپنے اپنے پیروؤں کی شفاعت کرتے ہیں اور جب ان کے پیرو کی روح نکلتی ہے۔ جب منکر نکیر اس سے سوال کرتے ہیں۔ جب اس کا حشر ہوتا ہے۔ جب اس کا نامۂ اعمال کھلتا ہے۔ جب اس سے حساب لیا جاتا ہے۔ جب اس کے عمل تلتے ہیں۔

جب وہ صراط پر چلتا ہے۔ ہر وقت اور ہر حال میں اس کی نگہبانی کرتے ہیں۔ اصلاً کسی جگہ اس سے غافل نہیں ہوتے۔ (فتاوائے افریقہ۔ صفحہ ۱۲)

اولیاء کرام کے پیش نظر عرش سے تحت الثریٰ تک ہوتا ہے۔ ماضی تو ماضی مستقبل بھی ان کے پیش نظر ہوتا ہے۔ اولیائے کرام فرماتے ہیں کوئی پتہ سبز نہیں ہوتا مگر عارف کی نگاہ میں۔ (ملفوظات۔ حصہ چہارم۔ صفحہ ۶۵)

ایک صاحب اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم میں سے تھے۔ آپ کی خدمت میں بادشاہِ وقت قدم بوسی کے لئے حاضر ہوا۔ حضور کے پاس کچھ سیب نذر میں آئے تھے۔ بادشاہ کے دل میں خطرہ آیا کہ یہ جو سب سے بڑا سیب ہے، اچھا خوشش رنگ سیب ہے۔ اگر اپنے ہاتھ سے اٹھا کر مجھ کو دے دیں گے تو جان لوں گا کہ ولی ہیں۔ آپ نے وہی سیب اٹھا کر فرمایا ہم مصر گئے تھے۔ وہاں ایک جگہ جلسہ بڑا بھاری تھا۔ دیکھا کہ ایک شخص ہے۔ اس کے پاس ایک گدھا ہے۔ اس کی آنکھ پر پٹی بندھی ہے۔ ایک چیز ایک شخص کی دوسرے کے پاس رکھ دی جائے اور اس گدھے سے پوچھا جائے۔ گدھا ساری مجلس میں دورہ کر کے جس کے پاس ہوتی ہے سامنے جا کر سر ٹیک دیتا ہے۔

(ملفوظات۔ حصہ چہارم۔ صفحہ ۲۱)

سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی شان میں غلوِ خاص

۱۔ ائمہ دین فرماتے ہیں کہ حضرت غوث الاعظمؒ کے دفتر میں قیامت تک کے مریدین کے نام درج ہیں۔ جس قدر غلامی میں ہیں یا آنے والے ہیں۔ حضور پُر نور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رب عزوجل نے مجھے ایک دفتر عطا فرمایا کہ منتہائے نظر تک وسیع تھا اور اس میں میرے قیامت تک کے مریدین کے نام تھے اور مجھے فرمایا: وَهَبْتُهُمْ لَكَ میں نے یہ سب تمہیں بخش دیئے۔

(ملفوظات۔ حصہ دوم۔ صفحہ ۶۹۔ ۷۰)

۲۔ حضور اقدس سیدِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم شبِ معراج حضور سیدنا غوث اعظمؒ کے دوش

مبارک پر پائے انور رکھ کر براق پر تشریف فرما ہوئے اور بعض کے کلام میں ہے کہ عرش پر حضور کے تشریف لے جاتے وقت ایسا ہوا۔ (فتاویٰ افریقہ۔ صفحہ ۷۴)

۳۔ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: إِذَا سَأَلْتُمُ اللّٰهَ حَاجَةً فَاسْئَلُوهُ بِي جب اللہ تعالیٰ سے کسی حاجت کے لئے دعا کرو تو میرا وسیلہ لے کر دعا کرو۔ اور فرماتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ مَنِ اسْتَغَاثَ بِي فِي كُرْبَةٍ كُشِفَتْ عَنْهُ وَمَنْ نَادىٰ بِاسْمِي فِي شِدَّةٍ فُرِجَتْ عَنْهُ جو کسی بے چینی میں مجھ سے فریاد کرے۔ اس کی بے چینی دُور ہو اور جو کسی سختی میں میرا نام لے کر پکارے وہ سختی زائل ہو۔ (فتاوٰے افریقہ۔ صفحہ ۷۴)

۴۔ حضرت غوث اعظمؒ 'قصیدۂ غوثیہ' شریف میں فرماتے ہیں:

نَظَرْتُ إِلىٰ بِلَادِ اللّٰهِ جَمْعًا ۔ كَخَرْدَلَةٍ عَلىٰ حُكْمِ اتِّصَالٖ

یعنی میں نے اللہ کے تمام شہروں کو مثل رائی کے دانے کے ملاحظہ کیا اور یہ دیکھنا کسی خاص وقت سے خاص نہ تھا بلکہ علی الاتصال یہی حکم ہے اور فرماتے ہیں اَنَّ بُؤْبُؤَةَ عَيْنِي فِي اللَّوْحِ الْمَحْفُوظِ میری آنکھ کی پُتلی لوح محفوظ میں لگی ہوئی ہے۔ (ملفوظات۔ حصہ اوّل۔ صفحہ ۲۹)

۵۔ ہمارے شیخ حضور سیّد عبدالقادر رضی اللہ عنہ اپنی مجلس میں برملا زمین سے بلند کرکے ہوا پر مشی فرماتے اور ارشاد کرتے۔ آفتاب طلوع نہیں کرتا، یہاں تک کہ مجھ پر سلام کرے۔ نیا سال جب آتا ہے مجھ پر سلام کرتا ہے اور مجھے خبر دیتا ہے کہ جو کچھ اس میں ہونے والا ہے۔ نیا مہینہ جب آتا ہے مجھے سلام کرتا ہے اور مجھے خبر دیتا ہے جو کچھ اس میں ہونے والا ہے۔ نیا ہفتہ جب آتا ہے تو مجھ پر سلام کرتا ہے اور مجھے خبر دیتا ہے جو کچھ کہ اس میں ہونے والا ہے۔ نیا دن جو آتا ہے مجھ پر سلام کرتا اور مجھے خبر دیتا ہے جو کچھ اس میں ہونے والا ہے۔ مجھے اپنے رب کی عزت کی قسم کہ تمام سعید و شقی مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں۔ میری آنکھ لوح محفوظ پر لگی ہوئی ہے یعنی لوح محفوظ میرے پیش نظر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علم و مشاہدہ کے دریاؤں میں غوطہ زن ہوں۔ تم سب پر حجت الٰہی ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب اور زمین میں حضور کا وارث ہوں (الامن والعلیٰ صفحہ ۸۷)

۶- اعلیحضرت کا ارشاد :

جب کبھی مَیں نے استعانت کی۔ 'یا غوث' ہی کہا۔ یک در بگیر محکم بگیر۔

(ملفوظات۔ حصّہ سوم۔ صفحہ ۵۹)

نوٹ : اعلیحضرت نے اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ اور اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ کی کیسی صحیح تفسیر بیان کی ہے ؟

۷- اعلیٰ حضرت کا عقیدہ :

حضور پُر نور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس و انور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وارثِ کامل و نائب تام و آئینۂ ذات ہیں کہ حضور پُر نور صلے اللہ علیہ وسلم مع اپنی جمیع صفاتِ جمال و کمال و جلال و افضال کے اُن میں متجلی ہیں جس طرح ذاتِ احدیت مع جملہ صفات و نعوت جلالت آئینۂ محمدی صلے اللہ علیہ وسلم میں تجلی فرما ہے۔ مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ ۝

(فتاوٰے افریقہ۔ صفحہ ۱۰۱)

نوٹ : گویا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رح۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اوتار ٹھہرے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ربُّ العالمین کے اوتار ؟

ع- جو چاہے آپ کا حُسن کرشمہ ساز کرے

۸- اعلیٰ حضرت رح، شیخ عبدالقادر جیلانی رح کی مدح میں فرماتے ہیں :

(ماخوذ از حدائق بخشش۔ حصّہ دوم)

ولی کیا مُرسل آئیں خود حضورؐ آئیں — وُہ تیری وعظ کی محفل ہے یا غوث رض

مطلب : اے شیخ عبدالقادر جیلانی رض۔ آپ کا وعظ ایسا جامع اور اعلیٰ ہے کہ ولی تو ولی حضورؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی آپ کا وعظ سُننے کے لئے آتے ہیں۔

۹- ملک کے، کچھ بشر، کچھ جن کے ہیں پیر — تُو شیخ عالی و سافل ہے یا غوث رض

مطلب : کچھ پیر اور راہنما فرشتوں کے ہوتے ہیں اور بعض پیر فقط انسانوں کے ہوتے ہیں اور بعض جنات کے لیکن اے غوثِ عالی مرتبت تیری کیا شان ہے تُو تمام بلندی و پستی یعنی

زمین و آسمان کے رہنے والوں کا پیر ہے۔

۱۰۔ کوئی واصل ہے یا سالک ہے یا غوثؓ وہ کچھ بھی ہو ترا سائل ہے یا غوثؓ

(حدائق بخشش۔ حصہ دوم۔ صفحہ ۶)

مطلب: خواہ کوئی ولی ہو اور خواہ کوئی پیغمبر اور نبی اور قربِ الٰہیؐ کا کتنا ہی واصل ہو ہر ایک آپ کے دروازے کا سائل اور بھکاری ہے۔

۱۱۔ قمر پر جیسے خور کا یوں ترا قرض سب اہلِ نور پر فاضل ہے یا غوثؓ

مطلب: یعنی جس طرح چاند سورج سے روشنی حاصل کرتا ہے اور چاند کے اوپر سورج کا قرض ہے اسی طرح تمام نور والے نور کا قرض آپ سے لیتے ہیں۔

۱۲۔ غلط کردم تو واہب ہے نہ مقرض تری بخشش ترا نائل ہے یا غوثؓ ص ۹

مطلب: میں نے جو یہ کہا کہ آپ قرض دیتے ہیں، غلط کہا بلکہ آپ تمام اہلِ نور کو نور بخشتے ہیں کیونکہ آپ بہت زیادہ سخی اور صاحبِ بخشش ہیں۔

۱۳۔ نامد ز سلف عدیل عبدالقادرؓ نائد بخلف بدیل عبدالقادرؓ
مثلش گر از اہلِ قرب جوئی، گوئی عبدالقادرؓ، مثیل عبدالقادرؓ

مطلب: عبدالقادر کا کوئی مثیل و عدیل اہلِ قرب میں سے نہیں ہے۔ (ص ۵۵)

۱۴۔ ہم توئی قطبِ جنوب و ہم توئی قطبِ شمال نے غلط کردم محیطِ عالمِ عرفاں توئی! (ص ۹۶)

۱۵۔ تو ہے وہ غوث کہ ہر غوث ہے شیدا تیرا تو ہے وہ غیث کہ ہر غیث ہے پیاسا تیرا
تجھ سے اور دہر کے اقطاب سے نسبت کیسی قطب خود کون ہے خادم ترا چیلا تیرا
سارے اقطاب جہاں کرتے ہیں کعبہ کا طواف کعبہ کرتا ہے طوافِ درِ والا تیرا
اور پروانے ہیں جو ہوتے ہیں کعبہ پہ نثار
شمع اک تو ہے کہ پروانہ ہے کعبہ تیرا

(حدائق بخشش۔ حصہ اوّل۔ صفحہ ۵)

۱۶- حکم نافذ ہے ترا خامہ ترا سیف تری   دم میں جو چاہے کرے دَور ہے شاہا تیرا
نزع میں گور میں میزاں پہ سرِ پل یہ کہیں   نہ چھُٹے ہاتھ سے دامانِ معلّٰے تیرا

(حدائق بخشش، صفحہ ۹)

۱۷- تری جاگیر میں ہے شرق تا غرب   قلمرو میں حرم تا حل ہے یا غوث رض
جسے مانگے نہ پائیں جاہ والے   وُہ بے مانگے تجھے حاصل ہے یا غوث رض   حصہ دوم
فیوضِ عالمِ امیّ سے تجھ پر   عیاں ماضی و مستقبل ہے یا غوث رض
ملک مشغول ہیں اس کی ثنا میں   جو تیرا ذاکر و شاغل ہے یا غوث رض
جو تیرا نام لے ذاکر ہے پیارے   تصوّر جو کرے شاغل ہے یا غوث رض   ص ۷
احد سے احمدؐ اور احمدؐ سے تجھ کو   کُن اور سب کُن حاصل ہے یا غوث رض   ص ۸
اَلَا اطّوبٰی لکُم ہے وُہ کہ جن کا   شبانہ روز وردِ دل ہے یا غوث رض
تری قدرت تو فطریات سے ہے   کہ قادر نام میں داخل ہے یا غوث رض
ترا وقت اور پڑے یوں دین پہ یہ وقت   نہ تو عاجز نہ تُو غافل ہے یا غوث رض
رہی ہاں شامتِ اعمال یہ بھی   جو تُو چاہے ابھی زائل ہے یا غوث رض

غلو در شانِ احمد رضاؒ

اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں صاحب ساقیٔ کوثر ہیں: (انتخاب از مدائح اعلیحضرت)

۱- جب زبانیں سوکھ جائیں پیاس سے   جامِ کوثر کا پلا احمد رضا!!
۲- نکیرین آکے مرقد میں جو پوچھیں گے تو کس کا ہے   ادب سے سر جھکا کر لوں گا نام احمد رضا خاں کا ص ۴!
۳- ستائے حشر میں گر مہر کی تپش ہم کو   چھپا لے ہم کو تُو زیرِ ردا سلام علیک
۴- حشر میں ہو جب قیامت کی تپش!   اپنے دامن میں چھپا احمد رضا ص ۱!
۵- حشر کے دن جب کہیں سایہ نہ ہو   اپنے سائے میں چلا احمد رضا

۶ - دُعا رِ محبّ کی ہے یا ربّ مناے احمد سے ۔ کہ وقتِ مرگ ہو لب پہ رضا سلام علیک

اعلیحضرتؒ اور اصحابِ نبیؓ صلی اللہ علیہ وسلم

مولانا احمد رضا خاں صاحب کے زُہد و تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ مَیں نے (صاحبزادۂ اعلیحضرت) بعض مشائخ کرام کو یہ کہتے سُنا ہے کہ اُن کو (اعلیٰ حضرت کو) دیکھ کر صحابہ کرامؓ کی زیارت کا شوق کم ہو گیا۔ (وصایا شریف مولانا احمد رضا خاں صاحبؒ صفحہ ۲۴)

پیر بھائی کی قبر میں وہی خوشبو محسوس کی جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ میں پائی۔

اعلیحضرت فرماتے ہیں:

جب اُن کا انتقال ہوا (برکات احمد کا) اور مَیں دفن کے وقت اُن کی قبر میں اُترا مجھے بلا مبالغہ وہ خوشبو محسوس ہُوئی جو پہلی بار روضۂ انور کے قریب پائی تھی۔

(ملفوظاتِ اعلیحضرت حصہ دوم۔ صفحہ ۲۲)

نوٹ: چودھویں صدی کے ایک ہندی النسل کے مدفن کو تاجدارِ مدینہ کے ہم پلہ بنا دیا؟ کیوں نہ ہو چودھویں صدی کے مجدد ہیں۔

نمازِ جنازہ میں آنحضرتؐ نے اعلیحضرت کی اقتدار کی:

اعلیحضرت فرماتے ہیں:

کہ مَیں نے ایک جنازہ (برکات احمد پیر بھائی) کی نماز پڑھائی ۔ عرض کی یا رسُول اللہؐ، حضور کہاں تشریف لے جاتے ہیں۔ فرمایا "برکات احمد کے جنازہ کی نماز پڑھنے"۔ الحمد للہ! یہ جنازہ مُبارکہ مَیں نے پڑھایا۔ (ملفوظاتِ اعلیحضرت حصہ دوم۔ صفحہ ۲۲)

بریلی کے خان صاحب حبیبِ اعظم، شفیعِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کے مدعی ہیں؟ وُہ پاک نبیؐ کہ جن کے سر پر امامتِ انبیاء کا تاج رکھا گیا ہے۔

اعلیٰحضرت کی آخری وصیّت:

"حتی الامکان اتباع شریعت نہ چھوڑو اور میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے"

(وصایا شریف صفحہ ۲۲)

(نوٹ) احمد رضا خاں صاحب کا دین و مذہب جو اُن کی کتب سے ظاہر ہو رہا ہے۔ آپ حضرات کے پیش کر دیا ہے اب خواہ خُدا و رسُول صلی اللہ علیہ وسلّم کو رکھیں۔ خواہ اعلیحضرت کو!

اعلیٰحضرتؒ کی شان (از مدائح اعلیٰحضرت)

خدائی اختیارات:

مشکلیں میری آسان فرماتیے — میرے مشکلکشا احمد رضا

ایسا ہے مُرشد مرا احمد رضا — سب کا ہے مشکلکشا احمد رضا

کون دیتا ہے کس نے دیا ہے — جو دیا تم نے دیا احمد رضا

دِل ملا آنکھیں ملیں ایماں ملا — جو ملا تم سے ملا احمد رضا

کس کے آگے ہاتھ پھیلائیں گدا — چھوڑ کر در آپ کا احمد رضا

در سے تیرے کب کوئی خالی پھرا — جس نے جو مانگا ملا احمد رضا

ملنے میں ہے دیر کیا ہاتھ کرم کے اٹھا — اے مرے حاجت روا احمد رضا

گر مصیبت میں کوئی چاہے آقا سے مدد — دفع فرمائیں بلا احمد رضا

مانگ لے جو کچھ مانگنا ہو اے محبّ
دینے والا ہے اعلیٰ ہمارا احمد رضا

دین و دُنیا میں مرے بس آپ ہیں — مَیں ہوں کس کا آپ کا احمد رضا

دونوں عالم میں ہے تیرا آسرا — ہاں مدد فرما شہا احمد رضا

آستانہ ترا چھوڑ جائیں کہاں — تیرے در کے گدا احمد رضا

مجھ کو جو کچھ ملا تیرے در سے ملا، واہ کیا ہے عطا شاہ احمد رضا،
کیا غرض در بدر مارے مارے پھریں جب ترا در ہے وا شاہ احمد رضا،
بات ایمان کی ہے یہ حق کی قسم،
آپ سے ایماں ملا شاہ احمد رضا

(نوٹ) احمد رضا خان صاحب کو خدائی اختیار بھی حاصل اور حقوق رسالت بھی حاصل۔ ملاحظہ ہو:

حشر میں جب ہو قیامت کی تپش اپنے دامن میں چھپا احمد رضا، صفحہ ۴۸
جب زبانیں سوکھ جائیں پیاس سے جام کوثر کا پلا، احمد رضا،
حشر کے دن جب کہیں سایہ نہ ہو اپنے سایہ میں چلا احمد رضا،
تیری تعظیم ہے سرکار عرب کی تعظیم،
تو ہے اللہ کا اللہ ترا احمد رضا، (صفحہ ۲۸)

عجائبات فقہ رضائیہ

۱۔ سوال: کافر ہولی دیوالی میں مٹھائی وغیرہ بانٹتے ہیں مسلمانوں کو لینا جائز ہے یا نہیں؟
ارشادِ اعلیٰ حضرت: اس روز نہ لے اگر دوسرے روز دے تو لے لے۔ نہ یہ سمجھ کر کہ اُن کے تیوہاروں کی مٹھائی ہے بلکہ مالِ موذی نصیب غازی سمجھے۔ (ملفوظات حصہ اول۔ صفحہ ۱۰۳)

۲۔ سنگدلی کی انتہا:۔ فرمان اعلیٰ حضرت:
اگر آدمی کے پاس ایک پیالہ پانی کا ہو اور جنگل میں ایک کتا اور ایک کافر شدت پیاس سے جاں بلب ہو تو کتے کو پلا دے کافر کو نہ دے۔ ذرا سی اعانت کافر کی کرنا حتیٰ کہ اگر وہ راستہ پوچھے اور کوئی مسلمان بتا دے اتنی بات اللہ تعالیٰ سے اس کا علاقہ مقبولیت منقطع کر دیتی ہے۔ (ملفوظات۔ حصہ اول۔ صفحہ ۱۰۷)

۳۔ رنڈی کو مکان کرایہ پر دینا جائز ہے یا نہیں؟

ارشادِ اعلیٰ حضرت: اس کا، اس مکان میں رہنا کوئی گناہ نہیں۔ رہنے کے واسطے مکان کرایہ پر دینا کوئی گناہ نہیں۔ باقی رہا اس کا زنا کرنا تو یہ اس کا فعل ہے۔ اس کے واسطے مکان کرایہ پر نہیں دیا گیا۔ (ملفوظات۔ حصّہ سوم۔ صفحہ ۳۲)

۴۔ اعلیٰ حضرت کا فتوٰے:

زن و شوہر کا باہم ایک دوسرے کو حیات میں چھونا مطلقاً جائز ہے۔ حتیٰ کہ فرج و ذکر کو بہ نیتِ صالح موجبِ ثواب واجر ہے۔ کما نصّ علیہ سیّدنا امام الاعظمؒ۔

(احکامِ شریعت۔ حصّہ سوم۔ صفحہ ۱۵۲)

(نوٹ) امام اعظمؒ کا حوالہ ندارد

۵۔ زیدؔ اگر اقصیٰ مشرق میں ہے اور ہندؔہ منتہائے مغرب میں اور بذریعہ وکالت ان میں نکاح ہوا۔ ان میں بارہ ہزار میل سے زیادہ فاصلہ اور صدہا دریا پہاڑ سمندر حائل ہیں اور ایسی حالت میں وقتِ شادی چھ ماہ بعد ہندہ کے بچہ پیدا ہوا۔ بچہ زید ہی کا ٹھہرے گا۔

(احکامِ شریعت۔ حصّہ دوم۔ صفحہ ۱۱۵)

نوٹ: مسئلہ بیان کرنے کے بعد اعلےٰ حضرت بچہ زیدؔ ہی کا بنانے کے لئے یہ توجیہہ پیش کرتے ہیں کہ وُہ (زید) طیّ الارض پر قدرت رکھتا ہو کہ ایک قدم میں دس ہزار قدم جائے اور چلا آئے۔ ممکن ہے کہ جن اس کے تابع ہوں (اس عورت کو ہم بستری کے لئے اٹھا کر لے آتے ہوں) ممکن ہے صاحبِ کرامت ہو۔ ممکن ہے رُوحِ انسانی کی طاقتوں سے کوئی باب اس پر کھُل گیا ہو۔

۶۔ نماز میں اگر بیگانہ عورت کی شرمگاہ پر نظر جا پڑے جب بھی نماز و وضو میں خلل نہیں۔ مگر عورت کی مائیں بیٹیاں حرام ہو جائیں گی جب کہ فرجِ داخل پر نظر شہوت پڑی اور اگر قصداً ایسا کرے تو سخت گناہ ہے مگر نماز و وضو جب بھی باطل نہ ہوں گے۔ (فتاوٰی رضویہ۔ جلد اوّل۔ صفحہ ۹۷)

(نوٹ) بریلوی حضرات کا وضو کتنا زبردست اور مضبوط ہے۔ مائیں بہنیں بے شک حرام

ہوجائیں لیکن نہ وضو ٹوٹے نہ نماز میں خلل آئے۔

۷۔ مدینہ منورہ کی مجاورت مکروہ ہے:

اعلیٰ حضرت کا فرمان: "مگر مدینہ طیبہ میں مجاورت ہمارے ائمہ کے نزدیک مکروہ ہے کہ حفظِ آداب نہیں ہو سکے گا۔" (احکامِ شریعت حصہ دوم۔ صفحہ ۸۴)

۸۔ "ہندوستان دارالحرب نہیں، دارالاسلام ہے۔" (عرفانِ شریعت۔ صفحہ ۴)

"ہندوستان کے دارالاسلام ہونے میں کوئی شک نہیں۔" (اعلام الاعلام۔ صفحہ ۸)

"ہندوستان بفضلہٖ دارُالاسلام ہے۔" (احکامِ شریعت۔ حصہ دوم صفحہ ۸۷)

(نوٹ: گورنمنٹ برطانیہ کے منحوس عہد میں جنگِ عظیم کے بعد خلافتِ اسلامیہ کے حصے بخرے کئے گئے۔ ہندوستان کے جملہ علمائے کرام اور صوفیائے عظام نے ہندوستان کو دارالحرب قرار دیا اور اس ملک کو آزاد کرانے کے لئے ایک ملک گیر تحریک عدمِ تعاون شروع کی۔ ایسے نازک دَور میں گورنمنٹ برطانیہ کی حمایت میں اعلیٰحضرت نے یہ فتوٰے جاری کیا تھا۔

۹۔ اعلیٰ حضرت حقہ نوشی کے مسائل حل کرتے ہیں:

"حق یہ ہے کہ معمولی حقہ جس طرح تمام دنیا کے عوام وخواص یہاں تک کہ علماء و عظمائے حرمین محترمین زادہما اللہ شرفًا وتکریمًا میں رائج ہے شرعًا مباح وجائز ہے جس کی ممانعت میں شرعِ مطہر سے اصل دلیل نہیں تو اسے ممنوع وناجائز کہنا احوال سے بے خبری پر مبنی ہے۔"

(حقۃ المرجان۔ تصنیف اعلیٰ حضرت۔ صفحہ ۳)

آدمی کو چاہیئے کہ جب اس سے حقہ کے بارے میں سوال کیا جائے تو اسے مباح ہی بتائے خواہ پیتا ہو یا نہ پیتا ہو جیسے مَیں اور گھر کے لوگ ہیں کہ ہم میں سے کوئی حقہ نہیں پیتا مگر فتوٰے اباحت ہی پر دیتا ہوں۔ (حقۃ المرجان۔ صفحہ ۷)

اعلیٰحضرت فخریہ ارشاد فرماتے ہیں: "حُقہ پیتے وقت بسم اللہ شریف نہیں پڑھتا۔"

(الملفُوظات۔ حصہ دوم۔ صفحہ ۱۰۰)

۱۰- اعلیحضرت کا فتوائے : ——— "حقّہ کے پانی کے ہوتے ہوئے تیمم ہرگز جائز نہیں۔ اِس تیمم سے نماز باطل ہے۔" (احکام شریعت۔ حصّہ سوم۔ صفحہ ۱۵۷)

۱۱- میرے مرنے کے بعد ذیل کے لذیذ کھانے مجھے پہنچائے جائیں :- (اعلیحضرت کی وصیت)

"اعزہ سے اگر بطیب خاطر ممکن ہو تو فاتحہ میں ہفتہ میں دو تین بار ان اشیاء میں سے بھی کچھ بھیج دیا کریں۔ دودھ کا برف خانہ ساز اگرچہ بھینس کے دُودھ کا ہو۔ مرغ کی بریانی۔ مرغ پلاؤ خواہ بکری کا۔ شامی کباب۔ پراٹھے۔ بالائی۔ اُرد کی پھریری۔ دال معہ ادرک اور لوازم۔ گوشت بھری کچوریاں۔ سیب کا پانی۔ انار کا پانی۔ سوڈے کی بوتل۔ دودھ کا برف اگر روزانہ ایک چیز ہو یوں کرو۔ (وصایا شریف۔ صفحہ ۱۳)

۱۲- اپنا مُردہ حق زندہ کرنے کے لئے پہلو دار بات کہنا جس کا ظاہر دروغ ہو اور واقعہ میں اس کے معنی مُراد ہوں۔ اگرچہ سننے والا کچھ سمجھے، بلاشبہ باتفاق علمائے دین جائز ہے۔

(احکام شریعت۔ حصّہ سوم۔ صفحہ ۱۷۵)

۱۳- زید اگر ایامِ حیض میں عورت کی ران پر یا شکم پر آلت کو مَس کر کے انزال کرے تو جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب : پیٹ پر جائز ہے۔ ران پر ناجائز۔ (فتاوٰے افریقہ۔ صفحہ ۱۵۶)

آدم از بے بصری بندگی آدم کرد
گوہرے داشت ولے نذر قباد و جم کرد
یعنی از خوئے غلامی ز سگاں خوار تر است
من ندیدم کہ سگے پیش سگے سر خم کرد،

تعصی الإلٰه وأنت تظهر حبه
هٰذا محال في القياس بديع
لو كان حبك صادقاً لأطعته
إن المحب لمن يحب مطيع

تکفیرِ مُسلم اُور فقہائے کرام

کسی مسلمان کو کافر کہنا اکبر الکبائر ہے یعنی بڑے سے بڑا گناہ جو ایک مسلمان سے سرزد ہو سکتا ہے وہ یہ ہے کہ ایک مسلمان کی تکفیر کی جائے۔ تمام ائمہ نے بالخصوص حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس بارے میں بڑی احتیاط سے کام لیا۔ میں طالب علمی کے زمانہ میں حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی علم کلام کے موضوع پر ایک کتاب کا مطالعہ کر رہا تھا۔ جبریوں، قدریوں اور معتزلیوں کے عقائد پر بحث کرتے ہوئے امام صاحب نے فرمایا:

رُوم و خراسان اور ہند کے ہزار کافر کو کافر نہ کہنا خُدا کے نزدیک اتنا جُرم نہیں ہے،
جتنا ایک مُسلمان کو کافر کہہ دینا جُرم ہے۔

فقہائے کرام کا صحیح و معتمد اور مفتیٰ بہ فتویٰ یہی ہے کہ جو کسی ایک مُسلمان کو بھی کافر اعتقاد کرے وہ خود کافر ہے بلکہ یہاں تک فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی مسلمان کو از راہِ اعتقاد کے نہیں محض بطور دشنام کے کافر کہے تو وہ بھی کافر ہے۔ صحیحین کی ایک روائت میں حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے مروی ہے، کہ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ نے فرمایا:

اَیُّمَا امرأٍ قال لاخیہ کافرٌ فقد باء بہا احدہما ان کان کما قال و الّا رجعت الیہ۔

ترجمہ: جو کسی کلمہ گو کو کافر کہے اُن دونوں میں سے ایک پر یہ بلا ضرور پڑے گی اگر جسے کہا وہ فی الحقیقت کافر ہے تو خیر ورنہ یہ کفر کا حکم اسی قائل پر پلٹ آئے گا۔

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے بحوالہ طبرانی مروی ہے کہ رسُول خُدا صلے اللہ علیہ نے فرمایا:

مَن کَفَّرَ اَھلَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ فھُوَ اِلَی الکُفرِ اَقرَبُ۔

ترجمہ: حضورؐ نے فرمایا جس نے لا الٰہ الا اللہ کہنے والوں کی تکفیر کی وہ خود کفر سے زیادہ قریب ہے۔

ریاض الصالحین تالیف شیخ الاسلام امام نوَوی رحمۃ اللہ علیہ کے باب:

اجراء احکام الناس علی الظاھر وسرائرھم الی اللہ تعالیٰ

ترجمہ: "یعنی شریعت کے احکام کا اجراء لوگوں کے ظاہر پر ہوتا ہے اور اُن کے باطن کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے" کا ملاحظہ ہو۔

بروایتِ مسلم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جس نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کا اقرار کیا اور غیر اللہ کی پرستش کا انکار کیا اُس کا مال اور اُس کا خون مسلمانوں کے لئے حرام ہو گیا اور اس کا حساب اللہ کے ذمہ ہے۔ (ریاض الصالحین صفحہ ۱۹۶ - مطبع مصطفے البابی)

حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک جنگ میں، مَیں نے اور ایک انصاری نے دشمن کے ایک آدمی پر قابو پا لیا تو اس آدمی نے زبان سے کلمہ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ بلند کیا۔ انصاری حملہ سے رُک گیا مگر مَیں نے اپنا نیزہ اس کی چھاتی میں پیوست کر کے اسے قتل کر ڈالا۔ جب ہم مدینہ شریف لوٹ کر آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا اور دریافت فرمایا کہ اسامہ! یہ درست ہے کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کے اقرار کے بعد تُو نے اُس آدمی کو قتل کیا؟ مَیں نے کہا یا رسول اللہ! اس شخص نے محض جان بچانے کے لئے یہ کلمہ کہا تھا؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ، سہ بارہ بلکہ کئی بار یونہی دہرایا:

یَا اُسَامَةُ! قَتَلْتَهٗ بَعْدَ مَا قَالَ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ؟ ترجمہ: اَے اُسامہ! کیا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہنے کے بعد تُو نے اسے قتل کر ڈالا؟ ایک دُوسری روایت میں یُوں آیا ہے:۔

اَفَلَا شَقَقْتَ عَلٰى قَلْبِهٖ حَتّٰى تَعْلَمَ اَقَالَهَا اَمْ لَا ترجمہ:۔ تُو اس کے قلب کو چیر کر دیکھ لیتا کہ اس نے بر بنائے اخلاص یہ کلمہ کہا ہے یا محض تلوار سے بچنے کے لئے۔

حضرت اُسامہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قلق و اضطراب سے مَیں نے دل میں آرزو کی کہ کاش مَیں آج ہی دائرہ اسلام میں داخل ہوتا۔ مُسلم کی ایک اور روایت میں آتا ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسامہ بن زیدؓ سے فرمایا کہ اَے اُسامہ!

فَكَيْفَ تَصْنَعُ بِلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِذَا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ - اور بار بار حضور انور رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ

والسلام نے یہی کلمہ دہرایا کہ اے اسامہؓ! قیامت کے روز جب یہ کلمہ پاک خدا کی جناب میں استغاثہ کرے گا کہ کلمۂ توحید پڑھنے والے کو کیوں قتل کیا گیا تو اس وقت تو کیا جواب دے گا۔

(ریاض الصالحین للنووی ج صفحہ ۱۹۸ / ۱۹۹ مطبع مصطفےٰ البابی بمصر)

بخاری کتاب الصلوٰۃ میں ایک مشہور حدیث ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صلّٰى صلاتنا واستقبل قبلتنا واكل ذبيحتنا فذٰلك المسلم الذي

له ذمة الله وذمة رسول الله فلا تخفروا الله في ذمته -

ترجمہ:- جو شخص ہماری طرح نماز پڑھتا ہے۔ ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرتا ہے اور ہمارا ذبیحہ کھاتا ہے تو یہ شخص مسلم ہے جس کے لئے اللہ کا عہد ہے اور اللہ کے رسول کا عہد ہے پس اللہ کے عہد کو نہ توڑو۔

بخاری شریف کتاب الایمان میں ایک حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا اقرار کیا اور اس کے قلب میں برابر جو کے بھلائی ہو گی وہ بھی دوزخ سے نکل جائے گا اور جس نے لآ الٰہ الا اللہ کہا اور اس کے قلب میں گندم کے دانہ کے برابر بھلائی ہو گی وہ بھی دوزخ سے نکل جائے گا اور جس کلمہ گو کے دل میں ایک ذرہ کے برابر نیکی ہو گی وہ بھی دوزخ سے نکل جائے گا۔ حدیث میں بھلائی اور نیکی سے مراد ایمان ہے۔

قرآن پاک میں سچے اور پختہ مومن کی نشانی یہ ہے:۔

"سچے مسلمان تو بس وہی ہیں کہ جب خدا کا نام لیا جاتا ہے تو اُن کے دل دہل جاتے ہیں اور جب آیاتِ الٰہی اُن کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ اُن کے ایمان کو اور بھی زیادہ کر دیتی ہیں اور وہ ہر حال میں اپنے پروردگار ہی پر بھروسہ کرتے ہیں۔ وہ جو نماز پڑھتے ہیں اور ہمارے دئیے ہوئے رزق سے خرچ کرتے ہیں یہی ہیں سچے ایمان دار اُن کے لئے اُن کے پروردگار کے ہاں درجات ہیں۔ گناہوں کی معافی ہے اور عزت و آبرو کی روزی ہے۔" (سورۃ انفال - آیت ۲-۳)

سورۃ النساء آیت ۹۴ میں ارشادِ باری ہے :۔

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَىٰ إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا۔

ترجمہ : اے اہلِ ایمان جو تمہیں السلام علیکم کہے اُسے یہ نہ کہو کہ تو مومن نہیں ہے۔

اس آیت میں قرآن کریم نے یہ موٹا اور واضح اصول اسلام کا بتلا دیا ہے کہ جو شخص السلام علیکم کہہ کر اپنا مسلمان ہونا ظاہر کرے اُسے کافر مت کہو۔ اس صریح حکم کے ہوتے ہوئے مسلمانوں کو کافر کہنا کھلم کھلا قرآن الٰہی سے انحراف اور بغاوت ہے۔ صحیح بخاری کتاب المغازی میں ایک واقعہ مذکور ہے کہ جب ایک قوم نے جن کے خلاف جنگ ہو رہی تھی، صرف یہ کہا کہ "صَبَأْنَا صَبَأْنَا" یعنی کہ ہم صابی ہیں۔ ہم صابی ہیں۔ جن سے مراد اُن کی یہ تھی کہ ہم مسلمان ہیں، کیونکہ مسلمانوں کو صابی کہتے تھے۔ مگر حضرت خالدؓ نے اُن کے اس اعلان کے باوجود پھر بھی لڑائی جاری رکھی۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت خالدؓ پر سخت ناراض ہوئے اور بارگاہِ الٰہی میں یوں عرض کیا :۔

"اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدٌ ......"

ترجمہ : اے اللہ! جو کچھ خالدؓ نے کیا مَیں اس سے بیزاری کا اظہار کرتا ہوں۔

یہ بات صاف ہے کہ کسی کافر کو اسلام میں داخل کرنے کے لئے صرف کلمہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا اقرار کرایا جاتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک سے لیکر اس ساعت تک ساری امتِ محمدیہ مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک اسی پر عامل ہے پس جس کلمہ کے ذریعہ ایک کافر مسلمان ہو جاتا ہے۔ جب تک ایک مسلمان اس کا انکار نہ کرے، وہ کافر نہیں ہو سکتا۔ پس جو لوگ کلمہ پڑھنے والوں کو کافر بناتے ہیں وہ قرآن، صاحبِ قرآن اور روایاتِ اسلامی کی صریحاً خلاف ورزی کر رہے ہیں وہ کوئی اسلامی خدمت بجا نہیں لا رہے۔ ایک مسلمان کو کافر کہہ دینا قتلِ مسلم کے برابر ہے۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ غیر مسلموں کو دائرہ اسلام کی آغوش میں لیا جاتا تھا اور آج اچھے بھلے مسلمان کو دائرہ اسلام سے باہر نکالا جا رہا ہے۔ شریعت کا حکم ظاہر پر ہے جو شخص نماز پڑھتا ہے، روزے رکھتا ہے، زکوٰۃ دیتا ہے، حج کرتا ہے، قرآن و سنت کا اتباع کرتا

ہے یقیناً مسلمان ہے۔ دلوں کا حال خدا جانتا ہے، ایسے لوگوں کو کافر کہنے والے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نافرمان ہیں۔

ہمارے ائمہ کبار نے اہل قبلہ کی تکفیر کو ہمیشہ ناواجب ٹھہرایا ہے۔ امام طحاویؒ نے کیا خوب بات کہی کہ جس اقرار کے بعد کوئی مسلمان ہوتا ہے جب تک اس اقرار سے برگشتہ نہ ہو۔ دائرۂ اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔ (الدر المختار۔ ج ۳۔ صفحہ ۲۱۰)

فقہ حنفی کی جملہ مستند کتابوں سے صاف ظاہر ہے کہ اہل سُنت والجماعت کے قواعد میں سے ہے کہ اہل قبلہ میں سے کسی کی تکفیر نہ کی جائے۔

وفی المنتقی عن ابی حنیفة لم نکفر احداً من اہل القبلة وعلیه اکثر الفقہاء۔

(شرح فقہ اکبر۔ صفحہ ۱۸۹)

ترجمہ: منتقی میں امام ابوحنیفہؒ سے روایت ہے، کہ ہم اہل قبلہ میں سے کسی کی تکفیر نہیں کرتے اور فقہاء کی اکثریت اسی پر ہے۔

واختار الرازیؒ ان لا یکفر احداً من اہل القبلة۔ (شرح فقہ اکبر۔ ص ۱۸۹)

ترجمہ: اور ابوبکر رازیؒ نے اسی بات کو اختیار کیا ہے کہ اہل قبلہ میں سے کسی کی تکفیر نہ کی جائے۔

قال شارح المواقف ان جمہور المتکلمین والفقہاء علیٰ انہ لا یکفر احدٌ من اہل القبلة۔ (شرح فقہ اکبر۔ صفحہ ۱۸۸)

ترجمہ: اور اسی طرح شارح المواقف نے بیان کیا ہے کہ جمہور متکلمین اور فقہاء اسی پر ہیں کہ اہل قبلہ میں سے کسی کی تکفیر نہ کی جائے۔

الدر المختار میں ہے" کسی مسلمان کی تکفیر نہ کی جائے جب تک اس کے کلام کے اچھے معنے نہ لئے جائیں" شرح فقہ اکبر ملا علی قاریؒ میں ہے:۔

"اگر کسی مسئلہ میں ننانوے وجوہ کفر کے ہوں اور ایک احتمال نفی کفر کا ہو تو قاضی کا فرض ہے کہ اس احتمال کو اختیار کرے وہ جو نفی کفر کا ہے۔"

غرضیکہ ائمہ اسلام اور فقہائے عظام نے بالاتفاق از راہ شفقت و حسن ظن تمام ایسے فرقوں کو جو اللہ تعالیٰ کو وحدہٗ لاشریک، رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین اور قرآن مجید کو کلام الٰہی مانتے ہیں، داخل اسلام جانا ہے اور کسی کو خارج از اسلام قرار نہیں دیا۔

اہل اسلام سے آخری اپیل

باہم ربط، تنظیم، رواداری اور مصالحت کی بنیاد یہ ہے کہ ہر فرقہ دُوسرے فرقہ کی خوبیوں کا اعتراف کرے اور مابہ الاشتراک کو تعاون کی اساس قرار دے۔ ہمارے بزرگوں کا کیا حال تھا جن کے نقش قدم پر ہم نے چلنا ہے۔ وہ دن بھر قال اللہ و قال الرسول کی محفل گرم رکھتے۔ رات مصلوں پر کھڑے ہو کر صبح کر دیتے۔ چٹائیوں اور بوریوں پر بیٹھ کر تعلیم دیتے۔ پرائیویٹ زندگی فقیرانہ بسر کرتے۔ انہی بزرگوں نے دین کی حفاظت کی۔ بیرونی دشمنوں کے حملوں سے اسلام کو بچایا۔ عیسائیت کے روز افزوں طوفان کو روکا۔ آریوں کو گُنگ اور اُن کی قلموں کو توڑ دیا۔ یہ لوگ دین کا سچا جذبہ لے کر اٹھے۔ اتحاد و یگانگت اور اخلاص کا عَلَم ہاتھ میں لیا۔ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ استخلاص وطن کے لئے قربانیاں دیں۔ دین حق کی نشر و اشاعت میں دن رات مشغول رہے۔ آج یہی لوگ ہدف مطاعن بنے ہوئے ہیں۔ اُن کے لئے ہماری زبان سے کوئی خیر کا کلمہ نہیں نکلتا۔

یارب کجاست محرم رازے کہ یک زماں ۔۔۔ دل شرح آں دہد کہ چہ دید و چہا شنید

سمندر متلاطم ہے، ہوا مخالف، ہم سب ایک ہی ناؤ میں سوار ہیں۔ ہم نے پاکستان کا دفاع کرنا ہے اور اسلام کی بھی حفاظت کرنی ہے۔ ہماری گردنوں پر نہایت اہم ذمہ داریاں ہیں۔ میرا رُوئے سخن دیوبندی، بریلوی مناقشات کی طرف ہے۔ اس فتنہ کی تخم ریزی گورنمنٹ برطانیہ نے کی۔ یہ فتنہ پھلا پھولا۔ اور خُوب بڑھا۔ چاہئے تو یہ تھا کہ گورنمنٹ برطانیہ کے رخصت ہونے پر یہ فتنہ خود بخود فرو مگر اس کے برعکس اس فتنہ نے نہایت خطرناک صورت اختیار کر لی۔ ایک محاذ پر تو جمع ہونا در کنار ایک مجلس میں بھی جمع نہیں ہو سکتے۔ یہ دونوں جماعتیں بنیادی لحاظ سے اہل سنت و الجماعت ہیں۔ ہے

منفعت ایک ہے، اِس قوم کی نقصان بھی ایک ایک ہی سب کا نبیؐ دین بھی ایمان بھی ایک
حرم پاک بھی، اللہ بھی، قرآن بھی ایک کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک
فرقہ بندی سے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں
قلب میں سوز نہیں، رُوح میں احساس نہیں
کچھ بھی پیغامِ محمدؐ کا تمہیں پاس نہیں

قرآن وحدیث، فقہ وسیرت، عقائد وکلام میں دونوں مکاتبِ فکر میں ایک ہی نصابِ تعلیم رائج ہے۔ دونوں جماعتیں اسلاف کی تفاسیر اور شروحِ حدیث سے استناد کرتی ہیں اور یہ دونوں جماعتیں فقہ حنفی کا اتباع کرتی ہیں لیکن بایں ہمہ ان دونوں جماعتوں کے درمیان اتنی بڑی تفریق پیدا ہو چکی ہے کہ سارا پاکستان اس کی لپیٹ میں آ گیا ہے۔ مسلمانوں کے ہر جلسے، ہر اجتماع اور ہر مجلس وعظ میں خواہ وُہ کسی نام سے ہو انہی خانہ برانداز متنازعہ فیہ مسائل پر طبع آزمائی ہوتی ہے۔ ان مسائل نے پبلک کے دلوں میں کدورتیں بڑھا دی ہیں۔

مَیں اسی پر اکتفاء کرتا ہُوں اور جمہور اہل اسلام اور علمائے کرام سے اپیل کرتا ہُوں کہ حالات بدل چکے ہیں۔ گورنمنٹ برطانیہ اپنا بوریا بستر اٹھا کر رخصت ہو چکی ہے۔ یہ سب کرشمے اسی گورنمنٹ برطانیہ کے تھے۔ ہندوستان میں پھوٹ ڈالنے کے لئے گورنمنٹ برطانیہ نے بہت کھیل کھیلے۔ یہ ایک بڑی طویل اور دردناک داستان ہے۔ ہمارے بھولے بھالے بھائی اس جال میں شکار ہوتے رہے۔

اَب حکومت اہل اسلام کی ہے۔ ان غلط در غلط فتنوں سے بچو۔ یہی تقاضا ہے اسلام کا اور یہی تقاضا ہے اس وقت ہمارے ملک کا۔

خدا تعالیٰ نے تم کو بھائی بھائی بنایا۔ حضور حضرت محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو ایک رشتہ میں منسلک کر دیا۔ خدا کا فرمان ہے گروہ گروہ نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اَے اہل اسلام سب کے سب مل کر اللہ کی مضبوط رسّی کو تھامو!

درسِ توحید

ہم ہمیشہ کلمۂ پاک لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھتے ہیں مگر بھولے سے بھی کبھی اس کے معنوں کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ ورنہ توحید کا سبق سکھانے کے لئے یہ کلمہ بالکل کافی وشافی ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ جیسی ذات خداوند تعالیٰ کی ہے نہ ایسی ذات کسی کی ہے نہ اس جیسی کسی کی صفات ہیں اور نہ ہی اُن کاموں کے لئے جو اُس کی ذات سے مختص ہیں کوئی دوسرا ہے۔ یہ کلمہ ہمیں ہدایت کرتا ہے کہ :-

"ہر وصف جو خُدا تعالیٰ کے لئے مانا جائے اور ہر کام جو خُدا تعالیٰ کے لئے کیا جائے وہ خُدا تعالیٰ کے سوا اور کسی کے لئے نہ کیا جائے۔ مثلاً جب ہم نے یہ مانا کہ دُور اور نزدیک کی پکار کا سننے والا خداوند تعالیٰ ہے۔ تو ساتھ ہی یہ بھی ماننا پڑے گا کہ اور کوئی ایسا نہیں کہ ہماری دُور و نزدیک کی پکار کو سُن سکے۔ جب ہم نے مال و اولاد کا دینے والا اور مرادوں کا بر لانے والا اللہ تعالیٰ کو مانا تو لامحالہ ماننا پڑیگا کہ کوئی اور ایسا نہیں جو ہم کو مال و اولاد اور رزق دے اور ہماری مُرادوں کو بر لائے۔ جب ہم نے مان لیا کہ اس کے سامنے سجدہ کرنا چاہیئے اور اسی کے گھر کا طواف کرنا چاہیئے اسی سے دُعائیں مانگنی چاہئیں اور اسی کے نام پر جان و مال تصدق کرنا چاہیئے تو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ یہ کام کسی اور کے لئے کرنا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کو توڑ دینا ہے۔ قرآن سے پہلے توحید کے ایجابی پہلو پر تو تمام مذاہب نے زور دیا تھا لیکن سلبی پہلو نمایاں نہ ہوا تھا۔ ایجابی پہلو یہ ہے کہ خُدا ہے اور ایک ہے۔ سلبی پہلو یہ ہے کہ اس کی طرح کوئی نہیں اور جب اس کی طرح کوئی نہیں تو ضروری ہے کہ جو صفتیں اس کے لئے ٹھہرا دی گئی ہیں اُن میں کوئی دوسری ہستی شریک نہ ہو"

قرآن نے توحید فی الصفات کا ایسا کامل نقشہ کھینچ دیا کہ اس قسم کی لغزشوں کے تمام دروازے بند ہو گئے۔ قرآن نے ایک طرف توحید پر زور دیا اور دوسری طرف شرک کی راہیں بھی بند کر دیں۔ قرآن پاک نے کمال صفائی سے توحید پرستی اور وحدانیتِ الٰہی کی تعلیم دی۔ باطل پرستی کی ظلمت کو

حق پرستی کے نور سے بدلا۔ جھوٹے معبودوں کا سر نیچا کر کے سچے رب العالمین کی توحید کا جھنڈا بلند کیا۔ کفر و شرک کے گھٹا ٹوپ اندھیروں اور بدعقیدگیوں کی فضاؤں کو اُجالوں میں تبدیل کر دیا۔ ہر قسم اور ہر نوع کے شرک کو بیخ و بُن سے اکھیڑ کر رکھ دیا۔ مخلوق پرستی کو ٹھکرا کر خالق پرستی سکھائی۔ انسانوں کی باگ ڈور کمزور ہستیوں سے ہٹا کر ایک زبردست زور آور ہستی کے ہاتھ میں دے دی۔ غرض کہ قرآنِ پاک نے خالص توحید سکھا کر مخلوق کو خالق سے اور عابد کو معبودِ حقیقی سے ملا دیا۔

توحید کا یہ پیغام توحید کے مبلّغ اعظم حضرت رسولِ مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ رب العزت کی طرف سے بنی نوع انسان کی طرف لے کر آئے۔ توحید کا یہ پیغام اسلام کی اصل اور اساس ہے۔ بلکہ سارے قرآن کا خلاصہ اور کل انبیائے کرامؑ کی دعوتوں کا نچوڑ ہے۔ اسی توحید کی اشاعت کی خاطر حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کفارِ مکہ کے ہاتھوں دکھ اٹھائے۔ تکلیفیں سہیں اور اسی توحید کی خاطر صحابہ رضوان اللہ علیہم نے اپنی جانیں پروانہ وار قربان کیں۔

موجودہ تاریک ماحول میں قرآنِ پاک کی حقیقی روح یعنی توحیدِ الٰہی ایک طرف سوءِ عقیدگی کے اُبھرتے ہوئے سیل و طوفاں اور دوسری طرف تہذیبِ مغربی کے الحاد اور مادہ پرستی کے اُمنڈتے ہوئے بحرِ مواج میں مستور ہو کر رہ گئی ہے۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جن طوق و سلاسل کی آہنی زنجیروں کو جو خدا اور بندے کے درمیان حائل کر دی گئی تھیں اور جن سے انسانیت دبی چلی آتی تھی اپنی مقدس تعلیمات اور ربانی ارشادات سے ٹکڑے ٹکڑے کر کے انسانیت کو براہِ راست خدا تعالیٰ کی چوکھٹ پر جھکا دیا تھا۔ آج اسلام کے نام لیواؤں ہی نے اس سچی توحید سے ایسی بیگانگی لنعتیا کی کہ ان شکستہ زنجیروں کے بکھرے ہوئے ٹکڑے پھر جمع کئے اور انہیں نظر فریب اور زرنگار نقابوں کے اندر مستور کر کے خود بھی پہنا اور مسلمانوں کو بھی پہنایا۔

یہ توحید جس پر اسلام کو ناز تھا جو دورِ سلف کے مسلمانوں کے لئے طرۂ امتیاز تھی، دورِ حاضر کے مسلمان کے ہاتھوں اس کی ایسی درگت بنی کہ اسے صفحۂ قرطاس پر لاتے ہوئے انگلیاں لرزتی ہیں اگر آج کے مسلمان کی توحید کا تجزیہ کیا جائے تو اس میں کیا ہوگا۔ مشرکانہ توہم پرستی، عجمی تصورات، اسرائیلی افسانے

کلیسائی تعلیمات اور برہمنیت۔ موجودہ مسلمان اِن غیر فطری تعلیمات کا اتنا خوگر ہو چکا ہے اور اس کے اثرات اس کے رگ وپے میں اِس قدر سرائیت کر گئے ہیں کہ اب اسلام کی اصل رُوح یعنی توحید کی طرف آنے سے طبیعت اِبا کرتی ہے۔ ڈاکٹر اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے "رموزِ بیخودی" میں اسی بات کا نوحہ کہا ہے ؂

مُسلم از سِرِّ نبیؐ بیگانہ شد　　باز ایں بیت الحرم بُتخانہ شد

از منات ولات و عُزّیٰ و ہبل　　ہر یکے دارد بُتے اندر بغل!

اگرچہ اس میں شک نہیں کہ اللہ کے کچھ بندے ہر دَور میں ایسے ہوئے ہیں جن کے دلوں میں مجاہدانہ جوش اور سچا ولولہ رہا ہے۔ جن کی نگاہوں میں قرآنی بصیرت تھی اور جنہوں نے شرک وبدعت کے اِس قسم کے بھیانک اور خوفناک طوفانوں کا پُوری طرح مقابلہ کیا اور ان فتنوں کی پُوری طرح روک تھام کی۔ لیکن دورِ حاضر میں شرک وبدعت کا طوفان اتنی شورانگیزیوں کے ساتھ اٹھا ہے، کہ بڑے بڑے جلیل القدر علماء نے ساکت وصامت رہنے ہی میں عافیت سمجھی ہے۔ توحید کا مسئلہ اِس بات کا متقاضی تھا کہ علمائے حق پرست اپنے جُزوی اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر اُٹھ کھڑے ہوتے اور اپنے اسلاف کی طرح سچ کو جھُوٹ سے، حقیقت کو فریب سے، حق کو باطل سے" اور اصل کو نقل سے الگ الگ کر کے ان تمام زنگار رنگ کے پردوں کو چھپا دیتے جن کے اندر توحید کو چھُپا دیا گیا ہے ؂

یہی دین محکم، یہی فتح باب

کہ دنیا میں توحید ہو بے حجاب

جناب مولینا احمد رضا خاںؒ کی اپنے شاگردوں کو خاص وصیّت

مولینا احمد رضا خاں صاحب۔ مولوی ابو یُوسف کوٹلی لوہاراں کو سند و اجازت میں ارشاد فرماتے ہیں :-

وصیتی لک التمسک التّام بمذھب اھل السنّة ومجانبة اھل البدع والفتنة وصرف العمر فی حمایة السّنن واعانة اربابھا ونکالة الفتن واھانة اصحابھا لاسیما الدیابنه فانّھم الفراعنه واضرّ علی المسلمین من ابلیس اللعین اعاذنا اللہ وایاک من شرّھم اجمعین ۰

ترجمہ :- میں (احمد رضا خاںؒ) آپ کو وصیت کرتا ہوں کہ آپ مذہب اہلسنّت پر سختی سے عمل کریں اور اہل بدعت اور اہل فتنہ سے پوری طرح بچ کر رہیں، اور اپنی عمرِ عزیز کو سنّتوں کی اور سنّتوں کے عاملین کی حمایت میں اور فتنوں اور فتنوں کے حامیوں کی اہانت اور بربادی میں صرف کریں۔ جس سے بالخصوص دیوبندی مراد ہیں کیونکہ وہ فرعون کی قوم ہے اور ابلیس لعین سے بھی اہلِ اسلام کے لئے زیادہ ضرر رساں ہیں۔ اللہ ہمیں اور تمہیں سب کو اُن کے ضرر سے محفوظ رکھے۔

(بحوالہ نماز مُدلّل ،صفحہ ۳۲ ۔مصنّفہ مولوی محمد شریف ۔ کوٹلی لوہاراں)
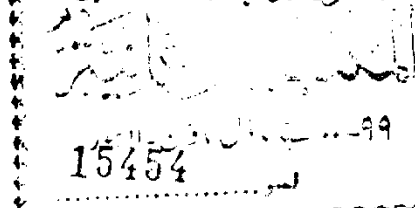
مذہبیات میں خطبات و مواعظ کی بہت سی کتابیں آپ کی نظر سے گذری ہوں گی۔ مختصر سے مختصر بھی اور ضخیم بھی،

لیکن

اسلامی خطبات

دو جلد

مصنفہ : مولانا عبدالسلام بستوی رحمہ اللہ

بعض خصوصیتوں میں ان سب سے منفرد ہے کیونکہ اس میں :-

- زندگی بھر میں پیش آمدہ مواقع کی نسبت سے مذہبی اخلاقی اور معاشرتی مسائل پر خطبات موجود ہیں
- درج شدہ قصص اور واقعات پر اعتماد کیا جا سکتا ہے۔
- مضامین متنوع اور استناد میں سب کتابوں سے منفرد نیز موقع محل کی مناسبت سے اخلاقی اور مذہبی اشعا
- رمضان المبارک، عید الفطر، عید الاضحی، محرم الحرام اور ربیع الاول پر خاص خطبے

سفید کاغذ ★ ونڈ ایک آفسٹ طباعت ★ ولایتی کپڑے کی جلد

- قیمت جلد اول ۶۶ خطبے ، -/۶۰ روپے
- قیمت جلد دوم ۵۲ خطبے ، -/۶۰ روپے

المكتبة السلفية

شیش محل روڈ ○ لاہور ۲ ○ پاکستان